بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَاِذَا
هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

نُورُ الدِّین

بجواب

ترکِ اسلام

اَسْتَغْفِرُ اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْن

مصنّفہ

تحریرات حضرت حکیم الامۃ مولوی نور الدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاول

جسکو
خاکسار محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان
نے مطبع وزیر ہند سٹیم پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ منیجر چھپوایا
یکم اگست ۱۹۲۳ء
قیمت ۸/

فہرست مضامین دیباچہ کتاب نور الدین

فہرست مضامین کتاب نور الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط
ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ (پ - انعام)
خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ
هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ
وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ○ (پ - توبہ)

اللهمّ فصلّ وسلم وبارك علیه وعلی خلفائه کما
وعدت فی قولك ولیمکنن لهم دینهم الذی
ارتضی لهم ولیبدلنّهم من بعد خوفهم امنا ولو کره الکافرون

امابعد - خاکسار نورالدین اللهم اجعله کاسمه امین گذارش پرداز ہے کہ ہمنے ارادہ کیا ہے - اور اللہ تعالےٰ اسکو پورا کرنے والا اور ہم کو خطاؤں شرارتوں اور ہر قسم کے دہوکوں اور دھوکہ بازیوں سے بچانیوالا ہے - کہ اپنے اس دیباچہ کو ان چند ضروری فقروں پر ختم کردیں *

فقرہ اول اسلام کا اصلی سرچشمہ اور اس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جسکا نام السلام[1] ہے - قرآن کریم میں اس مبارک نام کا مبارک ذکر اس کلمہ طیبہ میں آیا ہے

---

[1] - اس سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ اسلام کے لفظ میں خدائے علیم کیطرف سے پیشگوئی مرکوز ہے کہ اسلام اور اسکے تمام متعلقات ابد تک سلامتی اور حفاظت سے رہینگے - جیسا کہ اس کے چشمہ یعنے اللہ تعالےٰ کا نام السلام ہے - اسلئے یہ نام اور یہ فخر اور کسی مذہب کو نہیں ملا - منہ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ (پ۲۸ حشر) یعنے وہی اللہ ہے کوئی معبود اور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں وہ حقیقی بادشاہ ہر ایک نقص سے منزہ و بے عیب و سلامت ہے اور اسلام کا حقیقی ثمرہ دار السّلام ہے جسکا آسمان و زمین اور درودیوار - اور جسکے تمام یار وغمگسار طیّب ہوں گے - اور ان کے میل جول میں سلامتی و سلام ہی ہو گا -

جیسے فرمایا - وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (پ ۱۱ - یونس)

اسی طرح الاسلام کے ظہور کے لئے دو شہر مقدر تھے - ایک اُم القریٰ مکہ جسکے لئے ایسی ایک پیشگوئی ہے کہ اگر سوفسطائی اور دہریہ بھی اسپر منصفانہ نظر کرے تو اللہ تعالے کی ہستی کے علاوہ اللہ تعالے کے علم و قدرت کا بھی دل سے قائل ہو جاوے - اس مختصر تمہید میں ہم صرف دو آیتوں کا ذکر کرتے ہیں - مکہ معظمہ تسیر انظہر اسلام کا اس دنیا میں ہے اور اس مکہ معظمہ کی نسبت یہ ارشاد ہیں -

اوّل - اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ (پھر ان آیات بیّنات کا بیان کیا ہے - جیسے فرمایا) مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (پ۴ اٰل عمران) اور دوسری آیت یہ ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ (پ۷ مائدہ) ان دو آیتوں میں آٹھ امور کا بیان فرمایا گیا ہے - اور انکو آیات بیّنات کہا ہے - اوّل یہ کہ مکہ مقام ابراہیم ہے - دوم اس میں داخل ہونے والوں کے لیئے امن ہے - سوم - اسکا حج کرنا لوگوں کے ذمہ لگایا گیا - چہارم - کعبہ عزت کا گھر ہے - پنجم - یہی مکہ لوگوں کے قیام کا باعث ہے - ششم اس کا ایک مہینہ معزز بنایا گیا ہے - ہفتم ہدی - ہشتم - قلائد کو اللہ تعالے نے بنایا ہے - اور ان امور ہشتگانہ کے بنانے کی وجہ بتائی کہ تم جان لو - اللہ تعالے ہے - بلکہ علیم ہے -

کوئی غور کرنے والا غور کرے کہ کسی **مکان** کو یا کسی **زمانہ** کو معزز بنانا کوئی اچنبے کی بات نہیں لوگ مکانوں اور اوقات کے بعض حصص کو عزت دیا ہی کرتے ہیں -

بنایا کرتے ہیں۔ اور ان میں چند رسومات کا قایم کرنا بھی کوئی اچنبے کی بات نہیں۔ کیونکہ لوگ رسومات بھی قایم کیا ہی کرتے ہیں۔ ہزاروں ہزار مکان لوگ بناتے اور لوگوں نے بنائی اور انپر بڑا روپیہ خرچ کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ لاکھوں معبد بنے اور کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ انپر خرچ ہوا بنانے والوں کے بڑے بڑے ارادے انکے متعلق تھے۔ مگر اول تو ان مکانات اور ان رسومات کے ادا کے لئے جو اوقات مقرر کئے گئے۔ بلکہ جو مکانات تجویز کئے انکے قیام و بقا کا دعوے نہیں کیا گیا۔ اور اگر بفرض محال دعوی کیا گیا۔ تو باطل ثابت ہوا۔ بیت الشمس افریقیہ کا اور پرانون یونان کا۔ ایاصوفیا روم کا۔ آتشکدہ آذر کا۔ سومنات جگن ناتھ۔ کاشی۔ متھرا۔ گیا امرناتھ وغیرہ وغیرہ کچھ کم نہیں گذرے ان میں سے بعض تو نیست و نابود ہی ہوگئے اور بعض مخالفوں کے مفتوح ہیں۔ اپنے پرستاروں کےلئے مامن نہیں رہے۔ اور چونکہ امن ہمیشہ خوف کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے۔ اور دنیا میں ایک ہی عظیم الشان مذہبی خوف تھا۔ جسکا ذکر کتب سابقہ یہود و نصاریٰ میں ہے اور صرف وہ ایک ہی فتنہ الٰہی علم مکنون سے مقدر تھا۔ جس سے پناہ مانگنا ہم کو سکھایا گیا۔ وہ فتنہ ہے دجال کا فتنہ اب دیکھو دجال اگر دجالہ لفظ سے نکلا ہے۔ جیسے قاموس اور اس کی شرح میں ہے۔ تو وہ ایک فرقہ عظیمہ (کمپنی) کا نام ہے۔ جو اپنے مال و متاع کو تجارت کے لئے لئے پھرے اور اگر کسی کذب و افترا والے کا نام ہے۔ تو اس سے زیادہ کیا افترا ہوگا۔ کہ عورت کا بچہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ خدا۔ بلکہ جامع روح القدس خدا اور روح الابن خدا اور خدائے مجسم اور روح الانسان مانا ہی نہیں گیا۔ بلکہ اس اعتقاد کی طرف کھینچنے کے لئے اربوں روپیہ پانی کی طرح ہر روز بہایا جاتا ہے۔ شراب جو جماع الاثم کیا معنے تمام بدکاریوں کا جامع ہے۔ ان خداؤں کے مجموعہ کے خون کے بدلے یادگار کے طور پر مذہبی رسم یا عبادت کے وقت پیا اور پلایا جاتا ہے۔ النساء حبائل الشیطان (کچھ عورتیں شیطان کا کمند ہیں) کو اس کام پر لگایا گیا۔ اس کام کے واسطے مشنری ہسپتال بنائے گئے۔ میں نے ایک پرانی مشہور کنچنی سے پوچھا تھا۔ کہ تمہارا پیشہ جو قطعاً قومی فطریہ انسانیہ کے خلاف ہے اور انکا دشمن ہے مجھے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس طرح پیدا ہو گیا۔ تو اس تجربہ کار نے مجھے جواب دیا۔ قربان جاؤں۔ خوش خوراک خوش پوشاک مرد اور باانیہمہ خواہشات پھر کاہل دشت یہ پیشہ اختیار نہ کرے۔ تو کیا کرے۔ مگر اس بیان کے بعد ثابت ہوگیا۔ کہ

دام مارگیوں ساکتوں نے مذہبی رنگ میں اس فرقہ کو عورتوں کے جنم سدہارنے کے لئے بھی بنایا ہے۔ اور کاہلوں سستوں کے لئے تو دوسری جگہ مشن کمپونڈ بھی ہیں اور اسقدر کتابیں اور رسایل اس مطلب کے لئے نکالے گئے۔ کہ ہماری گنتی سے بالکل باہر پڑے ہیں۔ یہ لوگ مشرق میں کہاں پہونچے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

مگر دیکھ لو کہ وہ شہر ان فتن سے بالکل امن میں ہے اور جو رسومات اس میں جس عظمت کے لئے لامعلوم زمانہ سے قایم کی گئیں۔ وہ اسی طرح ادا کیجاتی ہیں اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اس لئے ہے۔ کہ وہ یہود و نصاریٰ۔ صابئین میں مکرم معظم مانے گئے تھے۔ چوتھا مظہر الاسلام اور دوسرا شہر اور زمین پر طابہ طیبہ مدینۃ الرسول ہے صلے اللہ علیہ وسلم جسکے لئے وہی وعدہ اس فتنہ سے امن کا ہے اور وہ بھی اب تک محفوظ ہے اور ایسا ہی محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اور اس دنیا میں پانچواں مظہر الاسلام کا قرآن کریم ہے۔ اس کی سلامت ہونکی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ السلام خود اس کا محافظ ہے۔ جیسے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ ۱۴ حجر)۔ اسکی حفاظت کا مفصل تذکرہ سوال نمبر ۱۱۳/۱۱۵ کے جواب میں دیکھو۔

اور چھٹا مظہر الاسلام اور اس کا مبلغ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الرسل والنبیین رسول رب العالمین ہے۔ غور کرو۔ زمانہ نبوی میں عرب میں کسی کا مار ڈالنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ بڑے بارعب شخص ہمارے جد امجد عمر رضی اللہ عنہ کو مارنے والے نے مارا اور اسلام میں وہ ننگ اسلام بھی ہیں۔ جنکے اعتقاد میں وہ قاتل بابا شجاع کہا جاتا ہے۔ بڑے بہادر اسد اللہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مارنیوالے شقی نے مارا جس نامراد کا ابن ملجم نام مشہور ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے مدبر قوم کے عظیم الشان خلیفہ کو مارنیوالوں نے مارا گو کیفر کردار کو پہونچے اس ملک کے علاوہ ہم تو سنتے ہیں کہ دیانندجی کو بھی کوئی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا۔ اور آریہ مسافر کو تو اس امن کی سلطنت میں مارا۔ اور اسکے لائق اتباع اور پولیس کو اتنا پوچھنے کی یاوری نہ ملی کہ کوئی آریہ مسافر سے پوچھتا۔ کہ آپکو کس نے مارا۔ غرض بات صاف ہے۔ مگر نبی کریمؐ کے لئے دعوےٰ موجود ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور دعوےٰ بھی ایسے وقت میں کہ ابتدائے اسلام تھا۔ اور آپکے لئے آپکے دروازہ دربان کوئی نہ تھا۔ بلکہ اپنے اور بیگانے سب دشمن تھے

آریہ اور عیسائی کہتے ہیں کہ بجبر لوگوں کو مسلمان بنایا جاتا تھا۔ اِلّا اِن مجبوروں کو جو بقول انکے دایئں اور بایئں بھے یاوری نہ ملی۔ کہ اس دعوے یعصمك من الناس کو باطل کرتے مگر آخر یہ دعوی یعصمك من الناس (پ۶ مائدہ) صحیح اور یہ پیشگوئی سچی نکلی بلکہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ (پ۲۹ ۔الحاقۃ) کا مضمون مویدساتھ تہا۔ اور مکذب بھی بایں کثرت بھے۔ کہ مشرکین عرب اور یہود و نصارٰی پربس نہ بھی، شام و روم مصر وایران اس لیے مجھی کبھی ذرہ خیال نہیں آیا۔ کہ اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو۔ بلکہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (پ۱۰ توبہ) کا وقت نظر آرہا ہے۔ علاوہ بریں تجارب گواہ ہیں۔ دیکھو ہلاکو خان اور اسکے ناکام مشیر نصیر الشرک اور رسالہ مؤید الکفر نے کیا نہ کیا۔ مگر آخر ہلاکو کی اولاد خادم اسلام ہوئی۔ اور وہ دونوں وزرا ناکام و نامراد دنیا سے چل دیئے۔ پس یہ بحث اور مضمون جو مینے لکھاہے بعض کی بھلائی کے لئے لکھاہے اور اپنے فہم و فراست کے مطابق سمجھانا مقصود ہے کہ کوئی روح سلامتی پر پہونچ جاوے۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰى (پ۲۷ ۔النجم)

چونکہ اسلام انقیاد و فرمانبرداری۔ صلح و آشتی کا نام ہے۔ اس لئے اسلام کی ابتدائی نشو و نما میں جب صنادید عرب علی العموم اور اراکین مکہ نے بالخصوص مسلمانوں کو شدید ایذائیں دینا شروع کیں۔ تو حتے الامکان صبر و حلم و بردباری سے کام لیا گیا۔ جب ایذا حد سے بڑہی اور ناقابل برداشت ہوگئی۔ تو مسلمانوں نے ملک حبش کو ہجرت کی۔ عمائد مکہ اسپر بھی باز نہ آئے اور مسلمانوں کا تعاقب ملک حبش تک کیا۔

اہل مدینہ کے اصرار پر مدینہ کو مسلمانوں نے ہجرت کی اور صاحب اسلام حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام مدینہ کو ہجرت فرما ہوئے۔ وہاں جاتے ہی بنی اسرائیل و یہود کے ساتھ امن عام کے لئے ایک معاہدہ کیا۔ جسکا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ الی قولہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (پ۱ بقرہ) اور اس قسم کی دوسری آیات میں بھی یہ مضمون مفصل ہے۔ آخر انمیں۔ نہلسٹ۔ انارکسٹ اور فریمیسن وغیرہ پیدا ہوگئے۔ اس امر کی تفصیل ہم نے سوال نمبر ۱۶ اکے جواب میں لکھدی ہے۔ اور فرمایا كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا

نَبَذَہٗ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (پ بقرہ) اور فرمایا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ (پ بقرہ) آخر حسب پیشگوئی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (پ۲۴ مومن) سب مخالف خائب وخاسر ونا کام ہلاک ہوئے۔ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ پھر جب تمام عرب وعجم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر بھڑک اُٹھے تو پیشگوئی فرمائی گئی۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ۔ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّھِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْہُ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ لَاھِیَۃً قُلُوْبُھُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَی (پ۱۷ انبیاء) اور حرف بحرف پوری ہوئی۔

ہم جانتے ہیں اور واقعی یہی ہے کہ دل بڑھانے کو بھی ایسے کلمات لوگ کہا ہی کرتے ہیں۔ مگر کیا ہر جگہ اور ہر ایک مطلب میں وہ ایسے کامیاب ہوتے ہیں کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (پ مائدہ) کی صدا انکے کان میں پہونچے اور کیا اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (پ۶ ایضاً) کا خلعت ایسا ملتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا آپ نے آخر ایام میں دنیا سے اس وقت کوچ کیا۔ جب تمام مخالف سربسجود للہ الکریم ہوگئے اور تمام معبد شرک اور مخالف بے نام ونشاں ہوئے۔ یہ بے نظیر فتحمندی سوائے دھارمک[1] پُرش کے ممکن ہی نہیں۔ جو مانگا سو پایا۔ جو چاہا سو ملا۔ پس یہ رضا الٰہی کا ثمرہ تھا۔ جس طرح ابتدا اسلام میں اسلام نے جنگ میں ابتدا نہیں کی۔ اسی طرح اسوقت روحانی اور دلایل کے جنگ کے وقت بھی اسلام نے ابتدا نہیں کی۔ بعض نادان وبے خبر مسلمان اس حقیقت کو نہ سمجھیں تو ان کی حماقت وجہالت ہے اور ایسے کم عقل ہر قوم میں ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً مسیحی مذہب نے پادری فنڈر کی افسری سے اسلام پر میزان وطریق وغیرہ سے حملہ کیا اور آریہ سماج نے ستیارتھ کے چودہویں پورے سملاس اور بہومکا وغیرہ رسایل میں جستہ جستہ مقامات میں اسلام پر خطرناک حملہ کیا۔ اسلام کے خدا پر جو ہمارا اور اس کا ایک ہی خدا تھا۔ گو انسے یا ہم سے اسکے صفات کی فہم میں غلطی ہوئی۔ اور اسلام کی کتاب پر اسلام کے ہادی ومصلح پر وہ گالیوں کا طوفان باندھا ہے۔ کہ الامان۔ اگر صاحب سماج کو کوئی سادہ نام سے یاد کرے تو آریہ سماج

[1] دیندار۔ صالح۔ بزرگ ۱۲

آگ بولا ہو جاوے۔ اور خود جو چاہا اناپ شناپ لکھدیا ہے۔ پھر ان کی تاثیر سے آریہ مسافر نے تو خاتمہ کر دیا۔ اور اسکے پوتے صاحب یوگندر پال اور دہرمپال نے جو شیریں کلامی اور نرمی دکھائی ہے اسکے لئے یہ ترک اسلام کا مختصر رسالہ کافی گواہ ہے۔ ایک ہمارے لون میانی کے ہم مکتب آریہ سماجی ایک بار مجھ سے فرمانے لگے کہ کہو جی کون دہرم ہے" والی نظم پہلے کسنے لکھی مینے عرض کیا جناب آپ وہ لوگ ہیں جنکے مقابلہ پر وہ نظم ہے۔ بلکہ اسپر تو خود مہارشی آپکے سرسوتی اور سوامی جی نے وہ لے دے کی ہے کہ جسکے مقابلہ میں ہمارے تحفہ اور اس قصیدہ کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ یہ بتائیے کہ سماج پر کس مسلمان نے پہلے کچھ لکھا۔ اسپر وہ خاموش تو ہو گئے۔ مگر علاج کے لئے آئے تھے۔ بہت جلد واپس چلے گئے۔

ہاں ناواقف مسلمان اب بھی کہتے ہیں کہ مرزا جی نے اسلام کو مسیحیوں اور آریوں سے گالیاں دلائی ہیں۔ بلکہ ایک امرتسری متکلم تو اپنی کتاب میں یہ بھی لکھتا ہے کہ دہرم پال بھی مرزا کی تحریر سے آریہ ہوئے ہیں حالانکہ ترک اسلام میں اس نے اشارہ بھی مرزا کی تعلیم پر نہیں کیا۔ کہیں پال نے کسی اخبار میں ایسا لکھا تو امرتسری صاحب نے اسکو تسلیم کر لیا۔ اور ایک اڈیٹر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ لیکھرام کی کتاب نہ پڑھ سکا۔ جسنے اسلام کو گالیاں اسلئے دیں کہ مرزا نے اسے گالیاں دلوائیں۔ وہ کیا تحقیق ہے۔ ستیارتھ کا چودہواں سملاس کیا براہین احمدیہ کے بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ آخری باب کیا گالیاں کا مجموعہ نہیں۔ اور کیا میزان فنڈر کی۔ آئینہ اسلام سے پیچھے تصنیف ہوئی۔ ہمیں تو حیرت ہے ایسی تحقیقات پر۔ انصاف۔

بہر حال ہم مہارشی دیانند جی کے چند اصول کیطرف سماج کو توجہ دلاتے ہیں۔ جو قابل قدر اصول ہیں۔ وہ بہومکا اور ستیارتھ میں جابجا ارقام فرماتے ہیں۔ کہ وید میں جو الفاظ آئے ہیں ان کے بہت معانی ہوا کرتے ہیں۔ مناسب معنے جو پرمیشور کی عظمت وجلال علیم کل محیط کل کی شان کے موافق ہوں۔ مخالف نہ ہوں وہ لینے چاہیئے اور اس کا نام اُنہوں نے شلیشٹا النکار کہا ہے۔ پھر استعارہ وغیرہ صنائع کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ روپا النکار ہے۔

پھر ارشاد کیا ہے کہ معانی کے سمجھنے کے لئے مراقبول (سمادہیوں) محنتوں کی ضرورت ہے منتر سکنتا (پنر جن) رشیوں کے نام ہیں وہ بڑے محنتی مفسر وید ونکے تھے۔

پہر اور اصول دیانند جی کے یہ ہیں۔ جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جنکے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں **جھوٹا بتلاوے**۔ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔

اس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے۔ ستیارتھ ۱۴ سملاس صفحہ ۶۹۷۔ نقرہ ۳۰۷ میں یہ لکھا ہے۔ اور اہنسا کے معنے کئے ہیں۔ اہنسا کا لفظ یوگ درشن کے سادہن پاد کے سوتر ۳۰ میں یم کے بیان میں آیا ہے۔ مہارشی دیاس نے جو یوگ شاستر کے بھاشیہ کار ہیں۔ اس کا ارتھ یہ کیا ہے کہ ہر حالت میں ہمیشہ ہر ایک جاندار کے ساتھ دشمنی کے خیال کو دور کرنا اہنسا کہلاتے ہیں۔ دیانند اپدیش منجری تیسرا دیاکھیان۔ اور کہا ہے۔ انسان کو مناسب ہے۔ کہ شیریں کلامی کو کام میں لاوے۔ تیسرا دیاکھیان۔ اور کہا ہے ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے وہ عموماً اپنی ہی مانند دوسرے کو سمجھتا ہے۔ ستیارتھ ۵۷۴۔

اس قسم کی نصائح دیانندجی کی دیکھو صفحہ ۵۶۶ سے ۵۸۰ تک۔ دھرمپال بلکہ آریہ سماج انصاف کرے کہ وہ عملاً ان میں سے کن اصول کی پابند ہے۔ آیا ان کلمات پر۔ ہم نہیں کہتے کہ سب آریہ ایسے ہیں۔ گو وہ کروڑوں نہیں اور پھر ہم کروڑوں ہیں۔ اور ہمیں برا کہا گیا۔ مگر ہم ایسی سخت کلامی سے کیونکر کام لیں۔ ہمیں تو قرآن کریم یہود و نصاریٰ کے اس غلط قول کو نصیحت کے طور ہمیں بتاتا ہے۔ قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۔ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (پ بقرہ) یہود نے کہا نصرانی کچھ ہی نہیں۔ نصرانیوں نے کہا یہود کچھ ہی نہیں۔ حالانکہ کتاب پڑھتے ہیں۔ اس طرح تو بے علم لوگوں نے کہا ہے۔ یا کیا ہے۔

ہمارے نزدیک آریہ سماج کی محنتیں بہت کچھ قابل قدر ہیں اول انہوں نے شرک کے دور کرنے میں بڑا کام کیا جو قابل شکر ہے۔ دوم ناجائز تقلید کو توڑ کر غلط خیالات کو چھوڑنے اور اسکے بدلہ عمدہ بات کو لینے میں قوم کو دلیر کر دیا ہے۔ سوم وام مارگیوں۔ ساکتوں۔ اگھوریوں بکالیوں۔ تانتگیوں کے ہزاروں گندوں کو دور کیا۔ گو بعض اشیا کی قدامت اور غیر مخلوق ہونے کا اعتقاد ابھی ساتھ ہے۔ اور دیانندی تقلید بھی کچھ ہے۔ اور نیوگ کو مصلحتاً جائز رکھا ہے۔ مگر جہانتک نیکی کی وہ قابل شکر گذاری ہے۔

میرے فہم میں کلام الٰہی کے سمجھنے کے لئے یہ اصول ہیں۔

اول دُعا (پرارتھنا) جناب الٰہی سے صحیح فہم اور حقیقی علم طلب کرنا قرآن مجید میں آیا ہے۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پ ۱۶ طٰہٰ) میرے رب میرے علم میں ترقی بخش۔

اور دعا کے لئے ضرور ہے۔ طیب کھانا۔ طیب لباس۔ عقد ہمت۔ استقلال۔ دوم صرف الٰہی

رضامندی اور حق تک پہونچنے کے لئے خدا میں ہو کر کوشش کرنا۔ جیسے فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (پ۲۱ عنکبوت) سوم۔ تدبر۔ تفکر۔ قرآن مجید میں ارشادی۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (پ۲۶۔ محمد) اور فرمایا۔ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۝ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (پ۴ ال عمران) چہارم حسن اعتقاد وحسن اقوال وحسن اعمال اور فقر۔ بیماری۔ مقدمات ومشکلات میں صبر واستقلال۔ اس مجموعہ کو قرآن نے تقوے کہا ہی دیکھو رکوع لَیْسَ الْبِرَّ۔ پارہ دوم اور اس کا ایک درجہ سورہ بقرہ کے ابتدا میں ہے جیسے فرمایا ہے کہ اَلْغَیْبُ پر ایمان لادے۔ پر ارتھنا اور دعا اور بقدر ہمت وطاقت دوسریکی ہمدردی کے لئے کوشش کرنے والا متقی ہے۔ اور تقوے کے بارہمیں ارشاد الٰہی ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ (پ۳ بقرہ) ہے۔ لیکن خود پسند آدمی آیات الٰہی کے سمجھنے میں قاصر ہے۔ جیسے فرمایا۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (پ۹ اعراف) پنجم قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید میں دیکھے جاویں۔ ششم اسماء الٰہیہ اور الٰہی تقدیس وتنزیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ لئے جادیں۔ ہفتم تعامل سے جسکا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے۔ ہشتم۔ سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ورزی نہ کرے۔ نہم لغت عرب ومحاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ دہم۔ عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہیں۔ معانی باہر نہ نکلیں۔ یازدہم۔ نور قلب کے خلاف نہ ہو۔ دوازدہم احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہ ہو۔ سیزدہم کتب سابقہ کے ذریعہ بھی بعض معانی قرآن حل کئے جاتے ہیں۔ چہاردہم کسی وحی الٰہی اور الہام صحیح کے ذریعہ سے بھی معانی قرآن حل ہوسکتے ہیں۔ ہر ایک اصل کی مثالیں دوں تو ایک مجلد ضخیم بن جاوے۔ اور بعض اصول عام لوگوں کے استعمال میں آنے والے نہیں معلوم ہوتے۔ اسلئے نمونہ کے طور پر بعض ان امور کے استعمال کی مثال بتاتے ہیں۔

اسلئے گذارش ہے کہ اگر دہرم پال صرف یہ لحاظ رکھتا۔ کہ خدا کی عظمت وجبروت کو مدنظر رکھتا اور اپنے تئیں اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے لئے ہوں۔ اور وہ لغت سے ثابت ہوں وہی معنے کئے جادیں جو عظمت وقدوسیتہ کے منافی نہ ہوں۔ تو اس قاعدہ سے اسکے پینتیس سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم مل سکتا تھا۔ دیکھو سوالات ذیل کے جوابات نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۵/۱۴ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۸/۲۷ و ۳۲ و ۳۳ و

۳۴ و ۳۸ و ۴۹ش و ۶۴ و ۸۴ و ۹۴ و ۵۰ و ۵۱ش و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۷۱ و ۸۴ش و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ش و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵ش۔

اس کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا جواب ہو سکتا تہا۔ ایک بار میرے سامنے لفظ مکر و کید و استہزا، وغیرہ کی طرح لوگوں نے خدع اور نسیان کا لفظ پیش کیا۔ جو قرآن کریم میں ہیں میںنے کہا دیکہو لغت عرب کے صنائع و بدائع و استعارات و کنایات جسکا سمجھنا ضروری ہے اور جسکے سمجہانے کو علم معانی۔ بیان اور بدیع موجود ہے۔ اگر اس راہ سے نہ سمجھو تو صرف لغت عرب کو بھی تم ایسے سوالات کے جواب میں کام میں لا سکتے ہو۔ اگرچہ نسی کے معنی ہیں بہولا بنسیان کے معنے بہولنا ہے۔ مگر نسی کے معنی ترک بہی لغت عرب میں ہیں۔ پس کلمہ طیبہ اِنَّا نَسِیۡنٰھُمۡ میں یہ معنے کیوں نہیں کئے جاتے جو صفۃ علیم کے خلاف نہیں۔ اسی طرح خادع کے معنی ترک کے ہیں۔ پس جہاں یُخَادِعُوۡنَ اللّٰہَ ہے وہاں وہ چھوڑتے۔ اللہ کو ترجمہ کیوں نہیں کرتے خدع کے معنے ہے امسک! ور عرب کا محاورہ ہے۔ فلان کان یعطے فخدع فلانا دیتا تہا۔ اب اُسنے دینا چھوڑ دیا۔ پس وَھُوَ خَادِعُھُمۡ (پ نساء) کے معنے یہ کیوں نہیں کرتے۔ کہ اللہ ان منافقوں کو محروم رکہنے والا ہے اسی طرح تمام الاشباہ والنظائر میں ایسا ہی برتاؤ کرو۔ اور مثلاً وَوَجَدَکَ ضَآلًّا (پ ۳۰۔ ضحٰے) میں ضلال کا اثبات نبی کریم کے لئے ہے۔ مگر مَاضَلَّ صَاحِبُکُمۡ (پ۲۷۔ النجم) میں ضلال کی نفی بہی آپ کے حق میں موجود ہے تو دونوں پر ایمان لاکر ایک جگہ ضلال کے معنے محب طالب سائل کے کرو۔ جو اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡھَرۡ۔ (پ۳۰۔ ضحٰے) کی ترتیب سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور دوسری جگہ گمراہ کے معنے لو۔ جو مَاغَوٰی کے مناسبت سے درست ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ نے صرف اسی بات پر ایک لطیف رسالہ لکہا ہے جسکا نام الوجوہ والنظائر ہے۔

مگر افسوس ہے کہ دیانند نے خود اپنے قایم کردہ اصول کا لحاظ نہ کیا اور کروڑوں معتقدان اسلام کا دل دکہایا۔ اور انکو برا کہا۔ آریہ مسافر و دہرم پال تو اسکے اتباع ہیں۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ مگر شاید اتنا کہدینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کسقدر آریہ سماج لوگوں کی بے انصافی ہے۔ کہ غیروں پر اعتراض کرتے وقت یا معاملہ وانصاف کرتے وقت عدالت میں مسلمانوں کا

* ہم نے انہیں چھوڑ دیا نہ یہ کہ ہم انہیں بہول گئے۔ اسلئے کہ یہ معنے صفات الٰہیہ کے خلاف ہیں ۱۲ منہ

سر توڑنے اور جان و مال و عزت تباہ کرنے کو کیسے دم نقد تیار رہیں۔ محمود غزنوی اور عالمگیر کا خیالی بدلہ لیتے ہیں۔ یا آریہ مسافر کا۔ اور اپنے بارے میں اعتراضوں سے یوں بچاؤ کر لیتے ہیں۔ کہ تمام پران اور آرین تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہیں مہارشی کی کتابوں سے کچھ لیکر کوئی اعتراض کرے تو فرما دیں سوامی جی بہاشہ زبان نہیں جانتے تھے۔ انکے ستیارتھ اور ویدوں کے بہاو ارتھ اور ناگری ترجمہ میں۔ جاہل بے ایمان پنڈتوں کی شرارتوں کا دخل ہے۔ یہ قابل اعتماد و اعتقاد نہیں۔ اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ ہزاروں آریہ سماجی کیا حق و حقیقت کو ویدک سنسکرت یا لوکک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہیں۔ ہمنے تو ابتک ایک بھی لائق ویدک سنسکرت پڑہا آریہ سماجی نہیں دیکھا۔ بلکہ منشی رام جی جگیا سو کے ترجمہ بہومکا سے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ ۱۸۹۱ء میں لیکھرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانندجی کے مہاں بھاشیہ میں ارتھ انرتھ ہیں اور بھاوارتھ غلط۔ دیکھو منشی رام کا ترجمہ۔ دیانندی وید بہومکا صفحہ نمبر ۳ و ۴ و ۵۔

فقرہ دوم۔ تارک اسلام نے وجوہ ترک اسلام پر جو لکچر دیا ہے اس میں ایکسو پندرہ سوال بلکہ اعتراض اسلام پر کئے ہیں۔ جب انکے جوابات سے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے فراغت پائی تو لکچر کی تمہید پر توجہ کی دیکھا تو اس میں بہی پندرہ بیس اعتراض اسلام پر جڑ دیئے ہیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ انکا جواب دیباچہ میں دیا جاوے۔ اور چونکہ وہ سوال کئی قسم پر منقسم ہیں اسلیئے ہم انکا تین فقروں میں جواب دیتے ہیں۔

اعتراض قسم اول۔ اسلام کی تعلیم عقل کے خلاف ہے اسلام کی تعلیم وحشیانہ ظالمانہ اور ادنےٰ تعلیم ہے۔

اسواسطے ان سوالات کے جواب میں ضروری معلوم ہوا کہ نمونہ کے طور پر تعلیم اسلام کو پیش کر دیا جاوے۔ مگر اسلام تیس پارہ قرآن اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کا نام ہے۔ اس لئے مشتے نمونہ خروارے اور دانہ از انبارے دکھایا جا سکتا ہے۔

اور مختصراً ان اعتراضات کا جواب یہ ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام عقل کے خلاف ہے۔ محض بےعقلی بلکہ بے ایمانی کی بات ہے۔ اسلئے کہ قرآن کریم اپنی تعلیم کی خوبی اور سچائی کے اظہار اور ثبوت کے واسطے عقل حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ جیسے فرماتا ہے يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (پ بقرہ) یعنے اللہ اپنی آیات تمہارے لئے کہولکر بیان

کرتا ہے۔ تو کہ تم عقل حاصل کرو۔ یا اسے کام میں لاؤ۔ اسی طرح عقل اور علم کیطرف مختلف پیرایوں میں اپیل کرتا ہے اور قرآن کریم اس سے بھرا پڑا ہے۔ با ایں ہمہ ایسی کتاب کی تعلیم کو عقل کے خلاف کہنا نادانی یا بے ایمانی نہیں تو کیا ہے۔ ؟۔

قرآن کریم پھر تذلیل اور اہانت کے طور پر اُن لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بے عقلی کے بدنتائج میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (پ ۶ مائدہ) اور جب تم انہیں نماز کو بلاتے ہو۔ اُسے حقارت اور کھیل میں اُڑاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور پھر ایک بدقسمت قوم کا ذکر فرماتا ہے۔ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (پ ۲۹۔ تبارك) یعنے دوزخی (حسرت سے) کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخیوں میں شامل نہ ہوتے۔

پھر ایک جگہ مخالفان اسلام کے نفاق اور غلط کاریوں کے اسباب میں یوں بیان فرماتا ہے۔ تَحْسَبُھُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُھُمْ شَتّٰی ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (پ ۲۸ حشر) یعنے تم خیال کرتے ہو۔ کہ انکے جتھے اور جمعیتیں ہیں حال یہ ہے کہ انکے دل الگ الگ ہیں اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور قرآنی تعلیم وحشیانہ ہے کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ (پ ۱۱۔ توبہ) گنوار کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں۔ اور اس لائق ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی حدود کا علم نہ آسکے

سوچو اور غور کرو وحشیانہ تعلیم ایسا فقرہ کیونکر کہہ سکتی اور وحشیوں لاعلموں کو نہایت تحقیر سے عتاب کیوں کرتی ہے۔ قرآنی تعلیم کو ظالمانہ کہنے کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا ہے۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (پ ۱۲۔ ھود) دیکھو اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (پ ۳ ال عمران) پھر ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

اد نے تعلیم کا جواب یہ دیا ہے کہ صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے۔ کہ وہ دائمی اور

اور ابدی ترقیات کیلئے ہمیشہ دُعا مانگتا رہے۔ اور ترقی علم چاہتا رہے۔
جیسے فرمایا۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (پ۱۶ طٰہ) کہہ اے میرے رب میری علم میں ترقی بخش۔ اور فرمایا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ۲۸ مجادلہ) اللہ تم میں سے مومنوں اور عالموں کے درجے بلند کریگا۔
اور فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ۲۳ زمر) کہہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور فرمایا۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲ فاطر) اللہ کا خوف اور خشیت انہی لوگوں کو میسر آتا ہے جو عالم ہیں۔
اور فرمایا۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (پ۱۳ رعد) کہہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہ ہے پھر وہ شخص جسے کتاب کا علم دیا گیا ہے۔
اور فرمایا۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (پ۲۰ عنکبوت) اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔
اب تعلیم اسلام کا نمونہ **سنو**! آدمی جب پیدا ہوتا ہے۔ تو حسب ارشاد الٰہی الٰہی علوم سے عاری ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا (پ۱۴ نحل) اور اللہ نے تمہیں نکالا تمہاری ماؤں کے اندر سے اور تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔
جب عاقل و بالغ ہوجاتا ہے۔ اسوقت اسلام عین تقاضائے فطرۃ کے موافق مختصر مگر جامع اور کامل آداب سکھاتا ہے جیسے فرماتا ہے۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (پ۸ اعراف) کھاؤ اور پیو اور بےجا کھانے پینے سے بچو اللہ نہیں پسند کرتا خطا کاروں کو۔
اس آزادی پر کھانے پینے میں پابندی یہ بتائی اور انسان کی ناجائز آزادی کو جسے وہ برت کر تباہی کے نتیجوں تک پہنچتا ہے۔ اس طرح مقید کیا۔ جیسے فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پ۶ مائدہ) حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے غیر کا نام پکارا جائے۔
دیکھو اس آیت پر مفصل بیان سوال نمبر ۴۴ و ۴۵ کے جواب میں۔
یہ تو ہوئیں کھانے کی چیزیں اور پینے میں ہر قسم کے مسکرات اور شراب سے اس طرح منع فرمایا۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (پ مائدہ) شراب اور جوُا اور بت اور تقسیم کے تیر شیطانی کام ہیں اِن سے بچو توکہ فلاح پاؤ۔ شیطان چاہتا ہے کہ تم میں عداوۃ اور بغض ڈالے شراب اور جوئے کے ذریعہ اور تم کو روک دے اللہ کے ذکر اور نماز سے پھر کیا تم باز آتے ہو کہ نہیں۔

پھر آداب حفظ بنی نوع اور ہر ایک شخص کی بہتری وفلاح اور نوعی حفاظت کے بارے میں فرمایا۔ کہ نکاح کر لو۔ مگر آریہ ورت کے ماتنگی اور وام مارگی ماں سے بیٹی سے بہن سے بھوگ کر لیتے ہیں۔ اور انکے اصل گرو یا چیلے مُرد کی بھی ایسے ہی تھے۔ بلکہ بڑے بڑے ہندو راجہ دو حقیقی بہنیں ایک وقت میں بیاہتے ہیں اس لیے اس ناپاک رسم کی بیخکنی کے لیے فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ نساء)

حرام کیگئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور وہ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں اُن عورتوں سے جنسے تمنے جماع کیا اور اگر تمنے اُنسے جماع نہیں کیا تو تم پر انکے نکاح میں کوئی گناہ نہیں اور حرام کیگئیں تمہاری ان بیٹوں کی جورویں جو تمہاری پشت سے ہیں اور حرام کیا گیا تم پر ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے نکاح کرنا۔ ہاں جو گذر چکا اسلام سے پہلے تو اللہ غفور رحیم ہے۔

یہ احکام نکاح کے متعلق فرمائے۔

پھر شادیوں میں نکاح کے بعد بڑی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے ارشادات ہیں۔

اول فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پ نساء) جو عورت تمہیں پسند آئے اُس سے نکاح کرو۔

دوم وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پ نساء) اور اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔

سوم۔ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (پ مائدہ) | نکاح سے یہ غرض ہو کہ تم پابندی میں رہنے والے ہو نہ مستی نکالنے والی اور نہ یارانہ کے طور پر عورتوں کو رکھنے والے۔

چہارم۔ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا (پ نساء) اور جائز نہیں کہ تم اکراہ سے عورتوں کی وارث بنجاؤ

پنجم۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (پ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ (پ طارق) اور اُن کو ضرر دینے کے لئے مت روکو اور ان کو ضرر مت دو۔

ششم نَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔ ہفتم وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (پ نساء)

اور نافرمان عورت کو پہلے وعظ کرو۔ پھر اسکا بسترا الگ کر دو پھر ایک بار سے مارو اور پھر بھی پھوٹ رہے۔ اور اصلاح نہ ہو تو دونوں خاندانوں کے چودریوں کو جمع کرو۔ اگر میاں بیوی کا یا اُنکا سچا ارادہ اصلاح کا ہوگا۔ تو اللہ انہیں آپس میں موافق بنا دیگا۔

ہشتم۔ اور آخر میں فرمایا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (پ۔ نساء)

اور عورتوں سے نیک برتاؤ کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز کو تم ناپسند کرو اور اللہ اس میں بڑی برکت اور خیر ڈال دے۔

ہاں بے ریب افسوس ہے کہ ان احکام کی نگرانی کے لئے کوئی محکمہ نہیں اور مرد بادشاہ ہوتے رہے۔ اسلئے انہوں نے ہی حقوق نسوان کا پلہ کمزور رکھا۔ آہ ہزاروں عورتیں ہیں جن کو شریر لوگ نہ طلاق دیتے ہیں۔ اور نہ آباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالے کے کلام کو ہنسی میں اڑاتے ہیں یا ان پاک احکام کو ظلم کرنے کا آلہ بنا رہے ہیں۔ اور ملانے بلکہ انکے پڑھے لکھے ہی حقوق نسوان کی آیات پر توجہ نہیں کرتے۔ اسی طرح مفقود الخبر کی بیبی بھی تباہ ہوتی ہے۔

حفظ نفس و تربیت اولاد پر فرمایا۔ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (پ بقرہ) اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْـيَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل) اپنی اولاد کو ہلاک مت کرو۔

سوشیل امور پر فرمایا۔ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا (پ نور) اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل مت ہو جبتک اُن سے اجازت نہ لو۔ اور داخل ہوتے ہی گھروالوں پر سلام کہو۔

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (پ بقرہ) اور گھروں میں دروازوں کے راہ سے داخل ہو۔ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا (پ نساء) اور جب تمہیں سلام کہا جائے۔ اس سے بہتر سلام کہو۔ وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا (پ مجادلہ) اور جب تمہیں نشست گاہوں میں کھل جانے کو کہا جائے۔ تو کھل جاؤ۔ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ (پ لقمان) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (پ بقرہ) اور ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے نیک سلوک کرو۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہو اور خوش معاملگی کا برتاؤ کرو۔

ترک شر پر فرمایا۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ (پ بقرہ) آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق نہ کھاؤ۔ اور حکام تک بواسطہ ان مالوں کے اس لئے نہ پہونچنا کہ کسی طرح لوگوں کا کچھ مال خرد برد کر لو۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (پ نور) مومنوں کو کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔ اور مومن عورتوں سے کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (پ بنی اسرائیل)

اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ وہ بہت کھلی بیحیائی اور بری راہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (پ نور)

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بیحیائی کی باتیں پھیلیں اُن کے لئے عذاب الیم ہے۔ دنیا اور آخرۃ میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پ نور)

جو لوگ شوہر دار سادہ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ در بدر ہوئے دنیا اور آخرۃ میں اور انکے لئے بڑا عذاب ہوگا جسدن گواہی دینگی اُن کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ان کے تمام کرتوتوں کی۔

الیصال خیر کی بابت فرمایا۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (پ۴۔ ال عمران)

اور غیظ و غضب کو کہا جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور دوست رکہتا ہے اللہ احسان کرنیوالوں کو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (پ۴ ال عمران)

تم برگزیدہ خیر رساں قوم ہو تمہیں سارے جہان کے لئے نمونہ کے طور پر پیدا کیا گیا ہی تم نیک باتونکا امر کرتے اور بری باتوں سی منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکہتی ہو

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (پ۲۸ ممتحنہ)

جن لوگوں نے تمسے جنگ نہیں کی دین کے بارے میں اور تمکو تمہاری گہروں سے نہیں نکالا اللہ تمکو منع نہیں کرتا۔ اس بات سے کہ تم انکے نیک سلوک کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بیشک اللہ پسند کرتا ہی انصاف کرنے والوں کو۔

امانت و دیانت پر فرمایا۔

لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ (پ۴ نساء)

کم عقلوں نشیب و فراز نہ سمجہنے والونکو مال سپرد نہ کرو۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (پ۵ نساء)

اللہ تم کو حکم کرتا ہے۔ کہ امانتیں انکے مالکوں کو واپس دو۔

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ (پ۴ نساء)

اور یتیمونکو جو تمہاری نگرانی کے نیچے ہیں انکا حال اچہی طرح معلوم کرلو۔ اور پتا لگاؤ جب وہ سن بلوغ کو پہونچ جائیں۔ پہر اگر تم دیکہو کہ انہیں رشد و سعادۃ ہی تو انکے مال انکے سپرد کر دو۔

اور فرمایا

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ (پ۴ نساء)

اور امانت کی اچہی قیمتی چیزوں کے بدلہ میں خراب ردی چیزیں نہ دو یا حرام حلال کے بدلہ

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا۔ (پ۴ نساء)

پہر جب ان یتیموں کے مال ان کے سپرد کرنے لگو۔ تو گواہ ٹہرالو۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا۔ (پ۴ نساء)

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کہاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کہاتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (پ انفال)
اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنیوالونکو۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (پ اعراف)
اور لوگونکو انکی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ (پ تطفیف)
ہلاکت کم وزن کرنیوالوں کے لئے کہ جب دوسروں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں ماپ تولکر دیتے ہیں کم دیتے ہیں۔

صلح پر ارشاد ہے۔

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ (پ نساء) صلح خیر و برکت ہے۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (پ انفال) اور اپنی باہمی عداوتوں اور کینوں کی صلاح کرو۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا (پ انفال) اور اگر دشمن صلح کرنے پر مائل ہوں تو تو بھی صلح کیطرف جھک جا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (پ نساء) اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جسنے تمہیں پیدا کیا۔ ایک جی سے اور پیدا کیا اس کی جنس سے اسکا جوڑا۔ اور پھیلائے ان سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جسکے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اور بچو قطع رحم سے بیشک اللہ تم پر نگران ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (پ ۱۹) اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع و انکسار سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل اُن سے خطاب کریں سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (پ ۲۴ حم سجدہ) ہٹا دو عمدہ تدابیر کے ساتھ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہاری دشمن ایسے ہو جائیں گے کہ وہ پکے دوست ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (پ انعام) دوسری قوموں کے معبودوں کو گالی مت دو۔ اسکے بدلہ نادانی سے وہ اللہ کو گالی دیں گے۔

حسن خلق پر فرمایا۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا
خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی
اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا
اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ
بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ
(پ۲۶ ۔ حجرات)

مرد مردوں سے ہنسی نہ کریں ہو سکتا ہے کہ
وہی اُن سے اچھے ہوں اور نہ عورتیں عورتوں
سے ہو سکتا ہی کہ وہی اُن سی اچھی ہوں اور
ایکدوسرے کی نکتہ چینی اور عیب گیری مت
کرو بُری بُری اور چھیڑ کے ناموں سے کسی کو مت پکارو
مومن ہونیکے بعد یہ ناپاک نام بہت بُری بات ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ
لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (پارہ ۱۴ ۔ نحل)

اللہ حکم کرتا ہی عدل کا اور احسان کا اور
رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہی
بدکاری کی باتوں اور برے کاموں اور بغاوۃ
سے تمہیں وعظ کرتا ہی۔ توکہ دھیان کرو۔

شجاعت پر فرمایا۔

اَلصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ
الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ
هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پ۲ بقرہ)

دکھوں بیماریوں اور قحطوں اور جنگوں میں صبر
کرنیوالے وہی صادق ہیں۔ اور وہی متقی
ہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ
جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ
الْوَکِیْلُ (پ۴ آل عمران)

وہ جنہیں منافقوں نے اطلاع دی کہ دشمنوں
نے تمہارے مقابلہ میں بڑی فوج جمع کی ہی اب انسے
تمہیں ڈرنا چاہیئے لیکن یہ بات سنکر انکی ایمان
بڑھگئی اور کہنے لگے اللہ ہمارے لئی بس ہی۔ اور بہت اچھا
کارساز ہی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اپنے گھروں
سے گھمنڈ کے طور پر اور لوگونکو دکھلانیکے لئے نکلے۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ
دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ (پ۱۰ انفال)

صدق پر فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ
غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ (پ۱۷ حج)

بُتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے
بچو۔ اور اللہ کیطرف جھکنے والے اور شرک
سے بیزار ہو جاؤ۔

کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

انصاف پر کھڑے ہونیوالے اللہ کے لئے

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ (پ نساء)	گواہ ہو۔ اگرچہ اپنے یا والدین اور رشتہ داروں کے برخلاف گواہی دینی پڑے۔
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا (پ مائدہ)	کسی قوم کی عداوۃ کے سبب اُن سے بے انصافی مت کرو۔ انصاف کرو۔

رضا بالقضا پر فرمایا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (پ بقرہ)	اور ہم تمکو انعام دینگے کیقدر خوف کے بدلے اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے کم کرنیکی بدلے اور خوشخبری دو صبر کرنیوالوںکو کہ جنہیں کوئی مصیبت پہونچتی ہی تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور اُسیکی طرف رجوع کرنیوالے ہیں

بنی نوع کی ہمدردی اور مواسات پر فرمایا۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ۶ مائدہ)	اور ایک دوسریکی مدد کرو۔ خدا ترسی اور نیکی کے کاموں میں اور مت مدد کرو بغاوت اور بدکاری کے کاموں میں۔

سیاست پر فرمایا

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پ نساء)	کہا مانو اللہ کا اور رسول کا اور اپنے حکام کا۔
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (پ ال عمران)	اور معاملات میں ان سے مشورہ کر۔
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (پ شوریٰ)	اہل ایمان اپنے امور کو مشورہ سے طے کیا کرتے تھے
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پ ال عمران)	اور سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوط پکڑو اور فرقہ فرقہ مت ہو۔

شرک کی مذمت پر فرمایا۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا (پ نساء)	اور جو شخص اللہ سے کسی کو شریک ٹھہراتا ہی وہ بہت گمراہ ہوا۔
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى	اور جس شخص نے اللہ سے شرک کیا اُسنے

اِثْمًا عَظِیْمًا (پ۵ نساء) | بڑی بھاری بدی تراشی۔

ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی پر فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (پ۲ بقرہ) | اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک صاف ہونیوالوں کو۔

ان سب باتوں سے بڑھکر یہ ہے کہ قرآن کریم ہستی باریتعالےٰ کے ثبوت اور ضرورت کے دلایل بیان کرتا ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ دنیا کی ہر ایک کتاب اس خوبی سے قطعًا عاری ہے از بسکہ تمام اخلاق فاضلہ کی تحریک و ترغیب اور رذایل سے بچنے کی تحریک ہستی باریتعالےٰ پر ایمان لانیکے سبب سے یا یوں کہو کہ صرف اسی ایک وجہ اور سبب سے انسان کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے اسلئے اس اصل پر بہت زور دیا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (پ۲ بقرہ)

تمہارا معبود و مقصود و مطلوب ایک ہی ہے کوئی معبود نہیں بجز اسکے وہ رحمٰن رحیم ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اور رات اور دن کے اختلاف یا آگے پیچھے آنے میں اور جہازوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں لوگوں کی نافع چیزوں کو اپنے اندر لیکر۔ اور بارش میں جو اللہ نے اوپر سے اُتاری پھر زندہ کیا اس سے زمین کو خشک ہو جانیکے بعد اور پھیلائے اُس میں ہر قسم کے رینگنے والے اور ہواؤں کو اولنے بدلنے میں اور بادلوں میں جو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان نشان ہیں عقلمندوں کیلئے۔

چونکہ صرف فلسفیانہ ہستی باری کے ماننے سے انسان کو جناب الٰہی سے محبت اور اسپر ایمان۔ بلکہ اعلےٰ محبت اور اعلےٰ ایمان اور مقامات قرب و رضوان نہیں ملسکتے اسلئے قرآن کریم ہستی باریتعالےٰ کے دلایل کے ساتھ ساتھ اپنے احسانات کا بسیط بیان فرماتا ہے از بسکہ فطرت انسانی میں یہ مادہ خمیر کیا گیا ہے۔ کہ سلیم اور حق شناس قلوب محسن کیساتھ محبت کرنے اور اطاعت کرنے میں کمال دلیری دکھاتے ہیں۔ اسواسطے احسان الٰہی کا

بیان ان دلائل کیساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فطرۃ انسانیہ کا تقاضا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے سے زیادہ قوی زیادہ علم والے زیادہ تر دانا کے کہنے کی قدر کرتا ہے۔ اور بڑی قدر کرتا ہے۔ اور ایسے قادر۔ حاکم۔ حکیم کی ماتحتی کو اپنے لئے فخر و عزت یقین کرتا ہے۔ اسواسطے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت اور کاملہ صفات کا بیان بڑے زور سے فرماتا ہے۔ تو کہ آدمی کا ایمان و یقین احکام الٰہیہ پر بڑھے۔ پھر اس ذریعہ اس مقام پر پہونچتا ہے۔ جسکا نام ورضوان من اللہ اکبر ہے۔ (پ توبہ)

اور اس مقام کی طرف ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (پ انعام)

کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہی جو جہانوں کا پروردگار ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

اور ارشاد ہے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ بقرہ)

ہاں جسنے فرمانبردار کیا اپنی ساری طاقتوں کو اللہ کا اور وہ محسن بھی ہو پس اسکے لئے اجر ہے اسکے پروردگار کے پاس اور ایسے لوگوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

فقرہ سوم۔ ہم نے اسلام کی تعلیم کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اور اس میں دکھایا ہے کہ عقل صحیح اور نقل صریح میں قطعًا تعارض نہیں ہوا کرتا۔ شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ حرانی نے اس دعویٰ پر تین مجلد ضخیم کی کتاب لکھی ہے۔ جسکا اکثر حصہ راقم کے پاس ہے والحمد للہ رب العالمین۔ اسلام کے نہ ماننے والے لوگ جب عذاب میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا۔

(۱) لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۔ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ (پ ۲۹ ملک)

قرآن میں کامل توحید۔ تعظیم۔ الٰہی ابطال شرک۔ دعائیں۔ اور ابطال باطل ہے۔ کیا یہ خلاف عقل ہے؟ البتہ اللہ تعالیٰ کی خاموشی کا بعد ملہمانِ ویدا ور نیوگ کا اسمیں بیان نہیں۔ شائد اسلئے خلافِ عقل ہو۔ (۲) اور وحشیانہ اسلئے نہیں کہ زمانہ قبل اسلام کا نام جاہلیت کا زمانہ بتایا ہے۔ دیکھو اسلام سے پہلے نہ وہ فاتح تھے۔ نہ آئمہ فنون و علوم۔ اور بعد اسلام

کے اس قدر علوم کے جامع ہوئے۔ کہ اب تک اُن علوم کی کل کتابیں بڑے بڑے کتب خانہ ہائے روس و جرمن و فرانس و استنبول و مصر میں بھی نہیں۔ (۳) ظالمانہ اگر ہے تو اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (پ۱۲ ہود) اس میں کیوں ہے۔ اور صبر و حلم و حسن و احسان عام کا بیان قرآن کریم میں کیوں اگر اسلامی تعلیم ادنیٰ تھی تو یہ حکم کس کتاب کا ہے۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ۱۱ توبہ) ترجمہ مومنوں کے امکان میں یہ بات نہیں۔ کہ وہ سب کے سب گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک فرقہ سے ایک چھوٹی سی جماعت اسلئے سفر کرے۔ کہ دین سیکھیں اور پھر وطنوں میں واپس جاکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں تو کہ وہ خوف کریں (۴) کیا اسلام کی تعلیم ادنےٰ ہے قرآن کریم میں ہستی باری تعالےٰ کی نسبت دعویٰ ہے۔ اور اسکے دلائل ہیں۔ ملائکہ مظاہر قدرت الٰہیہ کا بیان اور اسکے دلایل ہیں کتب الٰہیہ کا بیان ہے ضرورت نبوت و رسالت و ختم نبوۃ و رسالت اور مسئلہ تقدیر و تدبیر پر بسیط بحث ہے۔ جزا و سزا و جنت و نار پر سیر کن بیان ہے۔ پھر عبادات۔ معاملات سیاست۔ تمدن۔ اخلاق معاشرۃ کے قواعد اور جناب الٰہی میں دعائیں بیان کیگئی ہیں کیا یہ ادنےٰ تعلیم ہے۔ اور آجکل تو امام نے وہ راہ بتائی ہے کہ سارا قرآن خود مدلل نظر آتا ہے۔

فقرہ چہارم۔ مسلمانوں کی عملی حالت خراب ہے۔ اور یہ دوسرا قسم اعتراض کا ہے اسلام پر۔

الجواب۔ اگر مسلمانوں میں بُرے ہیں تو اصل آریہ ورتی لوگوں میں کیا۔

(۱) چارواگ والے ہیں جنکا قول ہے۔ حکمت عملی سے چلو۔ حشمت بڑھاؤ۔ حسب خواہش حظ اُٹھاؤ (۲) حسین عورتوں سے انند۔ مقصد انسانی ہے۔ (٥٢٦/٥٢٨) ستیارتھ۔ ماں کو بھی سماگم[1] کئے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ستیارتھ ۳۸۰ (۳) اگنی ہوتر وید وغیرہ روزی کا ذریعہ ہے۔ (کیا ممبران سماج جنکے قبضہ میں روپیہ ہے۔ وہ مخاطب ہیں) ۵۳۰ ستیارتھ (۴) وید کے بنانیوالے بھانڈ۔ دھورت (مکار) نشاچر۔ راکھش (خونخوار ظالم) ہیں ۵۳۲ ستیارتھ

مہیدھر وغیرہ شارحان وید۔ بھانڈ۔ دھورت۔ نشاچر تھے۔ عورت سے گھوڑے کا ... پکڑوا کر اس سے صحبت کرانا۔ شراب۔ زنا وغیرہ وام مارگیوں نے نکالے۔ ۵۳۳ ستیارتھ بھومکا کے صفحہ ۲۰۸ میں زیادہ تشریح ہے۔ الیشور کی مذمت۔ غیروں سے دشمنی میں سب

[1] صحبت۔ جماع۔

ناستک۔جَین اور بُدھ سب ایک ہیں۔آنکھہ۔کان۔ناک۔زبان اور جلد۔زبان۔ہاتھہ۔پاؤں۔گدا (پاخانہ کی جگہ) لنگ (عضو خاص) من۔اور عقل بارہ انکے معبود ہیں۔کوئی کہتا ہی۔پانچ ازلی ہیں۔کوئی کہتا ہے دو ازلی ہیں۔

ناتنگی ماں سے زناہ کرنیوالے ہیں۔تہاری کان پھٹے جوگی۔اور کتنے سنیاسی۔گوسائیں اور کل پجاری کیسے ہیں۔اگر کہو کہ آریہ لوگوں میں ایسے ہی ہیں۔مگر سب بُرے نہیں اور سلمان سب بُرے ہیں۔تو بتاؤ ستیارتھہ کے صفحہ ۵۶۶ سے ۵۸۰ تک یہ کیسے فقرہ ہیں جن میں جَین وغیرہ کو مخاطب کیا ہی۔انکی دہرم کی کتابیں کہانتک مذمت سے بہری ہیں (فائدہ) اپنے لئی کیا بُرا مانا ہے۔اور ستیارتھہ کے ۱۴ سملاس ستیارتھہ دہرم کی کتاب میں مسلمانوں کو وہ گالیاں دیں۔کہ الامان اور آریہ مسافر نے تو بہٹیاریوں کے بھی کان کترے ہیں۔اب رب کری کہ آپکی کتاب خاتمہ سب و شتم ہو۔آمین یا رب العالمین۔

ستیارتھہ صفحہ ۵۶۹ میں لکھاہے۔لاکن غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں معیوب ہوگئی ہیں۔۵۷۰ ستیارتھہ۔اپنے موںھہ سے اپنی تعریف کرنا۔اور اپنی ہی دہرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا **جہالت** کی بات ہی۔(آریہ صاحبان غور کرو اپنے عملدرآمد پر) ستیارتھہ صفحہ ۵۷۳ میں کہاہے کہ جیسے جینی دوسرے کا اپکار (بہلا) نہیں چاہتے۔اگر دوسرے انکا بہلا نہ چاہیں تو انکے بہت کام بگڑ جاویں (آریہ صاحبان کیا یہ آپکا وتیرہ بہلائی کا ہی کیا آپکے سوا دوسرے ملکی مسلمانوں کا بہلا چاہتے اور انکی بہتری کے خواہشمند ہیں۔وکلا۔جج۔اہل طاقت غور کریں اور سوچیں۔۵۷۴ ستیارتھہ ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہی۔وہ عموماً اپنے ہی مانند دوسرے کو سمجہتا ہے (دہرمپال اپنی گالیاں پڑھو جو تمنے مسلمانوں کے خدا۔انکی کتاب انکے رسول اور خود انکو دی ہیں) کیا جَین مذہب میں کوئی بُرا آدمی اور نرک میں جانے والا نہیں سب ہی مکتی پاتے اور دوسرا کوئی نہیں پاتا۔کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں۔یہ کیتنی **بڑی بے انصافی** کی بات ہی۔کیا جَین مذہب سے باہر کوئی بہی آدمی راست گو نہیں۔کیا اس **دھرماتما** آدمی کی تعظیم نہیں کرنا چاہئیے۔۵۷۶ و ۵۷۷ ستیارتھہ جو دوسرے مذہب میں ہو۔

اپنی تعریف بازاری عورت کا کام ہے۔دوسرے مذہب کو گالیاں دینا بڑی افسوس کی بات ہی دکیا تم نے۔آریہ مسافر نے اور آخر خود دیانند نے مسلمانونکے مقابل ان نصایح پر

عمل کیا اور کیا دفتروں۔ کچہریوں۔ ریاستوں۔ اور معاملات میں تم نے کہیں رحم سے کام لیا میں تجربہ کار ہوں۔ فیصلوں۔ ملازمتوں۔ گواہیوں۔ سپارشوں پر نظر ثانی ضرور کرو۔)

یہانتک ہمنے لفظی جھگڑا بیان کیا ہے۔ اب عملی نمونہ سُن لو۔ اوّل تمہاری آرین قوموں نے مشہور۔ ضروری العمل کتابوں میں جھوٹ ملایا۔ مثلاً منو کے دہرم شاستر جسکی عظمت تو یہ ہے کہ اگر اسکو ستیارتھ پرکاش سے الگ کردیں تو وہ کتاب جسم بلا روح رہ جاوے۔ آریہ مانتے ہیں۔ کہ اس میں وام مارگیوں کے تصرف سے شراب۔ زنا کی اجازت کے شلوک ملائے گئے۔ مثلاً میں اپنی جگہ امید کرتا ہوں۔ کہ یہ شلوک منو ہیں۔ ماس اور شراب ان دونوں کے کہانیمیں کچھ دوش ہنیں ہے اور جماع میں بہی دوش ہنیں۔ کیونکہ یہ توجیوون کا سبھاؤ ہی ہے۔ لاکن انہوں کو ترک کرنا بڑا اچھل ہے۔ منو کے ۵۔۵۶۔ پھر عادت بدیہاں تک بڑہی کہ لیکھرام نے ایک آیۃ کا حوالہ دیا کہ سورۃ النجم میں اب موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔ تلك الغرانیق العلےٰ آخر جھوٹ یہانتک تم لوگوں میں آیا کہ دیانند نے لکہا ہے۔ فیضی نے بنا نقط کا قرآن رچا۔ اور رچا بہی اکبر کے زمانہ میں۔ دوم شراح وید۔ ماتنگی (ماں سے بدکار) وام مارگی۔ بت پرست۔ اگہوری۔ کپال متی۔ جوگی۔ گوسائیں اور ایسے ویسے گذری۔ اور ہیں جنکی بُرائی کو ستیارتھ میں مفصل دیکھہ سکتے ہو۔

سوم۔ کے آدمی۔ کے پیر شدی۔ مہارشی سوامی دیانندجی مصلح قوم پیدا ہوئے اور جہا بہاش اس لئے لکہا کہ اگلے سب وید بہاش غلط ہیں۔ مگر خود انکی اصل کتاب ستیارتھ میں وہ کچھ ملایا گیا۔ کہ ناگفتہ بہ ہے۔ ستیارتھ اول دوم سوم اور چہارم کو ملاکر دیکھو اور بہومکا میں تو لکہا ہے کہ وید بہاش میں ناگری کے ارتھ انرتھ ہوگئے۔

فقرہ پنجم۔ سوالات لکچر کی تمہید کے جوابات میں۔ پیدائش عالم کے متعلق ہم نے اس زمانہ میں جب دیانند ۱۸۷۷ء میں لاہور آیا تہا۔ سُنا تہا کہ انکے سوالات پیدایش عالم کی متعلق لاجواب ہیں اور وہ سوال یہ تھے۔" یہ عالم کس نے بنایا۔ کیوں بنایا۔ کب بنایا۔ کن اشیا سے کس طرح بنایا۔ یہ پانچ ککار یا پنج مکار دام مارگیوں پانچ ککار سکھوں کی طرح ہیں۔ سو قرآن کریم نے ان سوالات کے جواب دیے ہیں۔

جواب سوال اول۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (پ انعام) اور فرمایا اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ۱۳ رعد)

ان آیات میں بتایا ہے کہ تمام بلندیوں پستیوں - اندھیروں - نور - اور سب کا خالق اللہ تعالےٰ ہے -
دوم سوال - یہ ہے - کہ اس مخلوق کو کیوں بنایا ہے - اور ان آیتوں میں اُس کا جواب دیا ہے -
اول غایت بعض خلق کی بیان فرمائی ہے - جیسے فرمایا - وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ
(پ ذاریات) جن و انس کی پیدائش اسلئے ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کریں - اور پھر
بتایا - کہ اللہ تعالےٰ صفات کاملہ رکھتا ہے - جن میں سے مثلاً اسکی ربوبیت - رحمانیت - رحیمیت
اور مالکیت ہیں - اگر وہ پیدا نہ کرتا - تو اسکی صفات باطل ہوتے اور خدا معطل و بیکار رہوتا -
مطلب یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ محامد کاملہ سے موصوف ہے - اور صفات کاملہ کا مقتضا ہے - کہ وہ موثر ہوں
مثلاً فرمایا - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ - کیا معنے اللہ تعالےٰ
میں یہ صفات ہیں پس جب اس میں یہ صفات ہیں - اور اللہ تعالےٰ سوتا یا اونگھتا نہیں - تو اگر خلق
پیدا نہ کرے تو اسکے لئے حمد - ربوبیت - رحمانیت - رحیمیت - مالکیت کیونکر ثابت ہو - کیا آنکھ
ہو - اور دیکھے نہیں اور کان ہوں اور سُنے نہیں -
سوم سوال - کب بنایا - اسکا جواب نہیں دیا - کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے اور مقدار فعل
فعل سے پیدا ہوتا ہے - اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا - ہاں یہ بتایا کہ ھو الاول
اسکے معنے نبی کریم نے فرمائے ہیں - لیس قبلہ شیئ اور فرمایا - الی ربک المنتہیٰ - پس پاک
اور حق و حکمت پرمشتمل کتاب اگر پیدا کرنے کا زمانہ بتاتی تو ثابت ہوتا - کہ اللہ اس وقت سے
معطل و بیکار رہا - حالانکہ یہ بات غلط ہے -
چوتھا سوال - کس سے بنایا - یہ لفظ گول مول تھا اسلئے اسمیں اکثر لوگوں نے دھوکا کھایا ہے
کس سے کا مطلب مادہ بھی ہوتا ہے - اور صفات کاملہ فاعل و خالق بھی - چونکہ حسب تعلیم قرآن
مادہ عالم کا بھی خالق اللہ ہی ہے - اسلئے کس سے - سوال کا جواب دیا ہے کہ اللہ قادر
الغنی خالق ہے - حقیقی طور پر عالم کا بنانا اسکے اجزا کا بنانا اور اسکے مادہ کا بنانا آریہ لوگ
اللہ تعالےٰ کو انویہم اور سرب شکتیمان کہتے ہیں پہلے لفظ کے معنے لیس کمثلہ کے ہیں اور دوسرے
لفظ کے معنے ہیں القادر کے کیا معنے اپنے کاموں میں اللہ کسی کا محتاج نہیں اسی واسطے جب
سوال ہوا کہ وید اسنے کس طرح بنائے - اور کس زبان سے بولے - کس قلم دوات سے لکھے - تو یہی
جواب دیا گیا - کہ وہ سرب شکتیمان ان آلات کا محتاج نہیں - مگر اس منتر کے باعث مادہ عالم کو
ازلی مان گئے جسکا ذکر آگے آتا ہے - ہاں یہ بات یاد رہے کہ ان سوالات مذکورہ کے جوابات

صرف بطور دعوے ہی قرآن کریم نے بیان نہیں فرمائے۔ بلکہ ہر ایک دعوے کی دلیل بھی دی ہے۔ مثلاً کس نے بنایا جو پہلا سوال ہے۔ اس سوال کے جواب پر سیکڑوں دلایل ملتے ہیں۔ بطور نمونہ یہ ہیں۔

۱۔ پہلی دلیل جسکو سنسکرت میں انومان کی قسم میں پورودت کہتے ہیں۔ فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ وَھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (پ رعد) اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اس دعویٰ کی یہ دلیل دی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں بے ہمتا۔ اپنے صفات میں یکتا۔ اور افعال میں وہ لیس کمثلہ ہے اور یہ تمام معانے الواحد کے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نسبت بولا جائے اور وہ سب پر حکمران ومتصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے۔ اور یہ معانی القہار کے ہیں۔ جب حضرت حق سبحانہ وتعالے پر اسکا اطلاق ہو۔ آریہ سماج بھی اللہ تعالےٰ کو الواحد القہار ان معنی میں مانتے ہیں۔ گو نتیجہ میں غلطی کرتے ہیں کیونکہ انکے یہاں اللہ تعالے ہی کی ذات پاک انوپم۔ ست۔ چت۔ آنند ہے۔ اگرچہ عام ہنود بُت پرستی کے باعث ایک کا کلمہ زبان پر کم لاتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر یہ لوگ جب وزن کرتے ہیں۔ اول اور ایک کے بدلہ پنجاب میں تو برکت برکت کہتے ہیں اور دوسری بار دُو آ دُو آ۔ غالباً ہندوستان میں یہی طرز ہوگا۔

اور القہار کے بدلہ اسکے ہم معنے لفظ برہم۔ پرمیشر احکم الحاکمین۔ رب العلمین کا نام لیتے ہیں۔ اب اللہ خالق کل شیئ کا دعوے جس مسلّم بات پر مبنی ہے وہ واحد القہار کا لفظ ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو۔ تو کچھ چیزیں اسکی خلق سے باہر ہی ہونگی اور جو اشیا خلق سے باہر ہونگی۔ بہرحال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالےٰ کی شریک ہی ہونگی۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتّٰی کہ کیڑے مکوڑے بلکہ درختونکی روحیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں مادہ عالم اللہ تعالےٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ زمانہ اکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ۔ تو یہ چیزیں ہی غیر مخلوق۔ دائمی اپنی ہستی میں خدا کی شریک ہوئیں۔ پھر یہ چیزیں نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج نہ اپنے خواص میں نہ اپنے عادات میں اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر۔ باایںہمہ خدا کو بے وجہ انپر حکمران مانتے ہیں۔ بلکہ جیسے منتر آیندہ میں ہے۔ ان اشیاء کو خدا کی مانند مانا ہے دیکھو صفحہ ۳۱

۲۔ دوسری دلیل الٰہی ہے جسکو سنسکرت میں انومان کی قسم میں شیش وت کہتے ہیں۔

کیا معنے مخلوق سے خالق شناسی حاصل کرنا۔ اور وہ اسطرح ہے کہ قرآن کریم میں ہے لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (پ فرقان) اللہ تعالےٰ لاشریک ہے۔ سب کا خالق ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے۔ اور محدود ہے اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے مانتے ہیں۔ مشاہدات اور تجارب سے بھی ظاہر ہے اور ہر ایک محدود کیلئے حدبندی کرنے والا ضروری ہے۔ اور مادہ وجیو کی حدبندی کرنیوالا بجز خدا کے سوا کون ہے پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔

۳ - دلیل خلف۔ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ۔ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ۔ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّکَ۔ اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ (پ طور) کیا یہ لوگ خود بخود ہو گئے۔ (عدم سے وجود بلا مرجح کیونکر ہوا۔ کیا یہ اپنے آپ خالق ہیں۔ یہ بات ہمیں وجدان اور اپنی طاقتوں کے لحاظ سے غلط معلوم ہوتی ہے۔ اول تو اسلئے کہ جوں جوں ہم پیچھے جاویں کمزوری بڑھتی نظر آتی ہے۔ دوم ہم تجارب کے بعد بھی انسان کیا کیڑا بنانے کے قابل نہیں۔ علاوہ بریں داسمیں تقدم اپنی ذات سے۔ اور دور لازم آتا ہے) کیا آسمانوں اور زمینوں کے یہ خالق ہیں۔ یہ صریح غلط ہے۔ اور اس سے تعدادِ آلہہ بھی لازم آتا ہے۔ کیا انکے پاس بے انت خزانے ہیں۔ جنسے انکو پتہ لگا کہ یہ چیز مثلاً ارواح یا فلاں اشیا رمادہ وزمانہ وغیرہ غیر مخلوق نہیں نفس انسانی تو محدود ہے۔ خدا کی بے انت باتوں کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے۔ کیا یہ آزاد ہیں۔ اور کسی کے تحت و تصرف میں نہیں۔ یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے۔ انسان کھانے پینے جینے مرنے سب میں کسی کے نیچے ہے۔ اور کسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پس جب یہ باتیں غلط ہیں تو خدا سب اشیا کا خالق ہے۔

قیاس اقترانی سے فرمایا۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی (پ ۲۸ حشر) اللہ تعالےٰ ہی اندازہ کرنیوالا (خلق کے معنے لغت عرب میں تقدیر کے بھی آئے ہیں اسی واسطے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ (پ بقرہ) بلفظ ماضی صحیح ہے) وجود بخشنے والا۔ اور رنگ برنگ صورتیں عطا کرنیوالا۔ تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام نقصوں سے منزہ نیست سے ہست کرنیوالا۔ کیونکہ یہ ایک کمال ہے۔ اور خدا کو سب کمالات حاصل ہیں خدا کو انسان اپنے پر قیاس نہ کرے کیونکہ انو ہیم کیس کسکتا ہے۔ غرض اس طرح کے دلائل کا سمندر قرآن کریم میں موج مارتا نظر آتا ہے۔ ایک آیت لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ (پ۲ بقرہ) پر اور اکیس پارہ کے رکوع مِنْ اٰیٰتِہٖ وغیرہ میں کوئی نظر کرنیوالا نظر کرے پہلی آیت کا ذکر تعلیم اسلام فقرہ نمبر ۲ میں ہے۔ پھر پیدائش کے اقسام قرآن کریم میں بتلائے گئے ہیں۔ مثلاً وہ خلق جو بدوں وسائط بنائی۔ جیسے فرمایا۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ انعام) اور اول انسان کی نسبت فرمایا۔ خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اور مثلاً وہ مخلوق جسمیں ملائکہ کو مظاہر قدرت بنایا ہے۔ جیسے فرمایا۔ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ (پ۱۳ رعد) یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ (پ۴ آل عمران) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پ۳۰ نازعات) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا (پ۲۹ مرسلات) اور اس مخلوق کا ذکر کیا۔ جسمیں عناصر و ارکان کو اپنا ظاہر قدرت بنایا مثلاً احراق آگ سے۔ پیاس بجھانا پانی سے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مثلاً پیدائش انسان اول پر بڑا بسط فرمایا ہے جیسے فرمایا۔ انسان کو ہم نے ان اشیاء سے بنایا۔ مِنْ تُرَابٍ[1]۔ مِنْ طِیْنٍ[2]۔ مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ[3]۔ مِنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ[4]۔ مِنْ صَلْصَالٍ[5] مِنْ حَمَاٍ[6]۔ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ۔ اور آخر وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ تک بیان کردیا۔ یہ البشری سرشتی میں انسان کا بیان ہوا۔ اور دیکھو کس تفصیل سے ہوا۔

میتھنی سرشتی انسانی پر فرمایا۔ مِنْ سُلٰلَۃٍ[1]۔ مِنْ طِیْنٍ۔ مِنْ نُّطْفَۃٍ۔ عَلَقَۃً۔ مُضْغَۃً۔ عِظَامًا۔ فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ۔ اور خلقت کے متعلق یہ بھی ارشاد ہے۔ انکے اتقان حکمتوں کے لحاظ سے تو ان میں یہ حال ہے مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ اور باعتبار صفات کے انکی یہ حالت ہے۔ وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا۔ کیونکہ اصل مٹی و طین و مٹی میں باہم بڑے بڑے تفاوت تھے۔ پھر اسپر علاوہ غذاؤں۔ ہواؤں۔ روشنیوں۔ قرب و بعد پانی کے باعث۔ جبال و بحار کے سبب۔ ماں باپ کی نیکی و بدی۔ بیماری و صحت۔ رنج و غضب۔ ماں اور اس کی ان غذاؤں کے باعث جو وہ حالت حمل و دودھ پلانے میں کھاتی ہے۔ صحبت۔ تادیب۔ تلقین۔ مذاہب مطالعہ کتب اور لباس خوراک وغیرہ کے باعث اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نکتہ اختلاف کا تناسخ کے غلط مسئلہ کو باطل کر رہا ہے۔ البتہ اسلام اور قرآن ایسی پیدائش کو نہیں مان

---

[1] مٹی سے۔ [2] پانی ملی۔ مٹی سے۔ [3] متغیر گارے سے پھر معتدل سے پھر بولنے والے پھر پکے ہوئے بولنے والے مادہ سے۔

[1] خلاصہ۔ [2] پانی ملا۔ تھوڑے سے مادہ سے پھر جونک یا خون کی طرح تھا۔ پھر اتنا بڑا ہوا جتنا چبانے کا لقمہ یا اس جیسا پھر بڑھا۔ اور اسپر گوشت چڑھا پھر بولتا چالتا بچہ بن گیا۔

سکتا۔ جسکے ماننے کا مدار صرف ایسے شلوک یا منتر ہوں۔ جنپر شواہد قدرت وعقل وفطرت کی گواہی نہیں۔ مثلاً دُوا۔ سپرنا۔ سیُجا۔ سکھایا۔ سمانم۔ برکھشم۔ پرکہی۔ سُوجاتی تیو۔ رنیہ۔ پیپلم۔ سوادت۔ انشنیواُبھی چاک شیت۔ اور اس کے ضروری الفاظ کے معنے یہ ہیں۔ دو عمدہ پروں والے (یہ ایک خدا ہے اور دوسرا روح ہے) ملے دوستانہ طور۔ ایک جیسے۔ ایک درخت پر۔ براجے۔ الگ الگ۔ ستیارتھ میں صفحہ ۲۷۵ میں اس منتر کو لکھا ہے۔ اور رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ کا حوالہ دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کسی مصلحت سے نہیں کیا گیا۔ مگر یہ تو لکھا ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جن میں پرورش وغیرہ صفات یکساں ہیں (یکساں کا لفظ قابل غور ہے الواحد کا مخالف ہے) اور جن میں باہم تعلق ہے (یہاں محیط محاط کا لفظ بڑھایا ہے) جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں ویسے ہی برکش درخت مشتملبر جڑیں بصورت ازلیہ علت اور بصورت شاخیں معلول تیسری ازلی شئے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف عادات اور افعال ازلی ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ جیو بھلائی برائی کا پھل پاتا ہے۔ دوسرا پرماتما پھل نہیں بھوگتا۔ اور چاروں طرف جلوہ گر ہے۔

ارواح۔ خدا اور مادہ تینوں اپنی ماہیت سے تینوں جدا اور ازلی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہی ترمورتی ٹرنٹی باپ بیٹا اور روح القدس ازلی کے لگ بھگ مسئلہ ہے۔ گو مسیحی لوگ ان تینوں میں وحدۃ ذاتی مان کر وحدہٗ لاشریک کے بھی معتقد ہیں۔ مگر آریہ اب وحدہٗ لاشریک تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ انکے نزدیک لاکھوں لاکھ پروں والے اسکے شریک چیلوں کی طرح ایک پیپل یا درخت پر جو ازلی ہے ازل سے رہتی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں کوئی رویا النکار کی گھڑت کام آسکتی ہے۔ جیسے سکت پرش میں النکار سے کام لیا گیا ہے۔ مگر ہم نے انصاف طلبی کے لئے کتاب لکھی ہے۔

ہم نے اسے ٹرنٹی کے ساتھ تشبیہ دینے میں ممکن ہے کسی کے نزدیک قصور کیا ہو۔ کیونکہ صفحہ ۲۸۳ ستیارتھ میں لکھا ہے کہ پرمیشور۔ پرکرتی۔ کال۔ اکاش۔ جیو اور انکے گن کرم سبھاؤ خواص عادات اور افعال بھی سب ازلی ہیں اس حساب سے کروڑ در کروڑ ازلی غیر مخلوق اشیاء ہو گئے۔ اور تین ہی ازلی نہ رہے۔ پس خدا آریہ کے نزدیک تمام صفات میں ایک نہ رہا۔

لطیفہ۔ ہم پر تو فرشتوں کے پروں کا اعتراض ہے۔ دیکھو سوال نمبر ۸۶۔ اور اپنے اندر روح بھی پروں والے۔ خدا بھی پروں والا۔ اور پھر معلوم نہیں کہ انکے کتنے کتنے کروڑ پر

ہونگے۔ اعتقاد کیا ہوا ہے۔ انصاف!! انصاف!!! انصاف!!! انکار کو ہم جانتے ہیں۔ معجزہ قرآنیہ اور ملایکہ کا دست تصرف اسلام کی نصرت کے لئے اس پیدایش کے مضمون میں ستیارتھ کے صفحہ ۲۷ میں خدا کی صفت میں لکھا ہے "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بہان متی نے کنبہ جوڑا"
اور یہی اعتراض سوال نمبر ۵۲ میں تم نے قرآن کریم پر کیا۔ دیکھا خدا کا دستِ تصرف کس طرح ستیارتھ میں لکھوایا کہ تیرے اعتراض کے وقت تیرا موہنہ سیاہ کردے ذرہ دونوں کتابیں کھولکر ترک اسلام صفحہ اور ستیارتھ صفحہ نمبر ۲۷ دیکھو۔

ستیارتھ میں ایک سوال لکھا ہے۔ تیتری اُپ نشد کا قول ہے۔ اُس پرمیشور اور پرکرتی سے اکاش خلاصہ یعنی جو جوہر بشکل علت سب جگہہ پھیل رہا تہا۔ اُسکو اکٹھا کرنے سے اوکاش (خدا) پیدا ہوتا ہے۔ حقیقت اکاش کی پیدایش نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر آکاش کے پرکرتی اور پرمانوں کہاں ٹہیر سکیں ۔ آکاش کے بعد وایو وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل۔ جل کے بعد پرتہوی پرتہوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان یعنی جسم پیدا ہوتا ہے۔ یہاں آکاش وغیرہ کی ترتیب ہے اور چہاندوگیہ میں اگنی وغیرہ۔ اِتریے میں جل وغیرہ کی ترتیب سے دنیا کی پیدایش بتائی ہے۔

احکم الحاکمین
ہوا عالم
ہوا
آگ
پانی

ویدوں میں کہیں پُرش (پتی) کہیں ہرنیہ گربھ (پرمیشور) وغیرہ سے میمانسا میں کرم (فعل) ویشیشک میں کال (زمان) نیائے میں پرمانو (ذرات) یوگ میں پُرشارتہ (جیو کیلئے) سانکہیہ میں پرکرتی (مادہ) اور ویدانت میں برہم (پرمیشور) سے دنیا کی پیدائش مانی ہے اب کسکو سچا اور کسکو جہوٹا مانیں؟ دیانند نے ۲۹۰ میں جواب دیا ہے۔ اس میں سب سچے کوئی جہوٹا نہیں۔ جہوٹا وہ ہے جو الٹا سمجہتا ہے۔

اب ہم اس بحث مبداء کو ختم کرتے ہیں۔ مگر صرف یجروید کے پُرش سکت کے تین وید منتروں کی طرف اشارہ ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو انصاف اور غور کا موقع ملے کہ اسلامی صفات الٰہیہ اور آریہ سماج کے ویدک صفات میں کیا تفرقہ ہے۔

اول یجروید ۳۱۔ ادھیا کا پہلا منتر ہے۔ سہسر شیرشا پرشا سہسر اکش۔ سہسر پات۔ بہومی گواتک سرو تشپرت وتوا۔ تت شٹ۔ دش۔ انگلم ترجمہ۔ ہزاروں۔ سروالا پرش۔ ہزاروں آنکہوں والا۔ ہزاروں پاؤں والا۔ زمین کے ساتھ۔ سیا ہوا۔ ہر جگہ۔ علیحدہ قائم۔ دس۔ انگلی پرے ہمنے یہ لفظی ترجمہ لکھا ہے۔ اور اسکے قرائن بھی ہیں۔ سہسر سنسکرت ہزار پنجابی ہے۔ ہزاروں اردو ہے

سر سا۔ سر۔ اکشا آنکھ۔ پات پاؤں وغیرہ وغیرہ۔

یجروید ادھیا ۳۱ کے تیسرے منتر میں ہے۔ سب زمین اور تمام خلقت خالق کی ایک جزو میں ہیں اور اس خالق کے تین حصہ فنا سے محفوظ عظمت و نور میں ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ جگت تو محدود ہے۔ پس نعوذ باللہ خدا کا ایک حصہ تو محدود ہوگیا جب ۱/۴ محدود ہے تو ۳/۴ بھی محدود ہوگیا۔ اور موجودات کے باہر تین کی تقسیم تثلیث کی شکل ہے پس آریہ سماج اب کم سے کم مسیحی مذہب کو ضرور مان لے۔ اور چوتھا منتر بھی قریب اسی کے ہے۔ ہم آریہ سماج سے بمنت چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان تین منتروں کے لفظی ترجمہ کو شائع کریں اور لفظی ترجمہ کے بعد جو معنے چاہیں لکھیں۔ تشبیہ بتائیں استعارہ کہیں انکو اختیار رہے الفاظ یا دھیان بنائیں مختار ہیں۔

نمبر ۲ قیامت پر اعتراض

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالہ مضمون ہے۔ اور اس طرز کو مینے کہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے ایک نہایت پیارے دوست جو بسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان تھے۔ انہوں نے مجھ سے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کھیتوں سے تشبیہ۔ سونے اور جاگنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر اجساد کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ مینے عرض کیا نہ مولنا آپ ریاضی داں ہیں اسلئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ جو متبت قیامت ہے۔

اربعہ متناسبہ کا قاعدہ (رول آف تھری) آپ کے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ صحیح ہے۔ مینے عرض کیا کہ نیا زمندہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم سے۔ حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بطور مثال چند آیات سُناتا ہوں سورہ بقر پہلے پارہ میں آتا ہے:۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (پ بقرہ) ترجمہ کیا اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہوگئے ہو۔ پس کوئی نہیں سزا اُسکی جو ایسا کرے تم میں سے مگر یہ کہ ذلیل ہو اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

تفصیل۔ مدینہ کے بازعب بنی اسرائیل اور یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ وحشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے

معاہدہ کیا تہا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی اور یہانتک گستاخی میں بڑہے کہ استیصال اسلام کی دہمکیاں دیں ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے اس میں دو خبریں دی ہیں۔ اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے اور یہ امر بظاہر محال تہا کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی اور مقابلہ میں یہ زبردست، زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز۔

دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں تم پر عذاب ہوگا۔ یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں پہر تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب و صاحب جاہ و حشم مع تمام قبایل عرب کے جنکو احزاب کہتے ہیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب سے جلاوطن کئے گئے۔ انکا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبریں تھیں اور انکے مقابلہ میں دو واقعات تہے جنکے متعلق وہ خبریں تھیں۔ ایک خبر نے اپنے واقعہ کیساتھ صداقت کی مہر لگا دی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت بھی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلیل اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پارہ ۲۴ مومن) ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہے پر چلتے اور ہمیں مانتے ہیں۔ نصرۃ و امداد و تائید دیتے رہے اور دیتے رہینگے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام مامورین مرسلوں اور انکے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح بے کس و بے بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت اور جماعت نے انکے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت ناکام و نادم ہوئے۔

ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پہر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرۃ مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرۃ کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دو میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی مناسبت سے دوسری خبر جو اُسی کے ساتھ ہے اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسےٰ علیہ السلام کے مابین جنگ ہو رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے جو مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرۃ کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہینگے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرۃ کے مستحق ہونگے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ

الْعَذَابُ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ۲۴ - مؤمن) پہر دیکہہ لو ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت و محکم کر دیا ہے۔

عمائد منافقین مدینہ کو کہا کہ شرارتوں سے باز آجاؤ۔ وإلّا اس جہان اور قیامت میں دُکہہ پاؤگے - جیسے آیت ذیل میں آیا ہی - وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ۱۰ - توبہ) اب غور کرو - کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے - کہ ان کو عذاب دیں گے - اس دنیا میں اور انکے لئے عذاب ہے آخرۃ میں - پہر ایک اور خبر ہے کہ انکا کوئی والی وارث یا دوست نہوگا - (اور تیسری خبر ہے کہ انکا کوئی مددگار نہ رہیگا - پہر دیکہو یہ تینوں خبریں کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ ہمیں دنیا میں نظر آگئیں جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہی کیونکر صحیح نہ ہوگا - کہ قیامت میں عذاب پاؤگے -

اب بتاؤ کہ اس سے بڑہ کر دیانند نے ما بعد الموت حالت کا کیا ثبوت دیا ہی - ہاں البتہ قرآن اور اسلام یہ نہیں کہہ سکتے - کہ آدمی کتّے - بلّے - سوّر اور درخت اور کیڑے مکوڑے بنجاتے ہیں - اور نہیں کہہ سکتے - کہ ایک مہاں پرلے آئیگی جس میں رات پڑ جائیگی - اور اللہ تعالیٰ (پرمیشور) اسوقت بالکل اپنی صفات یا اکثر صفات جزا و سزا رحم و رزق - وغیرہ سے معطل و بیکار ہو جائینگے - یا سوئینگے - اور لکہشمی انکے پاؤں ملیگی -

اسلامی اصطلاح میں قیامت کے لفظ کے معنی تو بہت ہیں - مگر مشہور یہ ہیں اوّل من مات فقد قامت قیامتہ (احادیث کا فقرہ ہے) جو مر گیا - اسکی قیامت قایم ہوگئی - دوم ما بعد الموت حشر اجساد کے وقت جب سعید و شقی بالکل الگ الگ ہو جائینگے اس کا نام قیامت ہی - ما بعد الموت کوئی جیلخانہ نہیں - اور وہ کوئی حوالات نہیں - قبر میں داخل کرنا اللہ تعالے کا کام ہی - جیسے قرآن کریم میں فرمایا فاقبرہ کہ قبر میں اللہ تعالے ہی داخل کرتا ہی - اور وہ قبر جس میں اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہی وہ ایک باغ ہی بہشتوں کے باغوں سے جیسے فرمایا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ یا وہ گڑہا ہے دوزخ کے گڑہوں سے جیسے فرمایا - او حفرۃ من حفر النیران اور قرآن کریم میں بارہا ذکر ہوا ہے - کہ مومن اللہ تعالے پر ایمان لانیوالا بعد الموت معاً جنت میں داخل ہو جاتا ہی - اور شریر نار میں جیسے فرمایا - قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (پ۲۳ - یس) اور منکروں شریروں کے لئے فرمایا گیا ہی - مثلاً فرعون

اور فرعون کے ہمراہیوں کے لئے اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (پ ۲۹ نوح) ہاں حشر اجساد کیوقت آخر عظیم الشان تفرقہ سعید وشقی میں کر دیا جائے گا اسیواسطے اُسدن کا نام یوم الفصل آیا ہے۔ پارہ ۳۰ کی پہلی سورہ۔ مگر وہ حالت سر دست جنت و نار کے دخول کی مانع نہیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے تقریر جلسہ اعظم مذاہب میں تقریر مفصل کی ہے۔ جو قابل دید ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق فہم دے۔

نمبر ۳ - **کفر** پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام مخالفونکا کافر کیوں کہتا ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ جو معقول پسند ہے۔ اسلام میں وہ کافر ہے۔ پس اس کا پہلا **جواب** تو یہ ہے لعنة اللہ علے الکاذبین دوسرا **جواب** ہے۔ شلاً ہم روح کو (نفس جان) ازلی غیر مخلوق نہ ماننے کے باعث آریہ کے اس قول کے منکر ہیں۔ شلاً ہیں مادہ عالم کے غیر مخلوق ماننے کا کافر۔ تناسخ کا کافر ہوں۔ برہموں انبیاء ورسل کے کافر ہیں۔ تم لوگ وحدہٗ لاشریک خالق کل شئی۔ مرسل آدم و ابراہیم موسیٰ و خاتم الانبیاء کے کافر ہو۔ مسیحی وحدہٗ لاشریک لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کے کافر ہیں کافر کے معنی منکر کے ہیں جو کوئی کسی بات کا منکر ہے اسکا کافر ہے اسپر اعتراض کیا ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۲۵۳ یا آخر کتاب میں لطیفہ تیسرا اعتراض کیا ہوا۔

نمبر ۴ - **شرک** پر اعتراض۔ شرک کے معنے ہیں ساجھی کرنا جسنے اللہ تعالےٰ کی عبادت و تعظیم میں کسی غیر کو اللہ تعالےٰ کا ساجھی بنایا وہ مشرک ہوا جسنے ہُوَالْاَوَّلُ میں مادہ عالم کو نفوس کو ساجھی بنایا۔ وہ مشرک ہے وغیرہ۔ اور اسلام تو شرک کا ایسا دشمن ہے کہ کہتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (پ نساء) اب اس سے زیادہ نفرت کے کلمات شرک کے متعلق دیکھنا چاہو۔ تو دیکھو۔ جواب نمبر ۸ صفحہ ۵۰ سے ۵۶۔

نمبر ۵ - اعتراض ہے۔ قرآن صلحکاری کے مخالف ہے۔ جواب جھوٹ کہتے ہو۔ قرآن میں ہے اَلصُّلْحُ خَيْرٌ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (پ ۲۵ شوریٰ) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (پ انفال) کے ارشادات ہیں۔

نمبر ۶ - عورتوں کے متعلق بار بار قرآن پر اعتراض کیا ہے اور ہم نے عورتوں کے حقوق کو اول تعلیم اسلام میں دکھایا ہے دیکھو صفحہ ۱۵ و ۱۶۔ اور فقرہ نمبر ۷ کی فہرست کہ آریہ ورت حقوق نسوان میں بڑے ظالم ہیں۔

نمبر ۷ - ذبح وگوشت پر اعتراض۔ جواب دیکھو بحث صفحہ نمبر ۸۰ و ۸۱ و ۹۳ و ۱۰۰ و ۱۰۹ و ۱۱۳ و ۱۱۱ مگر جانوروں کو معصوم کہا ہے۔ اسپر تعجب ہے۔ کیونکہ اگر جانور معصوم ہیں تو وہ اواگون کے نرگ میں کیوں ہیں۔ کیا ان پر ظلم ہے۔

نمبر ۸ - شراب پر اعتراض - جواب شراب قرآن میں ممنوع ہی۔ دیکھو صفحہ نمبر ۱۰ - اور ہم ہرگز پسند نہیں کرسکتے کہ جسکو ہمارے قرآن شریف نے حرام کیا - اسکے جواز کی سندیں تمہاری گھر سی نکالیں اور یہ دکھائیں - کہ سام وید نے کیسی تعریف اسکی کی ہی - اور سنسکرت میں اسکا نام سُراپان کیوں ہی ہاں آتا بتلاتے ہیں - کہ خمر قرآن میں انگور کو کہاہے اور الخمر سکر کو فرمایاہے اسواسطے الخمر حرام ہی اور خمر بمعنی انگور حرام نہیں۔

نمبر ۹ - حور عمدہ - پاکیزہ بیبی کا نام ہے - اسکا جواب سوال نمبر ۱۸ میں دیکھو۔

نمبر ۱۰ - غلمان جمع ہے غلام کی - اور ولدان جمع ہے ولید کی - یہ دونوں لفظ بیٹوں - جوان خدمتگاروں کے لیئے ہیں - اس کا جواب سوال نمبر ۲۴ میں دیکھو۔

نمبر ۱۱ - اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ (پ ۲۹ دھر) اور ذہب کا جواب سوال نمبر ۴۰ میں آیا ہی۔ اور قرآن کریم میں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (پ ۲۷ رحمن) میں دو جنتوں کے وعدے ہمکو دئیے ہیں ایک دنیوی اور دوم بعد الموت - ایک وہ ہی جسکو تورت کے باب ۲ ھ ۱۵ میں جنت عدن کہا ہی اور مسلم کی صحیح میں

ضمنی سوالات ۵

سوال اور ان سوالوں کے مختصر جواب جو لاہور کے ایک معزز دوست نے پیش کئے کہ دفتروں میں آریہ سماجی کرتے ہیں - اللہ تعالٰے کرے - کہ ہماری جماعت لاہور کے وہ صاحب اور اسکے بچے چراغ ہوں - آمین یا رب العالمین۔

سوال (۱) مسجد خدا کا گھر ہے - پس خدا محدود ہوا - (۱) الزامی جواب - منوا - ۱۰ میں ہے سنسکرت میں پانی کو نارا کہتے ہیں - وہ پہلے پرماتما کا گھر تہا - اسلئے پرماتما کو نرائن کہتے ہیں اور رگوید آدی بہا شیہ بہومکا ترجمہ نہال سنگھ کرنالی کے صفحہ ۱۸ بحوالہ وید لکھا ہے جس ملک میں علم اور دہرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے - وہ میرا مقام مالوف ہے" اصل وید کے منتر بتانے کے لئے آریہ سماج ہی ذمہ دار ہے - اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے وعظ توحید شروع ہوا - اسی معظم مکان نے مسئلہ توحید کی تائید کی - اور شرک کا استیصال کیا - قومی نفاق - اور طوائف الملوکی اور خانہ جنگیاں عرب کی دور کیں دختر کشی - شراب اور خطرناک قمار کا اس ملک میں نام و نشان نہ چھوڑا - اتباع میں نفاق و کسل و کاہلی کے بدلہ آزادی - صبر - ہمت واخوت وہمدردی وشجاعت واستقلال اور عزم کو پیدا کر دیا - اب بتاؤ یہ مقام خدا تعالے کا " مقام مالوف " اور گھر نہ ہو تو اور کونسا ہو (۲) خاص نسبت اور تعلق کیلئے اضافت ہوا کرتی ہے - اس سے کوئی عقلمند منکر نہیں - اسلامی مساجد (سجدہ گاہیں) صرف الٰہی عبادت کی جگہیں اور محض اللہ ہی کی رضامندی کیلئے بنائی جاتی ہیں - اسواسطے انکو بیوت اللہ اور ایک ایک کو بیت اللہ کہتے ہیں - کیا معنے کہ ان گھروں میں صرف اللہ تعالے کا نام لیا جاتا ہی - اور بس مثلاً خانہ کعبہ میں اندر جاکر

صرف دو رکعت نماز یا دُعا کیجاتی ہے۔ اور اسکے اندر کسی مخلوق کا بُت نہیں رکھا گیا۔ اسلئے اس کو بھی بیت اللہ کہتے ہیں۔ اور تمہارے ناموں سے زیادہ تر اس نام میں سچائی مدِ نظر ہے۔ مثلاً **ویدک کالج**۔ اس کے معنی ہیں وید کا کالج۔ بڑے بڑے ویدکے عشاق نے اس میں عمریں وقف کیں اپنی محنتوں کا روپیہ دیا۔ مگر کیا اس میں وید ہی سنایا جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں !!! اسی طرح **گرو کُل** میں بڑے بڑے ویدوں کے فدائی مہتمم ہیں مگر کیا اُس میں صرف وید کی تعلیم ہے !!!۔

س ۲۔ مسلمان بزرگوں کا ہاتھ چومتے ہیں۔ اور یہ شرک ہے۔ الجواب۔ چومنا شرک ہے یا نہیں۔ اسکا جواب ہم منصف مزاج بیاہے لوگوں پر ڈالتے ہیں۔ گو آریہ ہوں بلکہ آریہ سماج ہوں۔ مگر ہمیں تردد ضرور رہیگا۔ کہ منوجی ۹۔۶۰ میں ارشاد ہے کہ بدن پر گھی لگا کر خاموش ہو کر کے بیٹا لینا۔ اور منوجی ۹۔۱۴۷ میں ہے کہ وہ بیٹا کام سے پیدا ہوتا ہے۔ تو دولت نہیں پاتا۔ اور کام کے پیدا ہوئے بیٹے کے معنے نارورشی نے یہ کئے ہیں۔ کہ وقتِ جماع عورت کے مونہہ سے مونہہ نہ لگاوی۔ نہ عضو سے عضو۔ صرف ...

اب جسقدر آریہ لوگ اپنی والدہ کے خاوندونکا مال و دولت لیتے ہیں۔ وہ کیونکر حلال ہوگا۔ اور کیونکر جائز ہوگا۔ کیا وہ اسی طرح پیدا ہوئے اور کیا اس بات کا کوئی گواہ بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور کیا آریہ کے عقلمند لوگ اس ترکیب و قانون کو پسند فرماوینگے۔ گو اس عجیب غریب حکم کی تلافی مہاں رشی دیانند جی کے اُس ارشاد سے ہوسکتی ہے۔ جو ستیارتھ پرکاش میں دیا ہے۔ ہم تو شرم کے مارے اسکو پورا نقل نہیں کر سکتے۔ مگر سپارش کرتے ہیں کہ گرہبادہاں سنسکار کے نقرہ ۲۳۴ سملاس ۴ کا مطالعہ فرمائیں کسطرح کوک شاستر اور اپنے پُرانے شیومت کو نباہا ہے۔

پھر ماں۔ باپ۔ اچاریہ کی سیوا۔ خدمت۔ پرم تپ (عبادتِ اعظم) ہے کارپتیہ اگنی پتہ دکشنی اگنی ماتا اور آہوتی اگنی۔ گرو ہیں۔ پہلی عبادت سے بہو لوگ۔ دوسری سے انترکش لوگ۔ تیسری سے برہم لوگ ملتا ہے۔ منو ۲ شلوک ۲۲۹ اور ۲۳۱ و ۲۳۲۔ آپ تو چومنے پر معترض ہیں یہاں عبادت غیر اللہ موجود ہے۔

س ۳۔ منہ قبلہ کو کرتے ہیں۔ اسکا مفصل جواب۔ دیکھو سوال نمبر ۱۸۔ اور صفحہ نمبر ۹۴۔ اور الزامًا جواب کے لئے دیکھو منو ۲۔ اشلوک ۷۵ اور ۷۶-۷۷۔ پورب[۲] مونہہ کش کے آسن[۳] پر بیٹھ کر پوتر منتر سے پوتر ہو کر تین بار پرانایام کرے۔ تب انکار کھنے لائق ہوتا ہے۔ ۷۶۔ اکار۔ اکار مکار تین۔ الکشر (مقطعات) بھوہ۔ بھوہ۔ سوہ۔ پڑھے یہ عطر وید ہے جو برہمانے نکالا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ توجہ مکہ معظمہ کیطرف اسلامی نماز میں پانچوقت یک جہتی کی تعلیم ہے بے جہت نفس روح و جان بے جہت کے صفات آلٰہیہ کا دھیان

---

[۱] استاد۔ رہبر۔ گرو۔ [۲] مشرق [۳] گھاس [۴] گدیلے

کرے۔ اور اس کے حضور دعا و تعظیم کرے اور با جہت جسم یکسو ہو کر توجہ کرے۔ شاید آریہ لوگ ہَوَن کے وقت آگ کیطرف بیٹھ دیکر وید منتر پڑھتے ہوں۔

س ۴۔ نبی کریمؐ پر الصّلوٰۃ والسّلام کہتے ہیں۔ جواب۔ صلوٰۃ کے معنے ہیں خاص رحمت کی دعا۔ اور ہر ایک مذہب الہامی میں مسئلہ دعا کرنیکا ثابت ہے تارک اسلام نے ہی بار بار لکھا ہیں ؎ دعا؛ اور ؛ درد دل؛ سے سامعین کو اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے دعا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بلکہ عام دنیا پرست بھی جس کسی کو اپنا نفع رساں سمجھتے ہیں۔ انکے حضور اپنی امید و بیم کو بطور عرض پیش کرتے ہیں۔ پس حقیقۃً وہ بھی انکے آگے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح صلوٰۃ ایک خاص دعا ہے۔ جو تمام متبعان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا مطالعہ کرکے آپکے حق میں جناب الٰہی میں کرتے ہیں۔ اور از بس کہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ دعا ضائع اور اکارت نہیں جاتی۔ اسلئے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو تیرہ سو سال سے کروڑ در کروڑ مرد و زن بچے بوڑھے دعائیں لگاتار کرتے رہے۔ اور کرتے ہیں۔ اور اس طرح دنیا کے کسی ہادی کے لئے دعائیں نہیں کیجاتیں۔ پس وہ مدارج میں تمام دوسرے ہادیوں سے معزز و ممتاز ہیں اور ہونگے۔ بڑے بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے صلّوا علیہ وسلموا کے امر کی تعمیل چھوڑ دی ہے۔ یہاں ہم سورہ نٓ کا ابتدائی حصہ لکھکر مضمون کو ختم کرتے مگر مناسب معلوم ہوا۔ کہ اسکا ابتدائی حصہ فقرہ ہشتم میں مرقوم ہو۔

س ۵۔ حجر اسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہونکا دور ہونا۔ اور پتھر کا رنگ بسبب گناہونکی سیاہی پر آنا معارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ پس یہ اسلام کی خام خیالی ہے؎۔ الجواب۔ اول معارج النبوۃ کے حوالہ پر مکذب نے اسلام پر الزام لگایا ہے۔ حالانکہ معارج النبوت قرآن کا نام نہیں۔ اور نہ کسی حدیث یا الہامی کلام کا قرآن کریم میں حجر اسود کا تذکرہ ہی نہیں اور اسوقت آپ اسلامی الہامات پر حملہ کرتے تھے۔ کیا آپکو غضب و طیش میں کچھ یاد نہ رہا۔ کہاںسے کہاں نکل گئے۔ غور کرو۔ اپنا قول تکذیب جو صفحہ ۱۰۰ میں ہے ’’اسجگہ واجب جانتا ہوں کہ اسلامی الہاموں کی غلطیاں بتاؤں‘‘ پھر ان غلطیوں میں اس غلطی کو بھی درج کر دیا۔ بنظر آپکے فقرہ مرقومہ تکذیب صفحہ ۱۰۱ ہمیں بے اختیار کہنا پڑا۔ کہ مکذب کا یہ دعویٰ بھی مثل اُسکے اور دعاوی کے محض بے دلیل ہے۔ دوم۔ اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویری زبان کا دنیا میں رواج تہا۔ اور اب بھی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اس دعوی میں کسی کو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیو جی کے تصویری قصص ہندوں کے

؎ یہ مضمون لیکھرام کے مقابلہ میں تصدیق کے حصہ دوم میں تہا وہی نقل کر دیا گیا۔ ۱۲ منہ

پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصوّروں کے پاس موجود ہیں دیکھ لے) رومی سکندر جسکو دانیال نے ذوالقرنین
ایک سینگ کا بکرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری
زبان میں (گفتگو) عام نقلوں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات
ہند میں بکثرت موجود ہیں۔ تصویری زبان ان بلاد میں جہاں تعلیم کا رواج کم ہوتا ہے یا بالکل نہیں
ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے
اسی واسطے یادگاروں کو عقلاء اور حکما ، اکثر تصویری تحریروں میں ادا کرتے ہیں۔ عیسائی جنکے بھروسہ پر
آپ اسلام پر معترض بن بیٹھے ہیں۔ اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگوں کے نزدیک آسمانی
کتب سے بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہیں۔ وہ قوم تصویری زبان کی کیسی قایل ہیں کہ انکے اخبار
جنہیں گرینک کہتے ہیں۔ تصویری زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ یہود میں ایک پولا ہلانے کی رسم تھی جسکا
ذکر اخبار ۲۳ باب ۱۵ میں ہے۔ عیسائیوں نے اُسکو مسیح کا جی اُٹھنا یقین کیا۔ قرنتی باب ۲ ۱۵ باب ۲ یوشع
بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اُٹھائے۔ یوشع باب ۴ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں
کی تھی۔ یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے۔ یہ انکا محاورہ تھا۔ بطرس کو پتھر
اسی واسطے کہا۔ کہ کلیسا کیلئے وہ فون ڈیشن ستون ہوا۔ ان باتوں پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے۔ کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء
اصفی الاصفیاء بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶ و ۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا۔
وہی کونے کا سرا ہوا۔ اور دیکھو زبور ۱۱۸-۲۲ - وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔
متی باب ۲۱ ۔ آیت ۴۲ و ۴۴ ۔غرض یہ ایک بشارت ہے۔ جو کئی کتب مقدسہ میں مندرج ہے۔ اسی بشارت
اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان
کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا۔ محمدیوں سے پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر
منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملتے۔ گویا قدیم زمانے میں نبی عرب سے
پہلے یہ فقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا۔ کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر جسے یہود
اور عیسائی رد کرینگے۔ ظاہر ہوگا۔ جسکا ذکر مقدسہ کتب میں موجود ہے اور روحانی طور پر یوں کہا
جائے گا۔ کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولوں کے وجود باوجود
سے تیار ہوئی ہے۔ اس میں رسالت مآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جن سے وہ عمارت
پوری ہوئی۔ انکی بیعت رحمٰن کی بیعت۔ اور ان کی اطاعت رحمٰن کی اطاعت ہے کیونکہ جو کچھ وہ بولے

اٹھی بلانے سے بولے ۔ حضرت رسالتمآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے دیکھو مشکوٰۃ وغیرہ مثلی ومثل
الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ و ترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت
موضع اللبنۃ و فی روایۃ فانا تلک اللبنۃ (ترجمہ) میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اُس
محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا۔ اور ایک اینٹ کی جگہ اُس میں خالی رکھی گئی۔ میں وہی اینٹ ہوں
کیسی صاف اور واضح صداقت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ۔ جہاں عدو نکتہ چینی کے لئے انگلی
رکھتا ہے ۔ وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے ۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دنیا
پر کیونکر ظاہر ہوتیں ۔ فللہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ۔

فقرہ ششم ۔ آریہ کے احکام جنگ اور اسلام کا مقابلہ :- دھارمک پرشوں کو چاہیئے ۔
کہ تیجسوی سبھا دھکش راجہ کے ساتھ ملکے بیگ سے اُن کے پدارتھوں کو ہرنی کھوٹے سبھاو کیت
اور اپنے وجی کو اچھا کر نیوالے ڈاکوؤں کو بلا انکو پربت آدی اکانت استھانوں میں بنے ہوئے گھروں میں
گھسا کر اور باندھ کے انکو قید میں رکھیں (دیانندی بھاش صفحہ ۷۰۳ سوکت ۳۶)
سبھا دھکش آدی راج پرشوں اور پرجا کے منشوں کو چاہیئے کہ جس پرکار اگنی آدی پدارتھ
بن آدی کو بھسم کر دیتے ہیں ۔ (جسطرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا ہی دکھ دینے والے شترو جنوں کو ناش
کے لئے اس پرکار یتن کرے (دیانندی بھاش رگوید صفحہ ۷۰۰) جبر و اکراہ کا حکم جس طرح وید میں ہے اسکو
ملاحظہ فرمائیے ۔

سبھا دھکش کو چاہیئے ۔ کہ شانتی یکت کھوٹ دشٹوں ڈنڈ دینے اور شتروں کو پرسپر پھوٹ کرا انکی
کرایا یوں سے نیتی کو اچھے پرکار پراپت ہو کے پرجا جنوں کے دکھ کو نرنتر دور کرنیکے لئے ادم کرے صفحہ ۷۱۱
سینادھکش آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سے لوہے اور پاشان (پتھر) اوکرن کو
توڑتے ہیں ویسے ہی ادھرمی دشٹ شتروں (بے ایمان دشمنوں) کے انگوں (اعضا) کو چھن بھن کر
دن رات دھرم اتما پرجا جنوں کے پالن میں تت پر ہوں جس سے شترو جن ان پرجاؤں کو دکھ دینے کے
ساتھ مرتھ نہو سکیں (دیکھو دیانندی بھاش صفحہ ۲۹۹ ۔ سوکت ۳۶ ۷) اور دیکھو رگوید دیانندی بھاشیہ
و سزا کے فتوے (۱۸ ۷) جبر و اکراہ و زور سے اپنے مذہب میں لانا ۹۱۶/۹۹ و قتل اعداء ۳۲۶ و ۵ ۱۱۲۰
و ۶۰۲ ۔ استیصال اعداء ۵۶۸ و ۱۴۰۱ و ۷۹۲ ۔ معافی مانگے ۔ تب بھی غصہ ترک مت کرو ۔ ۴۰۲
مخالفوں کو دوست مت بناؤ ۔ ۷۹۰ ۔ قید کے احکام ۶۲۰ و ۶۸۲ ۔ یہ تمام حوالے ہم نے دیانندی بھاش سے لئے ہیں
اے راجہ تو دشمنوں کے ساتھ دوسروں کو دکھ دینے کے لئے کاٹ کھانیوالا ہو ۔ انکو جیت کی سمت مشرق

ف وید کے احکام نیک لوگوں کو چاہیئے تیز افسر کے ہمراہ دوسروں کے اسباب کو لوٹنے بردوں کو پہاڑوں میں تنہا قید کر دے ۱۲

ف وید کا حکم ہے کہ مخالفوں کو آگ کی طرح جلا دے

ف وید کا حکم مخالفوں میں پھوٹ ڈالنا چاہیئے

ف حکم وید ۔ دشمن کے اعضا کو ترشت کر دو ۔

۱ یہ حوالے مولوی ابو رحمت نے رد خطرات میں دیئے ہیں اللہ بہتے مقابلہ کرکے دیکھ لیا ہے ۔ ۱۲ منہ

پر چڑھائی کر یجروید باب منتر ۱۰-

اے راجا تو دکھن کیطرف چڑھائی کر۔ اور دشمنوں کو جیت باب منتر ۱۱ اے راجا تو مغرب کی فتح سے مال و اسباب اور دولت فراواں حاصل کر باب - منتر ۱۲- اے راجا تو شمال کیطرف چڑھائی کر- باب منتر ۱۳- اے راجا تو دشمنوں کے لئے مجسم بجر ہتھیار ہے باب منتر ۱۲- اے راجا جیسے تو بروں کو رلانے والا ہے - ویسے میں بھی ہو جاؤں - باب - منتر ۲۸ -

(پرمیشور کہتا ہے) جیسے میں بدخصلت آدمیوں کے سر پھوڑتا ہوں ویسے ویسے تم بھی انکے سر کو پھوڑو- باب منتر ۲۲ - اے لوگو جیسے تم دکھوں کا ناس کرنیوالے ہو ویسے دشمنوں کا بل نکالنے والا میں آپ لوگونکا ستکار کرکے جہاد میں ہتھیاروں سے غرور کرنیوالے لوگوں کو درست کروں جیسے تم بدمذہبوں بدذاتوں غلاموں کو مارتے ہو ویسے دشمنوں کی فوج کی تباہ لینے والا میں تمکو سکھہ دیتا اور بدذاتوں کو دور کرتا ہوں - جیسے میں فوج کو لوٹ پر لانیوالا دشمنوں کو مارنیوالا تم کو سکھ کے سایہ میں ڈھانکتا ہوں - ویسے ہی تم بھی کیا کرو - باب منتر ۲۵ - اے راجا جیسے میں راکشسوں کے گلے کاٹتا ہوں - ویسے ہی تو بھی کاٹ باب منتر ایک - اے راجا جس کام میں بڑی بڑی متکبر دشمن مارے جائیں - اسکے لئے تو جہاد وغیرہ کاموں میں باز پرند کی مانند لپٹ جھپٹ مارنیوالا ہے- دولت کی جمعیت کے لئے وغیرہ تجھکو قبول کرتے ہیں باب منتر ۲۳ - اے راجا جیسے اور ویسے) تو دشمنوں پر فتح پانیوالا ہے باب منتر ۳۷ - ایشر کہتا ہے - اے راجا تو دشمنوں کا ناس کرنے میں بخوف وغیرہ ہے- خدائی دلوانے والے جہاد کی میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں - خاص کرتا ہوں جہاد کیلئے - اور جس طرح ہوا بادلوں کو متفرق کر دیتی ہے - اور سورج ہر شئے کا ست کھینچتا ہے ویسے ہی تو بھی ہر شئے کا ست پی باب ۳ (جب ہر شئے کا ست پیا تو حرام و حلال کی تمیز کہاں رہی) اے راجا آگ کی مانند دشمنوں کو جلانیوالے باب ۱۳ منتر ۱۱- اے اقبالمند راجا تو سعادتمندی حاصل کر اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال - جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے - اسکو نیچے کیطرف سوکھی لکڑی کی طرح اُدھر جلا کہ جدھر سے اس کی ہوا بھی نہ آوے باب ۱۳ منتر ۱۲ اے بروں کو رلانے اور دشمنوں کو مارنیوالے غصہ در مجاہد تجھے بجر اور روزی حاصل ہو- تیرے ہاتھ سے دشمنوں کو بجر لگے باب ۱۶ منتر ۱۰- اے لوگو جو ہماری دشمن لوگ ہیں وے دور ہوں - ان دشمنوں کو ہم ہوا اور بجلی کے ہتھیاروں اوزاروں سے جیسے ہم رنج دیں ویسے ہی تم لوگ ان کو رنج پہونچاؤ - اور میری خدمت کرو - باب ۳۲ منتر ۹۴ - اے سپہ سالار تو اپنے ہاتھ سے تیروں کو کمان کی جانب میں لگا -

ف
کاٹ کہانیوالا

ف
لوٹ کے لئے جنگ

ف
رولانے والا

ف
پھوڑنیوالے ہو-

غلام اور انکا مارنا

لوٹ کرنا

سایہ سکھ کا گلا کاٹنا

دولت کے لئے

باز کی طرح تنے دے

لوگونکا خون پی لو-
مذہب کے مخالفونکو بھسم کر دو

ف
ایسے جلاؤ کہ ہوا
بھی نہ آوے-

اور زور سے دشمنوں پر چلا۔ باب ۱۶ منتر ۹۔ اے انسانوں جو بے حساب طرح کی عقل والا راجہ ہے جس سے بحساب جانیں پرورش پاتی ہیں۔ ایسے ہتھیار اوزار جیسے بادلونکو کاٹنے والا سورج بادل کاٹتا ہے۔ ویسے ہی وہ بڑی دولت اور دنیا حاصل کرنیکے لئے دشمنونکو مارتا ہے۔ اور تمہارے لئے دولت غلہ و مال و اسباب حاصل کرتا ہے۔ اُسکا تم ستکار کرو باب ۳۲ منتر ۹۶ (یجروید کے منتر تمام ہوئے)

ف دنیا کیلئے جنگ

راج سبھا اور رعیت پر واجب ہے کہ پرمیشور کو اور سبھا کمش (میر مجلس) کو راجا سمجھیں اور میر مجلس کے جھنڈے تلے جدہ میں میں آکر شامل ہوں۔ فوج کے بہادر جوان بھی پرمیشور اور میر مجلس اور سپہ سالار کے زیر حکم رہ کر جدہ کریں (اتہروید کانڈ ۱۵۔ انواک ۲۔ واگ ۹۔ منتر ۲) پرمیشور قتل عام کا حکم فرماتا ہے۔ اسطرح پر کہ اے دشمنوں کو مارنے والے جنگ کے قواعد سے پورے پورے ماہر بیخوف و بے ہراس بڑے جاہ و جلال والے میرے پیارے جوانمردو تم سب اپنی رعیت کو خوش رکھو ایشور کے حکمونپر چلو بذات دشمنوں کو شکست دینے کے لئے جدہ کا پورا پورا بندوبست کرو تمنے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا (لوٹا کھسوٹا) ہے تمنے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن ہشتا د بدن اور فولاد بازو ہو اپنے زور بازو سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو کے لطف سے ہماری مدام فتح رہے اور کبھی شکست نہ ہو (اتہروید کانڈ ۶۔ انو ۱۰ واگ ۹۷ منتر ۳)

یہ ہیں نرم دلی کے احکام جھوٹ سے نفرت کرنیوالوں کے جنکے دل جانورونکے ذبح کو مہاپاپ یقین کرتے ہیں۔ ہمارے شہر کے ایک ممتاز وکیل صاحب کہا کرتے ہیں کہ جسطرح اسپین سے مسلمان نکالے گئے۔ اس طرح انڈیا سے انکو نکالنا ہے۔

اب ان کے اساتذہ خاموش بزرگ کے اتباع جنکے یہاں کوئی گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال سامنے کرنیکا حکم ہے۔ انکی مقدس کتب کے احکام کا بیان نامناسب نہوگا اگر ذکر کردیں (پیدائش باب ۱۴ و ۳۴ و باب ۱۲/۳ و ۴۹/۲۲ و ۳۴/۲۵ و اعداد ۳۱/۷ و ۸ و ۱۵ و ۳۳/۵۵ و ۲۵/۶-۱۵ + استثنا ۳/۴ و ۷/۳۴ و ۲۰/۱۰ و ۱۳ و ۷/۶-۲ اعداد ۱۲ و ۶ و ۱۵/۱۳۔ و یشوع ۵/۱۴ و ۶/۲۱ و ۲۴ و ۷/۱۵ و ۲۵ و ۸/۲۴ و ۲۸ و ۱۰/۲۴ و ۱۲/۲۱ و ۵/۲۴ و ۳۰ و ۹/۱۴ و ۶/۱۲ سموئیل ۱۲/۳۱ ا تاریخ ۲۰/۳۔ سلاطین ۱۰/۱۱ و ۱۵/۱۶ و ۲۳/۱۶۔ متی ۲۴/۳۰ و ۸/۳۲ و ۱۶/۲۶ و ۶/۹ (۱) ٹھوکے سے ایک بادشاہ کے سر میں میخ گاڑ دی۔ (۲) آروں کلہاڑوں داؤنی سے چیرا اور اینٹوں کے پزاوے میں جلایا۔ (۳) شہر دہ کو پھونک دیا بتوں کو توڑا باغوں کو آگ لگادی استثنا ۱۲/۲ و ۴)

انکے مقابلہ میں اسلامی احکام کو ملاحظہ کرو۔ قَاتِلُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (پ ۲ بقرہ) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ (پ ۱۷ حج)

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (پ۱۰ توبہ) ترجمہ - لڑو اللہ کی راہ میں اُنہی لوگوں سے جو تم سے لڑیں - اور حد سے مت بڑہو - اجازت دیجاتی ہے اُن لوگوں کو جن سے جنگ کیجا رہی ہے (کہ وہ بہی جنگ کریں) اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں اور یاد رکہیں کہ اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے - تم کیوں جنگ نہیں کرتے ان لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیا اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد اور پختہ ارادہ کرلیا - رسول کے نکالدینے کا - اور اُنہی لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتدا کی -

اب ہم دعوے سے کہتے ہیں - کہ قرآن کریم کے احکام جنگ محض دفاعی اور خود حفاظتی کے طریق پر مبنی ہیں - باوجودیکہ ظالم موذی حملہ آوروں اور ابتدا کرنیوالونکے مقابلہ میں ذرائع کا حکم دیتا ہے اور وہ دشمن بہی وہ ہیں - جو ناگفتنی ظلم کرچکے ہیں - پہر بھی اپنی جماعت کو حکم دیتا ہے - وَلَا تَعْتَدُوْا یعنے دفاع میں بہی لحاظ رکہو کہ تم سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہوجائے - اور پہر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اسلام کی کوئی جنگ دولت - ملک گیری - اور خواہ مخواہ لوگونکے پامال کرنے کے لئے واقع نہیں ہوئی - کوئی آیت اللہ تعالےٰ کی کتاب میں ایسی نہیں جس میں ایسی زیادتی اور اعتدا کی ہدایت یا اجازت ہو - کوئی رشید اور سعید ہے - جو خدا ترس دل سے ان آیات طیبات کا مقابلہ کرے - بعد کی اُن لڑائی کی ہدایتوں سے جو مذکور ہوچکی ہیں -

فقرہ ہفتم - حقوق نسوان میں آریہ اور اسلام کا مقابلہ :- منو باب ۹ - شلوک ۱۹ میں لکھا ہے[1] " بدفعلی کرنا عورتوں کی عادت ہے - یہ وید میں پہلے لکھا ہے " " عورت تدبیر نیک سے محفوظ ہو تا ہم اپنی بداطواری و تلون و بیوفائی و عادات ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے " باب ۹ شلوک ۱۵ " عورتوں کی کریا منتروں سے نہیں ہے - یہ دہرم میں داخل ہے - اِندری اور منتر اِن دونوں سے عورت علیحدہ ہے دروغ کے مانند نامبارک ہے - یہ شاستر کا حکم ہے " منو باب ۹ شلوک ۱۸ " اہل مطلب سفر کرنے سے پہلے عورت کے کہانے پینے کا بندوبست کرے تب پردیش کو جائے کیونکہ بہوکھ کی شدت سے حیادار عورت بہی دوسرے مرد کی خواہش کریگی " ۷-۲ " راتدن عورتوں کو شوہر وغیرہ کے وسیلہ سے بے اختیار کرنا مناسب ہے - جو عورت لشیوں میں لگی اسکو اختیار میں کہنا چاہئے " ۹-۲ " لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑہاپے میں بیٹا - عورتوں کی حفاظت کرے - کیونکہ عورتیں خود مختار ہونیکے لائق نہیں ہیں " ۹-۳ " کنیا دان کے وقت کنیا کو نہ دیوے - تو باپ اسکا

[1] قدیم ہندوستان کی عورتونکا نقشہ ۱۲ منہ

اسکا پاپی ہوتا ہے۔ اور حیض سے فراغت ہوئی پر شوہر اُس سے جماع نہ کرے۔ تو وہ پاپی ہوتا ہے۔
اور بحالت وفات شوہر کے بیٹا اپنی ماں کی حفاظت نہ کرے تو وہ پاپی ہوتا ہی" ۹-۴ "عورت کی
حفاظت کرنے سے اپنے خاندان و اولاد و اتما و دہرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہی" ۹-۷ "حکم کر کے اچھی
آدمی سے عورت گھر میں محفوظ کیگئی۔ اسپر بھی محفوظ نہیں ہوتی" ۹-۱۲ "عورتیں صورت و عمر کو نہیں
دیکھتی ہیں۔ خوبصورت ہو یا بدصورت ہو۔ لیکن مرد ہو۔ اسی کو بھوگ کرتی ہیں" ۹-۱۴ "گھر میں
پیدائیش کے واسطے بڑی قسمت والی پوجا کے لائق گھر میں تیج استری اور لکشمی ہیں۔ ان دونوں میں
خصوصیت کچھ نہیں ہے دونوں برابر ہیں" ۹-۲۶ "عورت ظرف کی صورت ہے۔ اور تخم مرد کی صورت
ہے۔ ظرف اور تخم کی آمیزش سے بہت جسم داروں کی پیدائیش ہے" ۹-۳۳ "تخم ریزی کیوقت جیسا
تخم کھیت میں بویا جاتا ہے ویسا ہی مع اپنی صفات کے پیدا ہوتا ہے" ۹-۳۶ منتر "جسطرح گئو گھوڑا اونٹ
لونڈی۔ بھینس بکری بھیڑ انہوں میں بچہ پیدا کرنیوالی کا مالک بچہ کو نہیں پاتا۔ اسی طرح دوسرے کی عورت
میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا۔ دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا"
منتر ۴۸-۹-۴۹ "اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والے کا مطلب کرتا ہی۔ آپ
پہل کو نہیں پاتا" ۵۱ "اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہووے ایسے خیال کو
دل میں نہ رکھکر جو پیدا کیا وہ لڑکا ظرف والی کا ہوتا ہی۔ تخم سے ظرف افضل ہے" منتر ۵۲
"اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہووے۔ ایسا دل میں رکھکر جو پیدا کیا۔
اسکا حصہ دار تخم والا اور کھیت والا دونوں ہوتے ہیں" ۵۳ "تخم ہوا سے اُڑکر جسکے کھیت میں پڑا۔
اسکا پھل کھیت والا ہی پاتا ہی صاحب تخم نہیں پاتا" ۵۴- **نیوگ**: "اولاد کے نہ ہونے میں
سُسر وغیرہ کے حکم کو پاکر عورت سپنڈ سے یا دیور سے اولاد دلخواہ حاصل کرے۔ والد کا حکم پاکر
بدن میں گھی لگاکر خاموش ہوکر بیوہ عورت میں لڑکا پیدا کرے۔ سوائے ایک لڑکا کے دوسرا لڑکا
کبھی نہ پیدا کرے" ۵۹-۶۰ **نکاح ثانی**: "شراب پینے والی اور سادہوؤں کی سیوا
نہ کرنے والی اور دشمنی کرنے والی اور بیماریوں سے بھری ہوئی اور گھات کرنیوالی اور ہر روز دولت
کو نیست و نابود کرنیوالی عورت ہو تو دوسرا دواہ کرنا چاہیئے" ۸۰ "بانجھ عورت اور جس کی اولاد
نہ جیتی ہو۔ اور جو صرف دختر ہی پیدا کرتی ہو۔ ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارہویں سال
دوسرا دواہ کرنا چاہیئے" ۸۱ "جو عورت مریض ہو۔ لیکن خیر خواہ اور بامروت ہو تو اسکی اجازت سے دوسرا
وواہ کرنا چاہیے۔ مگر اسکی بے قدری ہرگز نہ کرنا چاہیئے" ۸۲ "جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے

ف

ف

ف
عورت پیج

ف

ف
نیوگ

ف
نکاح ثانی

کیا۔ اور وہ عورت غصہ ہو کر گہر سے نکل جاتی ہو۔ تو اسکو روگ کر گہر میں رکہنا خواہ خاندان کے روبرو ترک چاہیئے" ۸۳ "کشتری وغیرہ کی زوجہ شوہر وغیرہ سے محفوظ ہو اور شادی وغیرہ کاموں میں بہی ممنوع شراب کو پیوے۔ یا ناچ رنگ کے جلسہ عام میں چلی جاوے۔ تو چہہ رتی سونا ڈنڈ دیوی" ۸۴ "ایک آدمی کی پانچ زوجہ ہوں۔ ان سب میں ایک پتروان ہو۔ تو اس کے ہونے سے سب زوجہ پتروان کہلاتی ہیں" اس بات کو منوجی نے کہا ہے" ۱۸۳ "بیٹا کے وسیلہ سے اندر لوک وغیرہ کو فتح کرتا ہی۔ اور پوتا کے وسیلہ سے بے انتہا پہل کو پاتا ہے۔ اور پوتا کے بیٹے کے وسیلہ سے سورج لوک کو پاتا ہے" ۱۳۷ "پت نام دوزخ کا ہے۔ اُتر لیننے محافظ کے ہیں۔ چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے۔ اس سبب سے پتر کہاتا ہے۔ اس بات کو شری برہماجی کہا ہے" ۱۳۸ "جس آدمی کا تخم بیماری وغیرہ سے خالی ہو گیا ہی۔ اُسکی عورت میں لاولد دیور نے والد وغیرہ کے حکم سے بیٹا پیدا کیا۔ اور پہر معالجہ وغیرہ سے نطفہ کی ترقی پاکر اس آدمی نے اپنی عورت سے بیٹا پیدا کیا۔ تب اس کی دولت کے مالک کشیترج داور س نام دو بیٹے ہوئے۔ اس پر منجی کہتے ہیں۔ کہ جسکے تخم سے جو پیدا ہوا ہو۔ وہ اُس کی دولت کو پاوے" ۱۶۲ شلوک "مخنث و بیمار و وفات یافتہ اس قسم کے آدمیوں کی زوجہ میں از روئے دہرم والد وغیرہ کے حکم سے دیور وغیرہ نے جو بیٹا پیدا کیا ہے۔ وہ کشیترج کہلاتا ہے" ۱۶۷ "مخنث وغیرہ کو شادی کرنے کی خواہش ہو۔ تو شادی کر کے حسب لیاقت اُس عورت میں بیٹا کرا کے اس بیٹے کو حصہ دیوے" ۲۰۳ "براہمن سے براہمنی میں جو لڑکا پیدا ہو وہ تیسرا حصہ لیوی۔ اور کشتریا کا بیٹا دوسرا حصہ لیوے اور شودر کا بیٹا ایک حصہ لیوے" ۱۵۱ "برہمن و کشتری و دیشیہ ان تینوں ورن کی عورت میں براہمن سے بیٹا پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ لیکن از روئے دہرم کے شودرا کے بیٹے کو دسویں حصہ سے زیادہ نہ دیوے" ۱۵۴ "راجہ برہمن کی دولت کو کبہی نہ لیوی۔ مگر دیگر ورنوں کی دولت کو بحالت عدم موجودگی انکے فرزند وغیرہ مرقومہ بالا کے لے لیوی" ۱۸۹ "راجہ وقت مصیبت میں بہی براہمنوں کو خشمگین نہ کرے کیونکہ انکے غصہ کرنے سے راجہ مع فوج و سواریوں کے نیست و نابود ہو جاتا ہے" ۳۱۳ "جن براہمنوں نے اگن کو سرب بہکشی اور مہا سمندر کو کہاری اور چندرمان کو کہی روگ والا کیا ان برہمنوں کو خشمگین کرا کے کون فانی نہ ہوگا" منتر ۳۱۴ "جواری۔ داسی خواہ داسی کی داسی میں شودر سے جو لڑکا پیدا ہو وہ والد کے حکم سے حصہ پا سکتا ہے۔ یہ دہرم میں داخل ہے" ۱۷۹۔ یہ ہیں تہذیب تعلیم یافتہ قوم کے احکام۔

اصل بات یہ ہے کہ ایرانی اور ترک اور ہندی قوموں نے عورت کو نہایت حقیر غلام اور قابل نفرت شے سمجہا ہے ان قوموں کے اصول میں داخل تہا۔ کہ عورت کسی وقت بہی قابل اعتبار نہیں ہوتی۔

ف مخنث کی اولاد

ف لاحظ کرو

ان باتوں کو صفائی سے سمجھنے کے لئے فارسی زبان کے اُن مکروہ اشعار کو پڑھو جن میں عورتوں کو بہت مکروہ ناموں اور مذموم صفتوں سے یاد کیا ہے۔ اور تاکید کی گئی ہے کہ جسکا نام زن ہے۔ وہ گردن زدنی چیز کبھی بھروسہ کے لائق نہیں ہوتی۔ اپنی آتش پرستوں کے باپ یا بیٹے یا بھائی یہ آریہ قومیں ہیں۔ ضروری تھا۔ کہ ان کے نزدیک بھی خدا تعالےٰ کی وہ مخلوق جو مرد کے لئے بہترین شریک اور مونس بنائی گئی ہے ذلیل اور حقیر ہوتی۔ غور کرو حقوق نسوان میں۔

کیسی شرم اور ڈوب مرنے کی بات ہے کہ جس قوم کے گھر میں یہ ناشدنی ناپاک باتیں ہوں۔ وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں عورتوں کے حقوق کی رعایت نہیں کیگئی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا ساحت پاک ہے۔ ایسے قابل شرم کاموں سے اور ایسی گھنونی صفتوں اور پرخبث تاکیدوں سے جو عورتوں کے متعلق آریوں کی کتب مقدسہ سے مذکور ہوئی ہیں۔

اب ہم عورتوں کے متعلق قرآن کریم کی آیات لکھتے ہیں۔ اور حق و باطل میں فرق کرنے کا فیصلہ سلیم الفطرۃ غیرت مندوں پر چھوڑتے ہیں۔

مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۔ (پ نساء)	جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت حال یہ ہے کہ مومن ہو پس ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور اُنپر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پ۱۴ النحل)	جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت ہم اسے پاک ستھری زندگی عطا کرینگے اور ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں انہیں اجر دینگے۔
اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقٰتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا	بیشک اسلام والے اور اسلام والیاں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبرداری کرنیوالے اور فرمانبرداری کرنیوالیاں اور صدق والے اور صدق والیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور فروتنی کرنیوالے اور فروتنی کرنیوالیاں اور تصدق کرنیوالے اور تصدق کرنیوالیاں اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور اپنی شرمگاہوں کو نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنیوالے اور بہت یاد کرنیوالیاں۔

(پ ۲۲ - احزاب)	ایسی لوگوں کیلئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ (پ ۲۵ - زخرف)	داخل ہو جاؤ جنت میں اور تمہاری بیبیاں بڑی خوشی اور امن میں۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ (پ ۱۳ رعد)	ہمیشہ اقامت کی جنتیں اُنمیں داخل ہونگے اور انکے ساتھ اُنکے صالح باپ اور بیبیاں اور اولاد بھی۔

صرف ان آیات پر غور کرنا کافی ہے کہ آیا عورتوں کے حقوق کس طرح قایم کئے ہیں۔ اور اُنکے اعمال اور اجر کو کیسے مساوی درجہ پر رکھا ہے۔ ان پادریوں کو غور کرنی چاہیئے۔ جو نادانی یا تعصب سے اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کی روح کے لئے بقا اور خلود نہیں مانا۔ افسوس انپر اور انکے اتباع پر۔ دانشمند غور کریں۔ اس مساوات حقوق اور نگاہداشت حقوق میں اور مقابلہ کریں اُن مکروہ ہدایتوں سے جو عورتوں کے متعلق آریہ کی مقدس کتابوں سے مذکور ہوئی ہیں۔

اور سُنو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ ۲ بقرہ) (ترجمہ) اور بی بیوں کے لئے پسندیدہ حقوق ایسے ہی ہیں۔ جیسے انپر کچھ حقوق ہیں۔ ہاں مردوں کا ایک درجہ انپر زیادہ ہے۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ ۴ نساء) ترجمہ۔ عورتوں سے پسندیدہ معاشرت رکھو۔ پس اگر تمہیں ناپسند ہوں تو قریب ہے۔ کہ اگر کوئی بات تمکو مکروہ لگے تو اللہ تعالےٰ اسمیں بہت بہتری رکھہ دے۔

اور وہ آیات جن میں ہے کہ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (پ ۲ بقرہ) ترجمہ۔ عورتوں کو دکھہ دینے کے لئے مت روک رکھو۔ اور جس میں ہے۔ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ (پ ۲۸ طلاق) ترجمہ۔ ان کو ضرر مت دو۔

اور جو کچھ آریہ سماج کی معتبر کتابوں میں ہے وہ یہ ہے۔ جو اوپر دکھا آئے ہیں۔

عورتوں کے حقوق پر ایک مختصر نوٹ

نکاح کے فواید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول شخصی منافع۔ دوم نوعی مقاصد۔ شخصی منافع میں مثلاً حفظ صحت بعض بیماریوں میں۔ آرام یار و غمگسار کے ساتھہ ہونیکا۔ قوائے شہوانیہ کے اقتضا کا طرفین سے بلا مزاحمت پورا ہونا۔ ان قوائے انسانیہ کا نشو و نما جنکے باعث انسان دوسرے سے تعلق پیدا کرتا۔ یا تعلق پیدا کرتا۔ یا کسی کا لحاظ کرتا ہے۔ حلم و مروّت و بردباری کا اسی مدرسہ میں سبق حاصل ہوتا ہے۔ امور خانہ داری کی اصلاح۔ حفظ ننگ و ناموس و حفظ مال و اسباب نوعی مقاصد مثلاً حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ کیونکہ بے تحقیق نطفوں کی علی العموم

خبر گیری نہیں ہوا کرتی۔ روسی شاہی خانہ زاد اول توخصوصیت سلطنت کے باعث مستثنےٰ ہیں۔ پھر سوائے جنگی کاموں کی کیا تربیت پاتے ہیں۔ اسلئے شادی کا حکم اول تو جسمی طاقت اور مالی وسعت پر صادر ہوا ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (پ نور) اور فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (پ روم) اور فرمایا نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔

پس عورت طلاق لے سکتی ہے۔ (۱) اگر مرد اسکی نفسانی ضرورتوں کو پورا نہ کرسکے (۲) قابل ولادت نہ ہو۔ (۳) معاشرت کے نقائص رکھتا ہو (۴) نان و نفقہ نہ دیسکے۔ اسیواسطے قرآن کریم میں ہے۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا۔ اوران احکام کی عام تعمیل پر فرمایا۔ ولا تضادوھن ولا تتخذوا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ اسی طرح مرد طلاق دے سکتا ہے۔

اگر عورت تقوے کے متعلق نفسانی اغراض پوری نہ کرسکے۔ قابل ولادت نہو معاشرت کے نقائص رکھتی ہو۔ نکاح کے منافع شخصیہ اور نوعیہ کی خلاف ورزی کرتی ہو۔ بدچلنی کے باعث فساد و مزاحمت کا باعث ہو۔ پھر کبھی طلاق فوری ہوسکتی ہے۔ جیسے لعان۔ واقعی ہم بستری سے پہلے وعدہ میں۔ اور کبھی تدریجی ہوتی ہے جیسے فہمائیش۔ شروط طلاق۔ اور منصفوں کے فیصلہ کے بعد

تعداد ازواج پر۔ منع تعدد ازواج کے نقصانات نمبرا۔ عورتوں کی قتل کے واقعات ہونگے۔ جب پہلی بیبی ناپسند ہو۔ اور کوئی دوسری پسند آجاوے۔ توان بلاد و اقوام میں جن میں دوسری بیبی کرنا ممنوع ہے اور بااین قوم بہادر ہے پہلی کو مار دینگے۔ نمبر۲ خودکشی ہوگی جیسے اسٹریا کے ولیعہد کو یہ مصیبت پیش آئی۔ جب پسندیدہ بیبی بیاہنے کی اجازت قانون اور قوم نے ندی نمبر۳۔ یا بے غیرتی ہوگی۔ جیسے بعض . . . اندین کیلئے پیش افتادہ امر ہے کہ مرد دیکھتا ہے۔ اور بول بہت مضبوط رکھتا ہے۔ نمبر۵۔ یا آخر نیوگ کا فتوی ہوگا۔ جیسا آریہ میں ہوا۔ نمبر۶۔ قطع نسل بعض حالتوں میں ضرور پیش آئیگا۔ نمبر۷۔ دختر کشی کی رسم اسی سے پیدا ہوئی ہے کہ نہ لڑکیاں رہیں اور نہ مصائب پیش آئیں۔

نکتہ (۱) عورتوں مردوں میں ایک قدرتی فرق ہے۔ عورت جبر سے بھی اپنا کام . . . دے سکتی ہے۔ بخلاف مرد کے۔ اسیواسطے علے العموم عدالتوں میں زنا بالجبر کے مقدمات میں عورتیں ہی مدعی ہیں۔ نہ جوان مرد (۲) عورت کے بہت مرد ہوں۔ تو اس کی صحت قطعًا نہ رہے گی کیونکہ

کے حالات سے یہ تجربہ ہو سکتا ہی۔ (۳) اسکے نطفہ بے تحقیق کی پرورش مشکل ہوگی۔ کون ذمہ وار ہوگا۔ (۴) ایک وقت میں اگر کئی طالب اسکے پیش ہوگئے۔ تو مزاحمت اور جنگ ہوگا۔ بشرطیکہ قوم باہمت ہو (۵) قدرتی طور پر ایک عورت ایک برس میں ایک مرد کے نطفہ سے زیادہ چند مردوں کے نطفوں کے بچے پیٹ میں نہیں رکھہ سکتی۔ اور ایک مرد چند عورتوں میں اپنی بچہ یا وہ نطفہ رکھہ سکتا ہی۔ یہ قدرتی اجازت تعدد ازواج کی معلوم ہوتی ہے۔ (۶) قرار حمل میں مشکلات ہونگے۔ وضع حمل کی ضرورتیں پیش آجائیں گی۔ اور حمل کے بعد مرد کو دیانند جماع کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر کثرت ازواج نہو تو قوی مردوں کی جماعت میں انکا فتوی کون سنیگا۔ گو مجھے تو اب بھی یقین ہی کہ بیاہی آریہ لوگ جنکی ایک بیبی ہی۔ اور تندرست ہیں اس دیانندی فتوی پر عمل درآمد کم کرتے ہونگے۔ ہاں البتہ حیوانات میں خود نر حیوان اور انکی مادہ حمل کے بعد ضرور متنفر ہوجاتے ہیں۔ مگر انسانوں میں یہ نیچر.... قابل غور ہی۔

فقرہ ہشتم۔ استغفر اللہ ربی ! استغفر اللہ ربی !! استغفر اللہ ربی !!! لاحول ولا قوۃ الا باللہ ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ !!

لاحول ولا قوۃ الا باللہ !!!

کیا ہماری کتاب عام پسند ہوگی۔

ابی اللہ عن تصحیح غیر کتابہ + وکل کتاب غیرہ ذل کاتبہ

الٰہی کتابیں ہی ابتک عام پسند نہیں۔ لاہور جیسے دار السلطنت شہر میں کوئی قرآن کریم ابتک پوری صحت کے ساتھ طبع نہیں ہوا۔ نہ کوئی اعلے علمی کتاب جو الکتاب قرآن کی خادم ہو طبع ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے۔ اور یہ امر کسی مامور و مجددین کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ کہ اسکی محنت و کارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہیں۔ کہ ہزاروں ہزار جو مذہبی باتوں کو جنون یقین کرتے ہیں۔ گو ہمیشہ خائب و خاسر ہیں۔ اور مذہبی مقتداؤں میں تو وہ بھی ہے۔ جسکو کہا گیا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔ (پ ۲۹ ن)

دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتیں جنکو لوگ لکھتے ہیں۔ اور لکھتے رہینگے (انکے مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا) کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں کیونکہ وہ تمام تحریریں تیری صداقت کی گواہ رہیں گی اور دوسری دلیل یہ ہی۔ کہ تیری محنت و کوشش کا بدلہ۔ اجر۔ اسکی مزدوری تیرے

لئے غیر منقطع ابدی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مجنون کی محنت و کوشش کا تو کوئی اجر ہی نہیں ہوا کرتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ مجنون تو خلیق نہیں ہوتے۔ اور تو خلق پر کیا خلق عظیم پر ہے۔ آپ کی مقناطیسی جذب اور آپکے اخلاق ہی تھے کہ اہل عرب آپکے حکم پر اپنے خون کو پانی کی طرح بہاتے تھے۔ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ مجنون کے افعال و اقوال مثمر ثمرات خیر اور منتج کسی نیک نتیجہ کے نہیں ہوا کرتے۔ اور تیرے اقوال اور تیرے افعال کا نتیجہ تو بھی دیکھ لیگا۔ اور دوسرے لوگ بھی دیکھ لینگے۔ اور یہ کیسی سچی پیشگوئی نکلی دنیا میں صرف آپ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ ۶ مائدہ) کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ ۳۰ نصر) کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وبارك فانه حميد مجيد اسپر بھی نہ ماننے والوں نے نہ مانا پر نہ مانا۔

میں نہ مامور نہ مجدد۔ پھر میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجدد۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا پینتیس سوال کے جواب تک ہمیں موقع لگا۔ کہ ہم اپنے جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکے بلکہ ہمارے بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اسکو نہیں دیکھا۔ ہاں میرے پیارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبد الکریم صاحب نے دیکھا۔ اور کہیں کہیں بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہماری مدرسہ کے علماء کو افسوس نہ ان باتوں سے دلچسپی ہے اور نہ اپنے مجددد کاموں سے فرصت ہے کہ وہ بھی اس کتاب کو سنتے یا دیکھتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ وہ اس کتاب کو ان سعید الفطرتوں کے حق میں نافع کریگا۔ جو اُسکے علم میں ہیں۔ (غرض)

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ ہے اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کے خلق سے یہ تمام مخلوق ہے وہ ورا الورا محیط کائنات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ وَهُوَ الْاَوَّلُ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَهُوَ الْاٰخِرُ ہے۔ جبکہ یہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہے تو سوفسطائی دہریہ مسیحی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سناتن جو اللہ تعالیٰ کو علۃ۔ لابشرط۔ بشرط لا نرگن مانتا ہے۔ اور وجودی۔ نیچری۔ آریہ سماجی جسکے نزدیک اللہ خالق ارواح خالق مادہ۔ خالق زمانہ۔ خالق فضا اور انکے گن۔ کرم سبھاؤ۔ خواص افعال۔ عادات کا خالق نہیں کیوں پسند کرنے لگا۔

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ وہ متکلم ہے۔ اپنے پیاروں سے کلام کرتا ہے اسکے ارادہ و مشیت سے اسکے کام ہوتے ہیں۔ وہ کلام کرتا رہا۔ کرتا رہتا ہے۔ اور کلام کریگا۔ اُسکے کلام و تکلیم پر کبھی مہر

ہنیں لگی۔ پس جو لوگ اُسکو گم صُم۔ مانتے ہیں مثلاً برہموں اور نیچری۔ اور جو لوگ کہتے ہیں تخمیناً یا قریباً
دو ارب برس سے وہ خاموش ہے۔ اور صرف چار ہی آدمیوں سے سرشٹی کے ابتدا میں بولا تھا یا جو کہتے
ہیں کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تک بات کر کے اب خاموش ہے اور جنکا وہم ہے۔ کہ نیچ
کیطرح بے اختیار ہے۔ وہ کیوں پسند کرنے لگے۔ (۳) ہم مانتے ہیں کہ ملایکہ ہیں انپر اور اللہ تعالی کی تمام
کتابوں اور رسولوں اور نبیوں پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول
رب العالمین مانتے ہیں پھر ان باتوں کے مخالف کیوں پسند کرنے لگے۔ (۴) ہمارے نزدیک ہر ایک شخص اپنے
اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہے اور ہم عفو مغفرت۔ شفاعت بالاذن کے معتقد ہیں۔ پس ہماری باتوں سے
کفارہ کا قایل کب راضی ہوا۔ اور جو اللہ تعالی کو (کھما) عفو والا نمانے وہ کیونکر راضی ہو۔

(۵) ہم صحابہ کرام اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ابوبکر و عمر سے لیکر معاویہ
مغیرہ تک اویس قرنی و حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع عکرمہ تک اور اہل بیت میں خدیجہ و عائشہ
سے لیکر علی المرتضے اور تمام ائمہ اہلبیت کو علیہم السّلام ان سب کو بحمد اللہ اپنا محبوب اور دل سے پیارا
اعتقاد کرتے ہیں۔ قال الامام امامنا علیہ السلام۔ جان و دلم فدائے جمال محمد ست + خاکم نثار
کوچۂ آلِ محمد است +

پس رافضی۔ شیعہ۔ خارجی۔ ناصبی۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ تعامل اسلام کے منکر
احادیث صحیحہ کے منکر اور انکو تو وہ طوفان کہنے والے کب پسند کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ معمولی کتب
تواریخ بلکہ امور تاریخیہ۔ لغت و کتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہیں باوجودیکہ اختلاف روایات
اور باہمی تعارض و تناقض و اضعف و قوت کا تفرقہ انمیں بہی ہے۔ اور یہ علوم بہی ابتک کسی
ایک مجموعہ یا کتاب میں محدود نہیں۔ قفی نبکر جیسا مشہور و معروف قصیدہ صدہا اختلاف اپنے اندر
رکھتا ہے۔ اور صرف جیسا محدود علم کسیکے احاطہ میں نہیں اما احد نہ کوئی کتاب دعوی کرتی ہے کہ
اس میں سب صرف و نحو کے مسایل آگئے۔ ہم ائمہ تصوف۔ ائمہ فقہ۔ ائمہ۔ حدیث۔ ائمہ کلام کی تعظیم و تکریم
کو ضروری یقین کرتے ہیں۔ اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المومنین مانتے ہیں ہاں ان لوگوں کے
آثار باقیہ۔ فتوح الغیب و فتح الربانی للسید الشیخ عبد القادر الجیلانی عوارف للشیخ شہاب الدین
السہروردی جسکو میرے ابن عم حضرت فرید الدین گنجشکر چشتی ہمیشہ اپنے درس میں رکھتے تھے اور وہ نسخہ
جسپر حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا۔ ابتک جمالیوں میں موجود ہے۔ منازل السائرین۔ شرح مدارج
السالکین۔ طریق الہجرتین۔ مجمع الفوائد و زاد المعاد شیخ الاسلام الشیخ ابن قیم فصل الخطاب لخواجہ محمد پارسا

مکتوبات لشیخ مشائخنا المجدد احمد السرہندی - وفتوحات مکیہ لابن عربی الکتاب الصحیح للامام البخاری
الموطا لامام دار الہجرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ائمہ
فقہ وحدیث وتصانیف امام محمد الشیبانی وطحاوی الامام للشافعی محلی اور فصل لابن حزم السنن الکبریٰ
للبیہقی - ورأ تعارض العقل والنقل - والرد علی المنطقیین ومنہاج السنۃ للشیخ الاجل رئیس
المتکلمین والفقہاء والمحدثین والمفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحرانی والمطالب العالیۃ للامام
الرازی - فتح الباری - لابن حجر فتح القدیر وتحریر لابن ہمام - اور تمام تصانیف حافظ ذہبی - جیسے
دول الاسلام - میزان وتذکرہ وغیرہ - حجۃ اللہ البالغہ لشیخ مشائخنا شاہ ولی اللہ دہلوی - نیل الاوطار
لشوکانی الیمنی موجود ہیں - منصف خدا پرست دیکھ لے - انہیں کیساتھ ہیں ابن المنذر ابن قدامہ ابو یعلی -

میں اللہ تعالے کو گواہ کرتا ہوں - اور میں سچے دل سے علی وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہوں -
کہ بے ریب یہ لوگ مصداق تھے - وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا
بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ کے (پ ۲۱ سجدہ) اور ان کی دعائیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (پ ۱۹ فرقان)
ضرور ہی قبول ہوئیں پس بڑے ہی بے نصیب ہیں وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہیں اور إِنِّي
جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (پ ۱ بقرہ) کے بھید سے ناواقف ہیں - انکی عملی حالتیں خود انپر ملامت
کرتی ہونگی - اگر فطرت سلیمہ باقی ہے بحمد للہ ہم نے ان سب کے اسفار طیبہ کو خوب غور سے پڑھا ہے - اور
ہم علے بصیرۃ اس نتیجہ پر پہونچگئے ہیں - کہ یہ سب لوگ خدا تعالےٰ کے برگزیدوں میں اور ہادیوں
میں سے تھے - ہم نے لغت میں بخاری - اصمعی - ابو عبیدہ - مفردات راغب - نہایہ - مجمع البحار اور لسان
العرب اور صرف ونحو میں سیبویہ - ابن مالک - ابن ہشام اور سیوطی - اور قرأۃ میں شاطبی اور ابو عمرو دانی
اور معانی وبیان میں عبد القاہر جرجانی مصنف دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ اور سکاکی مصنف مفتاح
العلوم اور ادب میں اصمعی اور تفاسیر میں روایۃً ابن جریر - ابن کثیر - شوکانی کی فتح القدیر اور درایۃً
اور روایۃً دونوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ اور فقط درایۃ میں تفسیر کبیر کو ائمہ سلف کے بعد انتخاب
کیا ہے - قریب زمانے کے ہندوستانیوں میں جو اصحاب تصنیف گذرے ہیں انمیں صاحب حجۃ اللہ البالغہ
اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ کو میں ممتاز الشان اور صافی الذہن جانتا ہوں میں حضرت مسیح کی
وفات کا قائل ہوں - اور میرا کامل یقین ہے - کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچکر اپنی موت سے مرچکے - اس
امت میں أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ - مغضوب اور ضال - تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں - پس وہ مسیح
موعود علیہ السلام بھی موجود ہے - جس نے ہم میں نازل ہونا تھا - وہ مہدی معہود اور اس وقت کا

امام بھی ہے۔ اور انہی میں موجود ہے۔ وہ اختلافوں میں حَکَم۔ ہم نے اُسکی آیات بینات کو دیکھا۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جزا سزا حشر اجساد جنت و نار اپنی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر اُسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے اپنے مقتداؤں میں ابن حزم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اسکی تائید میں صرف دو قول یہاں لکھتے ہیں۔ اول ایک شخص اہل اللہ میں سے بڑے راستباز۔ صالح۔ اور ثقہ امین انکا نام عبد اللہ الغزنوی کر کے ہمارے ملک پنجاب میں مشہور ہے۔ ہمارے امام علیہ السلام نے ان کو خاتم النبیین رسول رب العالمین نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شکل پر رویا میں دیکھا ہے۔ اور یہہ بسبب انکی کمال اتباع سنت کے تہا۔ وہ بہت خوبیوں کے جامع اور علمی و عملی حصہ میں اللہ تعالےٰ نے انکو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہوا تہا۔ انہوں نے ابن حزم کے بارے میں توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال میں لاتے ہیں۔ اسپر عبد اللہ المرحوم کو الہام ہوا۔ ہاں میں اسوقت تک عبد اللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہوں۔ اور اسی یقین پر اس الہام کو شائع کرتا ہوں۔ ؎

گفتگوئی عاشقاں درباب رب — جوششِ عشق ست نے ترکِ ادب
ہر کہ کرد از جامِ حق یک جرعہ نوش — نے ادب ماند دروے نے عقل و ہوش
ہاں وہاں ترکِ حَسَد کن باشہاں — ورنہ ابلیسے شوے اندر جہاں
بادمِ شیرے تو بازی مے کنی — با ملائک ترک و تازی میکنی

اس کہانی کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کوچہ کندی گراں کے پاس بہی ہے اور اُسکا نام عبد الحق ہے وہ بھی حُسن ظن کے قابل ہیں ولا اذکی علے اللہ احدًا دوم حضرت امام سیوطی رحمہ نے اپنی بے نظیر کتاب الاشباہ والنظائر کی جلد سوم صفحہ ۳۱۰ میں لکھا ہے۔ قال فیہ جواب سائلی سال عن حرف لو لشیخنا وسیدنا۔ الامام۔ العالم۔ العلامۃ۔ الاوحد۔ الحافظ۔ المجتہد۔ الزاھد۔ العابد القدوۃ۔ امام الائمۃ۔ قدوۃ الامۃ۔ علامۃ العلماء۔ وارث الانبیاء۔ اخر المجتہدین اوحد علماء الدین۔ برکۃ الاسلام۔ حجۃ الاعلام۔ برھان المتکلمین۔ قامع المبتدعین ذی العلوم الرفیعۃ۔ والفنون البدیعۃ۔ محی السنۃ۔ ومن عظمت بہ علینا المنۃ۔ وقامت بہ علے الاعداء الحجۃ۔ واستبانت ببرکتہ وھدیہ المحجۃ۔ تقی الدین ابی العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمۃ الحرانی منارہ۔ وشید من الدین ارکانہ اہ۔

باانیکہ یہ فقرہ ہشتم نور الدین میں موجود ہے۔ پہر بہی ایک سلفی رکہتا ہے۔ کہ کتاب سلف کے خلاف ہے اور اتنی بہی عقل اسمیں باقی نہیں کہ صحیح مسلم والے مضمن حدیث پر بحث کرتے کسکو مبتدع فرما رہے

ہیں۔ اور وہ مبتدع امام بھی ہے۔ کہ نہیں۔ اور اصح الکتب والے رحمہ اللہ بعض الناس کہہ کر کیسر زدیں مارتے ہیں اور وہ بعض الناس امام ہیں کہ نہیں۔ ایک اور فرماتے ہیں کہ مرزا کو مجموعہ انبیا بناتا ہے حالانکہ اس کا جواب کیسا صاف ہے۔ کہ مرزا کو نہیں۔ غلام احمد کو۔ گس طینت انسان ہو تو بھی جب وہ ناپاک پر بیٹھے ہے۔ شیریں حصہ پر توجہ کرے۔

فقرہ نہم ہمارا آریہ سماج سے کیا اختلاف ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب سے زیادہ تر اسلام کے اور اسلام میں سے مرزایوں کے خطرناک دشمن ہیں۔ اول ہم مسلمان اللہ تعالےٰ کو ارواح۔ مادہ اور اسکے اجزا اور انکے گن کرم سبھاؤ کا خالق مانتے ہیں۔ اور آریہ سماج باینکہ اللہ تعالیٰ کو سرب شکتیمان (وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور باینکہ دیانندجی نے بہت جگہ مانا ہے۔ کہ یہ اشیار جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ لینے ہو کر سامرتھ یعنی الٰہی طاقت میں رہجاتی ہیں مانتے ہیں۔ اور پھر بھی ارواح و مادہ عالم کو غیر مخلوق کہتے ہیں۔ دوسرا اختلاف ہمارا ان سے یہ ہے کہ وہ جناب الٰہی کو دیالو اور کرپالو (دکھیا) والا تو مانتے ہیں۔ مگر باایں عفو و درگذر اور شفاعۃ کے منکر ہیں۔ تیسرا مسئلہ تناسخ کا اور چوتھا مسئلہ جس میں ہم ان سے اکٹھے ہیں نبوت کا ہے۔ مگر وہ اس بات کے قایل ہیں کہ چار رشیوں کے سوا خدا کسی سے نہیں بولا۔ اور ہم اس تحدید کے قائل نہیں۔ پنجم ایک اخلاقی مسئلہ **نیوگ** کا ہے وہ اسبات کو مانتے ہیں۔ کہ نطفہ کسی کا ہو۔ تو بیٹا کسی دوسرے کا حقیقۃً ہو سکتا ہے! بلکہ ہوتا ہے!!۔ اور ہم کہتے ہیں کہ جسکا تم بیٹا قرار دیتے ہو۔ نہ اسکے خط و خال اسمیں ہیں نہ وہ قویٰ نہ اسکا نطفہ نہ اسکے عادات اور یہ امر **اَسَتْ** ہے کیا۔ ہم خچر کو گھوڑے کا بچہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ گو کہ گھوڑی ہی سے پیدا ہوا۔ ان امور خمسہ کے سوائے انکو ہم سے یا ہمکو انسے کیا اختلاف ہے۔ یہ تو دیانندجی اور اسکے بعد آریہ مسافر اور تارک اسلام کی غلطی ہے کہ کہیں ہمارے خدا کو گالیاں دیں۔ جو انکا بھی وہی خدا ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں تو انکی ان محنتوں کا شکریہ کرتا ہوں جو انہوں نے شرک کے خلاف کیں۔ ہاں ایک چھٹا اختلاف بھی ہے کہ میں عملی طور پر برہمن سے لیکر چنڈال تک سید اور متقی سے لیکر رنڈیوں تک سب کا سچے دل اور پریم سے علاج کرتا اور انکا بھلا چاہتا ہوں۔ اور آریہ سماج عملی طور پر مسلمانوں کو بہت ستاتی اور دکھ دیتی ہے۔ اسکا ثبوت میں نے خود دکلا میں اپنی ذات پر تجربہ کیا ہے۔ حالانکہ میرے ایسے وکیلوں پر حقوق تھے۔

فقرہ دہم آریہ سماج سے مباحثہ مشکل بھی ہے۔ اور آسان بھی۔ آسان تو اسلیئے ہے کہ حق حقیقت اور ست اپنے ساتھ خود ایک روشنی اور صداقت رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ اور راستبازوں کی کتابیں اللہ تعالےٰ کا نظام قدرت حقیقی سائنس سچا فلسفہ پاک وجدان اور فطرت سلیمہ حق کے پیچھے

معیار صداقت

گواہ ہیں اور انکے اصول میں چوتہا اصل کہتا ہے کہ سچ حق کو مان لیں اور ناحق کو ترک کردیں۔ اور مشکل
اسلیئے ہے کہ آریہ سماج مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہوئے اسلام کی جس کتاب سے چاہیں گو وہ خبیث کتاب
بہاردانش کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ اعتراض کو جڑ دیتے ہیں اور اسکے ساتھ بہت سی گالیاں دیتے ہیں اور جب
تحقیق اور حق ثابت کرنے کیلیئے ہم الزامی جواب دیں اور الزامی جواب بہت مفید ہوا کرتا ہی کیونکہ سامع
کا دل حقیقی الزام سے اپنی باتوں اور معتقدات کے مطالعہ اور تنقید کیطرف بے اختیار متوجہ ہوجاتا اور
اضطرارًا حق کی تلاش اور پیاس اُسکے دل میں پیدا ہوجاتی ہے۔ غرض جب ہم انہیں الزامی جواب دیں
تو اپنی مسلمہ کتابوں پر بہی ہاتہ صاف کرتے اور سب سے انکار کردیتے ہیں۔ اس صورت میں ہم اس قوم
کے لیئے الزامی جواب کہاں سے پیدا کریں۔ تمام آریہ ورتی تفاسیر وید کو خود غلط کہتے ہیں۔ مطلب کے
خلاف کوئی امر ہو۔ تو منو اور رامائن اور مہابہارت کو بہی لغو اور محرف بتلاتے ہیں۔ ہمیں امید تہی کہ مہارشی
دیانند کے تفاسیر اور انکی علم کلام کی کتاب ستیارتھ پرکاش اور انکی بہومکا۔ اس مباحثہ کے راستے کو بہت صاف
کردیگی۔ ہمنے خود سو سے زائد روپیہ صرف اس حق کی جستجو کیلیئے اور حق کے سمجہانیکے لئے مہارشی دیانند کے
بہاش اور ستیارتھ اور بہومکا پر خرچ کیا۔ اور تینوں کی بمشکل پڑہا اور سنا۔ اور قریب تہا کہ ہم ایک بڑی بسیط
کتاب اس مذہب کے مقابلہ پر لکہتے اور ایک جلد تصدیق کی شایع بہی کی۔ لیکن اس کتاب کے بعد ہی ہمیں یہ صدا
پہونچی کہ ستیارتھ پرکاش غلط ہے اور اس میں پوپونکی لیلا ہی۔ حالانکہ چہپوانے والے ایک اجا اور اسکے مہتمم دیانند
جی کے ششش تہے۔ آخر ہمیں سکنڈ اڈیشن خریدنی پڑی۔ وہ ہم ابہی پوری پڑہ اور سُن بہی نہ چکے تہی کہ
آواز آئی کہ اس میں بہی غلطیاں ہیں۔ پہر ۱۸۹۱ء میں ہمیں بڑی مایوسی ہوئی۔ جبکہ بڑی بڑی آریہ سماج
کے مہاتما لوگوں نے یہ شایع کردیا کہ لیکہرام آریہ مسافر نے ثابت کردیا ہی کہ دیانندجی کے بہاش میں ناگری
ارتھ اور بہاؤ ارتھ غلط ہیں۔ اسلیئے قابل حجت نہیں۔ انمیں مہتممان مطبع کی شرارت ہے۔ ہم آریہ مسافر
کے علم۔ عقل۔ فراست۔ سنسکرت اور ویدک دانی کو بہی خوب جانتے تہے۔ جنہوں نے مہابہاش کی
غلطیاں نکالیں اور اسبات کو بہی خوب جانتے ہیں۔ کہ دیانندجی ۱۸۸۰ء کے اردگرد بمقام لاہور رتن چند
کی کوٹہی پر اپنی سوانح عمری لکہوا رہے تہے۔ اسوقت وہ نہایت لطیف برج بہاشا بولتے تہے۔ میرے
جیسا مسلمان پینتیس پشت کا مسلمان بہی اس بہاشا کو خوب سمجہتا تہا۔ پہر ہمارے بعض دوست
آریہ سماجی وکیل بہی اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ یہ باتیں ہماری مشاہدہ کی ہیں اور یہ بات ظاہر ہی کہ دیانند
جی جب اپنے وطن سے نکلے ہیں تو بچے تہے۔ اور سالہا سال راجپوتانہ اور ممالک مغربی شمالی ہندو پنجاب
اور بمبئی کلکتہ کی سیر کرتے رہے اور اسی میں عمر گذاری۔ بایں ہمہ کیا سوامی جی ایسے کودن تہی کہ وہ بہاشا

۱؎ دیکہو منشی رام جگیاسو کا ترجمہ رگوید بہومکا صفحہ ۶ و ۷ ۱۲ منہ

بھی نہیں جانتے تھے۔ اور ایسے غبی اور ابلہ تھے۔ کہ طبیع کی مہتمان کی شرارت کو بھی نہ سمجھ سکے۔ اور ہمارے جیسے غریبوں کے ہزاروں روپے بھی تباہ کئے۔ اور پھر اس قوم کی کیسی بدقسمتی ہے۔ کہ لاکھوں روپیہ جمع کیا۔ مگر کامل تفسیر ویدوں کی نہ لکھ سکے۔ پھر قوم کی بدقسمتی سے مالنس اور اُسکے خلاف۔ شُدہی اور اسکے خلاف ایسا تفرقہ ہوا۔ کہ اب ایک دوسرے کے تراجم بھی ناقابلِ اعتبار ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ بہت سارے شریف الطبع اور عاقبت اندیش آریہ اس دُکھ کو محسوس کرتے ہونگے۔ جو بیان کیا ہے۔ اور امید قوی ہے کہ قوم کے ہمدرد وید کی صحیح تفاسیر شائع کرینگے۔ کیونکہ سچا مذہب خواہ مخواہ کے تحکم اور دھینگامشتی سے تو پَیر جما نہیں سکتا۔

فقرہ یازدہم

دہرمپال کی تہذیب کا نمونہ۔ ان ناشایستہ اور تہذیب کُش باتوں کے لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی۔ کہ پنڈت سوامی دیانند نے اپنی تحریروں میں دعوےٰ کیا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کو بُرا کہنا اُنکا شیوہ نہیں۔ اور بدتہذیب شخص کو وہ بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ اس نامعقول منقول سے ہمیں دُکھانا منظور ہے کہ خود پنڈت جی اور اُنکے سرگرم چیلے کسقدر پابند اُن ہدایات کے ہوئے ہیں۔

اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے کہ اباطل سے جنگ کرنے کے وقت اسکے قابلِ اکرام معبودوں اور معظم مقصودوں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیئے۔ جیسے فرمایا۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (پ انعام) ترجمہ تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو وہ اس کے عوض میں جہالت اور زیادتی سے اللہ کو گالی دینگے۔ اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں محض برہنہ ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں۔ کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ انہیں نہیں۔ ہاں انکے وکیلوں اور حامیوں کے مُنہ میں لاریب سیاہ زہردار کوبرہ کی دو شاخی زبانیں۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ دوسروں کی عیب چینی کریں۔ اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف و اسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اگر مذاہب اور ملل سپر اتفاق کرلیں کہ تمام حامیان دین اپنے مذہب و کتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اکتفا کریں اور اس سے تجاوز نہیں کرینگے۔ تو یقیناً اس میدان میں گوئے سبقت قرآن کریم کے ہاتھ میں ہے۔

الغرض جوشیلے نو تعلیم یافتہ دہرمپال کی شیریں کلامی کا نمونہ مُشتے از خروار ملاحظہ ہو۔ ذرہ

سی ساٹھ صفحہ کی کتاب اور اس میں **دہرمپال کے ناپاک الفاظ یہ ہیں**۔ اور وہ بہی مختصر

"جب قرآن کے ریگستانی مسایل میری پیاس کو نہ بجھا سکے۔ جب قرآن کی خلاف از عقل باتیں میرے بیقرار دماغ کو کچھ تسکین نہ دیسکیں۔ قرآن کے بہت سے وحشیانہ اور ظالمانہ مسایل میرے نرم دل کو تسکین نہ دے سکے۔ جب قرآن کی ادنےٰ درجہ کی تعلیم میرے اعلےٰ خیالات کا ساتھہ نہ دیسکی" صفحہ ۶

"جب میں اس وادیٔ ظلمت سے ادہر ادہر ہاتھہ مار کر حیران و سرگردان ہو رہا تہا۔ میں عرب کے ریگستانوں سے نکلکر گنگا اور جمنا کے کنارے پر آیا۔ چاروں طرف عربی ریگستان کے مسایل سے خشک شدہ دل اور دماغ ہی ہنیں ہیں" صفحہ ۷ "میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجہ پر پایا" صفحہ ۹

"افسوس ہے ایسی گپوں کے لئے جبرائیل کے پر تہکائے جائیں" صفحہ ۷ "میں نے عرصہ دراز تک قرآن کی چہان بین کی مگر مجہے موتیوں اور جواہرات کی بجائے پتھر اور کنکر ہی ملے" صفحہ ۱۰۔

"قرآن اور روحانیت کو دو متضاد سمتوں میں چلتے دیکہتا ہوں" صفحہ ۱۱ "قرآن ایک معمولی مستند کتاب سے بہی نیچے گرا ہوا ہے" صفحہ ۱۱ "ایک مہذب شخص کی معمولی کتاب سے بہی نیچے گرا ہے" صفحہ ۱۱

"قرآنی قلعہ کو قرآنی بارود نے ہی اڑا دیا ہے" صفحہ ۱۱ "الہٰی کلام کا دم بہرنیوالی کتاب میں ایسی ایسی لغویات کا ہونا سخت قابل اعتراض ہے" صفحہ ۲۱ "میرے خیال میں حوریں محض قرآنی بیوہ ہیں" صفحہ ۲۳ "قرآن میں دو تین باتوں کے دہرانے کے سوا اور کچھ دماغ کے اندر سے نکل نہیں سکا۔ آخر انسانی دماغ۔ انسانی دماغ ہی ہے" صفحہ ۲۳ "یہ سب نادانوں کی باتیں ہیں" صفحہ ۲۶

"افسوس ہے ایسی الہامی قصو نپر اور افسوس ہے۔ ایسے الہامی گپو نپر" صفحہ ۳۵ "مگر قرآن نے اپنے بڑے بہائی سے (پران) ذرا قدم آگے رکہا" صفحہ ۳۶ "افسوس ہے کہ قرآن جیسی ام الکتاب بجائے الہامی کتاب ہونے کے اس قسم کی گپوں سے ام الگپاپ بن رہی ہے" صفحہ ۴۰ "بہشت کے بارے میں جو قرآن کی تعلیم ہے۔ وہ اور بہی مکروہ اور گہناونی ہے۔ سچ پوچھو تو قرآنی تعلیم نے بہشت کو وہ خراب خانہ بنا دیا ہے کہ جہاں جانا بہلے مانسوں کا کام تو ہرگز ہنیں ہے" صفحہ ۲۶ "مگر میں اتنی بڑی گپوں اور خلاف از قانون گپوں کو ہرگز ہنیں مان سکتا" صفحہ ۳۴ "یہاں تو پرانوں سے بہی بڑہکر لیلا موجود ہے" صفحہ ۴۳

"الہامی گپوں کا گہر ہے" صفحہ ۴۴ "قرآن اور پران ہم وزن ہونیکے علاوہ فرضی قصوں کہانیوں سے کسقدر بہرے ہیں۔ سچ پوچھو تو دونوں سگے بہائی ہیں اور دونوں ہی زمانہ جہالت میں پیدا ہوئے" صفحہ ۴۶ "مگر قرآن کا بخیہ معلوم نہیں کون ادہیڑ دیگا" صفحہ ۴۸ "ماننے والے

بھی ہوں تو اہل قرآن ہی ہوں جو پہلے قانون قدرت اور عقل سلیم کو پاگل خانے کے داروغہ کے ہاتھ گردی کردیں" صفحہ ۳۵ "خدا فریب کرتا ہی۔ دہوکہ بازی کرتا ہی" صفحہ ۱۴۔

"خدا بڑا لڑاکا ہے" صفحہ ۱۴ "اس سے بڑھکر کروہ تعلیم اور کیا ہوگی" صفحہ ۱۵ "کیا خدا کی غفاری قیامت کے دن اُڑ جائیگی۔ اور سنگدل ہوجائے گا۔ مگر خدا کے کان بہرے ہوگئے ہیں کچھ نہیں سُنتا صفحہ" ۱۵-۱۶ "خدا کو شیطان کا شیطان بنا دیا گیا ہے" صفحہ ۱۷ "خدا بھنگڑونکا بھنگڑا جہاں بھنگی بھنگ پیکر ایک دوسرے کو مخول کرتے ہیں وہاں خدا بھی بیچ میں آکودتا ہی۔ اور ویسا ہی بھنگڑا پن شروع کر دیتا ہی" صفحہ ۱۷ "قرآن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکی روح ایک عورت کے رحم میں بھی جا سکتی ہے اور خون حیض کہا سکتی ہے۔ اور نو مہینے غلاظت میں پڑی رہ کر برسوں تک انسانی جامہ میں ہوکر بذریعہ پہانسی نجات پاسکتی ہے" صفحہ ۱۶ "یہ کتنی بڑی گپ بلکہ گپ کا بہائی گپوڑا ہے" صفحہ ۴ "بہلا خدا بھی کنکریاں روڑے مارا کرتا ہی۔ روڑی مارنا نادان بچوں کا کام ہے نہ کہ عقلمندونکا" صفحہ "خدا خود دوزخ میں جاوے" صفحہ "عورتوں کو محض جذبہ مخصوصہ کی سیری کا سامان تصور کیا گیا" صفحہ ۵۵ "معلوم نہیں عربی خدا نے عربوں کی کیوں تقلید کی" صفحہ ۱۸ "کیا وہ پاگل ہوگیا تہا" صفحہ ۱۸ "اب سزا کس کو ملے۔ خدا کو یا شیطان کو" صفحہ ۱۰

"اب خدا کو دوزخ میں ڈالا جاوے۔ یا جسنے خدا پر یہ من گھڑت الزام لگائے" صفحہ ۲۰ "چاہیئے کہ خدا خود دوزخ میں پڑے انکے سمجھانے کو نبی بھیجنا سراسر حماقت ہے" صفحہ ۲۰ "اس کے حضور خاصہ اورنگزیبی دربار لگا ہی" صفحہ ۲۰ "مذکورہ بالا چند باتیں قرآنی خدا کے بارہ میں ہیں جنکو پڑہکر قرآنی خدا کا اندازہ لگ سکتا ہے کہ وہ کیا بلا ہی۔ اور کس دماغ نے اسکو گھڑا ہی" صفحہ ۲۱ "خدا کی اور کند ذہنی دیکھیے۔ قرآن میں آدم کی بیوی کا نام بھول" صفحہ ۲۲ "خدا بھی فصلی بٹیروں کی طرح ایک خاص موقع پر ادنے گھر میں ہوتا ہے" صفحہ ۳۳ "گپ ہانکدی ہی" صفحہ ۳۹

"قرآنی بابا آدم کوئی نئی بلا نہیں ہے" صفحہ ۲۱ "آدم کی بیوی کیونکر پیدا ہوگئی۔ خدا کے ہاں سے نطفہ نازل ہوا یا کسی فرشتے نے آدم کو حمل ٹہیرایا۔ کیا پہر آدم کا بچہ دان گم ہوگیا اب آدم کو مذکر کہیں یا مؤنث" صفحہ ۲۲۔

فقرہ دوازدہم

ہماری مکرم معظم دوست سید تفضل حسین ڈپٹی کلکٹر جب آخری اوراق چھپ رہے تھے۔ قادیان میں تشریف لائے۔ اور اس رسالہ نور الدین کو پڑہا۔ اور فرمایا۔ کہ سوال نمبر ۲۸ کا جواب ادہورا رہ گیا۔ مینے عرض کیا کہ ہر ایک پہلو پر گفتگو

کرنا۔ اوراس میں توسیع اس مختصر رسالہ کی شان نہیں۔ اکملت لکھا اور اتممت کی صدائے کیلئے
انسان کامل چاہیئے۔ مگران کی خاطرایک طرف اور دیباجہ کا آخری صفحہ خالی نظر آیا۔ ایک طرف
اسواسطے یہ چند سطور گذارش ہیں:۔ "سوال ہے کہ اسپین۔ افریقہ اور ہند مسلمانوں کے ہاتھ سے
نکلگیا۔ اگر اسلام کے لئے ملایکہ کا نزول ہوتا ہے۔ توکیوں اسوقت جب یہ بلاد ہاتھ سے نکلے فرشتہ
نازل نہ ہوئے" میں کہتا ہوں۔ اسلام سچ۔ قرآن کریم سچ ہی۔ پس جو کچھ ہوا قرآن کی تصدیق
ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (پ) ترجمہ۔ پھر کیا ہم نے تمہیں اس زمین میں جانشین ان پہلی قوموں کے
بعد انجام یہ ہوگا۔ کہ ہم دیکھیں گے تم کسطرح کے عمل کرتے ہو اور عملوں کے متعلق تو بڑی بحث ہی کہ وہ کیا
کیا عمل ہیں جنسے اللہ تعالے راضی ہوتا ہی۔ اور ملک بخشتا ہے۔ اور انکی تفصیل ایک مجلد چاہتی ہے۔
مگر اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور وحدۃ کو پسند فرماتا ہی۔ وحدۃ ہی پر بڑے بڑے انعام مرتب فرماتا
ہے۔ مسلمانوں کو اُس نے اول تو ارشاد فرمایا ہے۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (پ آل عمران) ترجمہ۔ الٰہی رسن (قرآن) کے ساتھ اکٹھے ہوکر
اپنا بچاؤ کرو۔ اور الگ الگ نہونا۔ اس آیت کریمہ میں ایک حکم ہے۔ کہ ایسا کرو۔ اور دوسری
نہی ہے کہ ایسا نہ کرو۔ امر وحکم میں ارشاد ہی کہ ایک ہوجاؤ۔ پس شخصی وحدۃ تو یہ تہی کہ ہر ایک انسان
کا دل وزبان اور اسکے تمام اعضا میں باہم وحدۃ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ دل میں کچھ ہی۔ اور زبان پر کچھ
اور آنکھ کچھ اشارہ کرتی ہے اور اعضاء کچھ اور کہتے ہیں اور قومی وحدۃ یہ تہی کہ باہم ایسے تنازع
نہ ہوتے۔ امانت جسے رعایا کہتے ہیں عام تکلیف نہ پہونچتی۔ بلکہ اس امانت الٰہیہ کو ہرطرح آرام
وراحت ملتی۔ اور خود غرضی اور لالچ دنیا جو اس کل خطیئۃ ہے۔ پھوٹ کا موجب نہوتا
مگر اس اسلامی حکم پر عملدرآمد نہ ہوا۔ تو حسب فرمان الٰہی۔ جو قرآن میں ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا
وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (پ۔ انفال) اس کا معنے ہے اور آپس میں تنازعہ مت کرو۔ اگر کروگے
تو پھسل جاؤگے۔ اور تمہاری ہوا۔ (قوت۔ طاقت۔ رعب۔ نفاذ حکم) بگڑ جائے گی۔ سو حکم کی خلاف
ورزی کا صحیح نتیجہ نکلا۔ نہی کا منشا تھا۔ کہ باہم پھوٹ نہ کرنا۔ پس جب نہی کی خلاف ورزی ہوئی۔
اس کا ثمرہ ملا۔ اب بہی بعض ریاستیں صرف اسلئے قائم ہیں کہ برباد شدہ ریاستوں کی وجوہ
بربادگی بیان کریں۔ مگر اسلامی یک جہتی۔ وحدۃ کتاب۔ وحدۃ کلمہ۔ وحدۃ اعمال ضرور
اور ظہور امام واحد یقین دلاتا ہے۔ کہ بہار کے دن ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

کیا روز افزوں ترقی کو ہر روز ہم نہیں دیکھتے ۔ دیکھتے ہیں ۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں ۔ کہ اسلام کا انجام بخیر ہے ✤

نورالدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال نمبر ۱۔ از طرف تارکِ اسلام

خدا کو معمولی آدمی تصور کر کے اسمیں منجملہ چند صفات حسنہ کے وہ تمام صفات بھی بھرے ہوئے دکھلائے گئے ہیں۔ جو کسی ادنے سے آدمی میں پائے جاتے ہوں۔

مثلاً۔ مکار۔ فریبی۔ مکاروں کا مکار۔ فریبونکا فریبی۔ اس کا ثبوت ہے۔ و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۳/۱۳۔

الجواب

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کے متعلق اعلےٰ درجہ کے صفات اور اسمائے حسنے بیان کیے گئے ہیں۔

	آیت	ترجمہ
۱	لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ۲۵/۳	ترجمہ اللہ کی مانند کوئی شے ہی نہیں۔
۲	لَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ ۱۴/۱۶	اللہ تعالےٰ کیلئے مثلیں نہ بنایا کرو۔
۳	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ۲۷/۱۸	تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی تقدیس کر۔
۴	سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ۳۰/۱۲	تو اپنے اعلےٰ رب کے نام کی تقدیس کر۔
۵	فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ ۳۰/۲۵	بے عیب۔ پاک اپنے رب کی تنزیہ کر ساتھ اسکی حمد کے
۶	وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ۹/۱۲	اللہ کے اچھے نام ہیں تو اُسے اُن ناموں سے پکارا کر
۷	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔	ہر قسم کی حمد اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کے ابتدا میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ[۱] لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

اور قرآن کریم کے آخر میں ہے۔

---

[۱] سب صفات کاملہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سارے جہانوں کا رب۔ بے مانگے دینے والا۔ اور محنت کو نہ ضائع کرنے والا۔ مالک وقت جزا و سزا کا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۱﴾ اور
بالکل آخر میں ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۲﴾
جائے غور ہی کہ ایک کتاب جو خدا تعالیٰ کی نسبت ایسے پاک اور بے عیب اسمار اور خوبصورت صفات
کے اطلاق اور منسوب کرنے کی تعلیم دے۔ ایک عقلمند کیونکر تصور میں بھی لاسکتا ہی۔ کہ وہی کتاب اُسی
قدوس خدا کی نسبت مخالف اپنے اندر ایسے اسمار اور صفات مندرج کرنا گوارا کریگی جو اسکی اس تعریف
اور تحدید سے سخت مخالف اور مناقض پڑی ہوں۔ جو اس نے خدا تعالےٰ کی ذات کی نسبت کی اور ایک
جہان کو اسکی طرف دعوت کی ہی۔ لِلّٰہِ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا۔ ایک عظیم الشان امر ہی جس کی
پابندی تمام دنیا سے چاہی گئی ہے باایںہمہ وہی کتاب پسند کرتی ہے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ اپنی
دیوانگی کا ثبوت دیتی ہی کہ خدا کو گھنونے اور ناپاک ناموں سے بھی پکارا کرو؟
ایسی صریح تناقض اور دیوانہ پن کی تعلیم سے سب سے اول نفرت سے گریز کرنیوالے وہ لوگ ہوتے
جو اس تعلیم کے پہلے مخاطب تھے اور جن کے فہم کی جودت اور ذکاوت دانشمند دنیا میں ضرب المثل
ہے۔ مگر وہ اس لغت کو خوب سمجھتے تھے۔ جس میں خدائے قدوس نے انسے خطاب کیا اسلیئے وہ ہر لفظ
کو اُسکے درست محل میں اُتارتے ہیں۔ افسوس تارکِ اسلام نے نہ صرف کورانہ تعصب کا ثبوت دیا ہے
بلکہ اس نکتہ چینی سے صاف طور پر ثابت کردیا ہی کہ اس آریہ قوم کو لغت اور محاورۂ لسان عرب کے
سمجھنے سے کس قدر دوری ہی۔ اگر تارکِ اسلام میں ذرا بھی حق بینی اور حق فہمی کا مادہ ہوتا تو پہلا سوال
اسکے دل میں یہ پیدا ہونا چاہیئے تھا۔ کہ لفظ مکر اور کید اور ایسے الفاظ کے معانی لغت عرب میں
تلاش کرنے چاہئیں اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کی وجاہت اور صاف دعوے اور عام
اور بیّن تعلیم اور عام اصول اور واضح عُرف کو مدنظر رکھکر ان الفاظ کی حقیقت اور مغز کی پیروی
کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس خود غرض جلد باز نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نشار اور معنی کو لیا ہی۔ جو
ہندوستان اور پنجاب کی دو کیبلری نے ان الفاظ کو زبردستی سے بخشا ہے بہادر اور جری قوم عرب کے
الفاظ کے معنے ہند کی کمزور دل مغلوب و مفتوح قوم کی ڈکشنری میں ڈھونڈھنے اور انپر حصر کرنا سچے
علوم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہندو پنجاب نے لفظ مکر کے جو معنے کیئے وہ انکے اپنی فطرت اور

۱ تو کہدی کہ وہ ہستی جسکا نام اللہ ہی تمام کمالات سی موصوف تمام بدیوں سے منزہ معبود (پوچھنے) ایک ہے (ذات میں یکتا صفات و افعال میں بے ہمتا) اللہ اصل مقصود محتاج الیہ سردار نہ کسیکو اسنے جنا اور نہ کسی سے جنا۔ کوئی بھی اسکے جوڑ کا نہیں۔
۲ تو کہدی حفاظت چاہتا ہوں تمام لوگوں کے رب سے تمام لوگوں کے بادشاہ سی تمام لوگوں کے ایک ہی معبود سے۔

بزدل طبیعتوں کے سچے عکس اور نتائج ہیں۔ عربی لسان میں اُنکا وہ مفہوم نہیں۔ عربی زبان میں انکا وہ مفہوم ہے۔ جو انکی واضع اور بہادر فطرت کے مطابق ہے اور انکے عملدرآمد پر رسول کریم اور صحابہ کی زندگی سچا گواہ ہی۔ اور جسے ہم عنقریب عرب کی معتبر لغت سے پیش کرتے ہیں۔

اب خدا ترس ناظرین پر ہم اس امر کا فیصلہ موقوف رکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے عام اصول اور حمد الٰہی کو مدنظر رکھ کر اور **لغت** عرب سے مشورہ لیکر فرمائیں کہ کہاں ہیں وہ گندی فقرے اور ناپاک معنے جو تارک اسلام نے لکھے ہیں۔

اور سنو۔! مکار کا لفظ اور باقی آپکے الفاظ اگرچہ قرآن مجید میں قطعاً نہیں مگر وید میں **اوم** کے آخری لفظ کو آپکے یہاں مکار کہتے ہیں۔ اور وہ بھی آدھا مکار۔ ہوش کرو ترک کرنا تو اس کتاب کا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو۔ اور لینا اس کتاب کا جس کی ابتدا میں تیسرے حرف مکار کے انکیم ایڑھے پر دستم ہے۔

پھر تارک اپنی کھلی چٹھی میں لکھتا ہے کہ "ہم لغت اور مفسرین کی تاویلیں نہیں مان سکتے"۔ بہت اچھا تو آدھا مکار۔ اور اگ۔ نی۔ کیسا صاف لفظ ہی۔ جسکے معنے پنجابی سے اردو میں "آدھے مکار" اور "اواگ" کے ہیں۔ پنجابی زنانہ بولی میں یوں ہوا۔ اگ۔ نی۔ "اڑنے" نیز اگنی تیسرے خاوند کو کہتے ہیں۔ تو بتاؤ کیا یہ معنے درست ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۵۳۔

آپکے اس قاعدہ کے موافق آپکا حق نہیں کہ لغت وید سے۔ برہمنوں۔ اور مہا بھاش تفسیر سے ہمیں جواب دیں۔ پھر **گائتری** کے ابتدا جو بھور۔ بھوہ۔ سُوَہ ہے۔ اسکی تشریح لغت اور تفسیروں سے تو کرنی نہیں چاہیئے۔ اسلیئے کہ یہی آپنے قاعدہ باندھا ہی۔ اب بولو کہ پنجابی میں یہ کیا الفاظ ہیں۔ پھر اسکا آخری نام بظاہر سُوَہ ہے۔ جسکو اردو والے راکھ کہتے ہیں۔ کیا۔ پرمیشر سُوَہ ہی پس سوچو! تمہارا طریق بحث کیساتھ غلط ہے اور حق طلبی سے کسقدر دور۔

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند نے جن جن رنگوں سے اس قسم کے الفاظ کو توجیہات کی کرسی پر بٹھایا ہے۔ وہ کارروائی اسکے لئے اور اسکے جانشینوں کے لئے **عبرت** کا مقام ہے۔ کہ کس طرح وہ ایسے الفاظ پر منہ آتا ہی۔ جب دوسری کتابوں میں اُنہیں پاتا ہی۔ مگر اُنہیں وید میں پاکر کس طرح بچاتا ہے۔ برخلاف اس قاعدہ کے جو تارک نے پیش کیا ہی۔ ستیارتھ کے مستند ترجمہ منجانب پرتی ندھی سبھا میں تو لکھا ہے۔ "ویاکرن (علم اللسان) نرکت (وید کے لغات) برہمن گرنتھ

[1] اس لفظ پر سوال نمبر ۱۱۶ میں تفصیل ہے ۱۲

قدیمی تفاسیر (وید) سُوتر وغیرہ رِشی منیوں کی شرحوں سے" اگنی وغیرہ ناموں کے مقدم معنے سے پرمیشر ہی مفہوم ہوتا ہے۔

اب اے تارک دیکھ۔ تمہارے ہادی تو علم اللسان۔ لغات۔ تفاسیر۔ یادداشتوں۔ اور بزرگوں کے اقوال کو پسند کریں۔ اور تم ناپسند کرو۔

تحقیقی جواب

مفردات[1] راغب عربی کی مستند لغت قرآن میں لفظ "مکر" کے نیچے لکھا ہے۔

۱	(المکر) صرف الغیر عما یقصدہ بحیلة	مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا۔ مکر ہے۔

ابن الاثیر جس نے لغت قرآن وحدیث پر کتاب لکھی ہے لکھتا ہے۔[2]

۲	(مکر اللہ) ایقاع بلائہ باعدائہ دون اولیائہ	الٰہی مکر کے معنے ہیں مخالفانِ الٰہی پر عذاب کا ڈالنا۔ اور مقربوں کو ان عذابوں سے بچانا۔

لسان العرب میں ہے۔ جو عربی لغت کی بڑی مستند کتاب ہے۔

۳	المکر احتیال فی خفیة	یعنے مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے اِن معانی کی خود ہی تفصیل فرمائی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ ۹/۱۸	یعنے جب تیرے مقاصد کو ان لوگوں نے جو منکر ہوئے تدابیر سے روکنا چاہا۔ اس طرح پر کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا وطن سے

تجھے نکال دیں اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور کرینگے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی تدبیریں کرتا ہے۔ اور کریگا اور اللہ تعالےٰ ان مخالفوں کی تدبیروں پر غالب آنیوالا اور اس کی تدابیر ہمہ خیر ہوتی ہیں۔

اور **دوسرے** معنی کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے یہ ہوئے۔

"جب منکر تجھے بلاؤں میں پھنسانے لگے کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا تجھے نکال دیں اور پھنساتے ہیں۔ اور پھنسائینگے۔ اور اللہ تعالےٰ بہت ہی بھلا ہے اپنے مقربوں کے بچانے

---

[1] یہ بے بہا کتاب محض اللہ تعالے کے فضل سے ابن الاثیر کے نہایہ لغت قرآن وحدیث کے حاشیہ پر مصر میں طبع ہوگئی ہے والحمد للہ رب العالمین ۱۲

[2] یہ کتاب علیحدہ اور مع مفردات راغب اور تقریب النہایہ مصر میں چھپ گئی ہے۔

اور دشمنوں کے عذاب دینے میں۔

تیسرے معنی کے لحاظ (مخفی تدبیر) سے آیت کے یہ معنے ہوئے۔

جب مخفی تدبیر کر رہے تھے تیری نسبت وہ جو منکر ہوئے۔ کہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں۔ اور مخفی تدبیر کرتے ہیں۔ اور کرینگے۔ اور اللہ مخفی تدبیر کرتا ہی اور اللہ بہت ہی بھلا مخفی تدبروں میں سے ہے۔

مکر کا لفظ بلا اضافۃ عام مفہوم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں شریروں کے ارادوں کیطرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہاں مَكْرُ السَّيِّئِ یعنے **مکر بد** کرکے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکر بُرا بھی ہوتا ہے۔ اور بھلا بھی۔ اس میں قرآن کریم کا خود ارشاد ہے۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۲۲/۱۲ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۱۹/۱۹	اور بُرے منصوبے کرنیوالوں کا وبال خود ان ہی پر پڑتا ہے پس تو دیکھ کہ اُن کے منصوبوں کا انجام کیا ہوا ہم نے اُن سب کو مع اُن کی قوم کے تباہ کر دیا۔

اور **مفردات راغب میں ہے**

وذلك ضربان مكر محمود وهوان يتحرى بذلك فعل جميل وعلى ذلك قال الله تعالى وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۔	اور مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکر محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہو۔ چنانچہ ان ہی معنوں سے خدا تعالے نے اپنی نسبت فرمایا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ
ومذموم وهوان يتحرى به فعل قبيح قال الله تعالى وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ	اور دوسری قسم مکر مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ کرنا یہی معنی ہیں اس آیت کے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ الخ

اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم نے اقوام عرب کو عبادت الٰہیہ کیطرف بُلایا۔ اور بُت پرستی اور بد چلنی کے اقسام سے روکا۔ اور باہمی خانہ جنگیوں سے ہٹا کر ان میں وحدت و اتحاد کی روح پھونکنی شروع کی۔ اسپر مشرک نادان احمقوں نے آپکے مقاصد کے برخلاف بڑی بڑی تدابیر شروع کر دیں۔ اور آپکو اس پاک ارادہ سے ہٹانا چاہا۔ اور آپکو اور آپکے اعبار کو دُکھ دیئے۔ اور مخفی تدابیر سے سلامی کارخانہ کو نابود کرنا چاہا۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی و طمانیت بخشی کہ تیرے مقاصد و مطالب کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور یہ لوگ ناکام رہینگے۔ اور انکی مخفی تدبیریں خود انپر الٹ پڑینگی۔ ایک اور جگہ قرآن کریم نے اس واقعہ کا بیان فرمایا ہی۔ جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ قول حکایت کیا ہے:-

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۱۳/۶ اے مخالفو تم اسی سبب سے ہم سے بیزار ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے

معلوم ہوتا ہی۔ کہ آریہ لوگ ہم سے جینیوں اور وید کی شراح سا کتوں کا بدلہ لیتے ہیں جنہوں نے انہیں مکار کہا ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۲۹ "مکاروں کے بنائی ہوئی وید ہیں" وید کے بنانیوالے مکار ٹھگ جن لوگوں نے لیکھرام کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ تارک مرتد نے تنقیہ دماغ صفحہ ۱۰۹ سے یہ نابکار اور لغو نکتہ چینی سیکھی ہے اور گو بحوایٹ ہونے پر سخت بدنما داغ لگایا ہے۔

سُنو۔ وہ تمام صحیح صفات الٰہیہ جسکو ستیارتھ کے مصنف نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی قرآن کریم میں موجود ہیں۔ مثلاً هو الله احد۔ الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد

سوال نمبر۲ "خدا فریب کرتا ہی۔ دہوکہ بازی کرتا ہے"

جواب نمبر۲ - پہلے اعتراض ہی کو دوسرے لفظوں میں تیسرے ادا کیا ہی۔ غالباً ممزوں کا۔ ایزاد مطلوب ہوگا۔ یا کوئی اور امر اس کا باعث ہے۔

کید کے متعلق مفردات راغب میں ہے۔ الكيد ضرب من الاحتيال- وقد يكون محموداً ومذموماً وكذلك الاستدراج والمكر۔ لسان العرب میں ہی۔ الكيد المكر وكل شيئ تعالجه فانت كيده والاحتيال والاجتهاد وبه سميت الحرب كيداً والتدبير بباطل او بحق۔

کید کے معنے مکر ہوئے۔ اور مکر کے لفظ پر ہم سوال اول میں بحث کر چکے ہیں تو اس سوال کا کرنا ہی لغو ہوا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱ - اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۳۰/۱۱

تحقیق منکروں نے تدابیر۔ حیلہ۔ کوشش اور جنگ خطرناک کرنا ہی۔ اور میں بھی تدابیر۔ حیلہ کوششیں اور جنگ کرونگا۔ پس تو چھوڑ دی منکروں کو۔ انہیں چھوڑ دے تہوڑی دیر کے لئے۔ اور لسان العرب میں کید کے معنی ارادہ کے بھی ہیں۔ پس معنی ہوئے تحقیق یہ منکر ارادی کرینگے بڑے ارادی اور میں بھی ارادہ[1] کرتا ہوں بڑا ارادہ۔ باقی ترجمہ بالا رہا۔ ان دعووں اور تحدیوں کو دیکھو کس طرح پورے اور حرفاً پورے ہوئے۔ مخالفان سلام نے کیسے کیسے خطرناک ارادی۔ تدابیر حیلے اور کوششیں اور بڑے بڑے جنگ اسلام کو دُنیا سے اُٹھا دینے کے لئے کئے۔ اور کس طرح اقوام عرب۔ یہود۔ مسیحی مجوس اور خود وہ قوم جو نبی کریم کی ہم شہر اور رشتہ دار تہی جان توڑ کر سعی کر رہی تہی۔ مگر الٰہی ارادہ نے

---

[1] - جیسے دَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ - میں ہی انکو کرنیکا ارادہ نہیں تہا - ۱۲

کس طرح سب کو خاک میں ملا دیا۔ لیکن اس کے خلاف غور تو کرو۔ تبت میں آریہ سے دشٹوں نے جنگ کی مگر آریوں کی تمام شلپ ودیا (فنون جنگ کا علم) بیکار ہوگئی۔ اور آخر وہ ملک چھوڑ کر غیر ملک انڈیا میں انکو آنا پڑا اور اب تک پھر وہ تبت کا ملک فتح نہ ہو سکا۔ بخلاف اس معاملہ کے بانی اسلام سے جن منکروں نے تدابیر اور ارادہ بد سے مقابلہ کیا وہ سب ملیامیٹ ہو گئے۔ اب دیکھ لو کہ تمام بلاد عرب اور اسکے نواحی میں اسلام کا جھنڈا لہراتا ہی۔ جیسے قرآن کریم نے فرمایا۔ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ [1] ۳۰ اس آیت پر سوال نمبر ۱۱۶ کے دوسرے حصہ میں مفصل بحث ہی۔

سوال نمبر ۳ "فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ ۱ پ روحانی بیماری بڑھاتا اور عذاب بھی دیتا ہے۔ یہ بے رحمی اور ظلم ہے۔"

جواب نمبر ۳۔ انسان کو تمہارے دیانند نے خود مختار مانا ہی۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۵۰۔ اور سزاؤں میں تابع مرضی الٰہی قرار دیا ہی۔ دیکھو صفحہ سابق اور نویں سملاس کے نمبر ۸ صفحہ ۳۲۳ میں لکھا ہی۔ کہ "جیو یکساں ہیں مگر پاپ اور پن کی تاثیر سے ناپاک اور پاک ہوتے ہیں"

پھر لکھا ہے "جب پاپ بڑھ جاتا ہی۔ اور پن کم ہوتا ہے تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے" تو اب آپ انصاف سے کہیں کہ روحانی امراض کا نتیجہ نیک ہوا یا بد ہوا؟ اگر بدکاری نافرمانی اور شرارۃ کا بدلہ نیکی حاصل ہو تو تمام لوگ چاہیئے کہ بدکاری کریں۔ تاکہ نیک ثمرات حاصل کریں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔

تحقیقی جواب اصل بات یہ ہی کہ جب ہماری نبی کریم اور رسول رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو چند دشٹ۔ منافق۔ دل کے کمزور جن میں نہ قوت فیصلہ تھی۔ اور نہ تاب مقابلہ آپکے حضور حاضر ہوئے۔ اور بظاہر مسلمان ہو گئے اور آخر بڑے بڑے فسادوں کی جڑ بن گئے۔ وہ مسلمانوں میں آکر مسلمان بنجاتے اور مخالفان اسلام کے پاس پہنچتے تو مسلمانوں کی بدیاں کرتے جہاں سے آپ نے یا آپکے کسی پیشوا نے فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ (پ ۱ بقرہ) کا فقرہ نقل کیا ہی۔ وہاں یہ سارا ماجرا مفصل لکھا ہی۔ اس شریر گروہ کے متعلق یہ آیت ہے۔ جسکو آپنے نقل کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہی۔ کہ سردست جماعت اسلام تعداد میں بہت ہی قلیل اور تھوڑی سی ہے اور مسائل اسلام بھی جو پیش ہوئے ہیں۔ بہت کم ہیں۔ یہ بدبخت منافق اگر اس قلیل جماعت

[1] کیا نہیں کر دیا انکی تدابیر کو انہیں کے ہلاک کا باعث۔

کے سامنے تاب مقابلہ نہیں لاسکتے اور اپنے دل کی مرض سے بزدل ہوکر مسلمانوں کی ہاں میں بظاہر ہاں ملاتے ہیں تو یاد رکھیں۔ انکا یہ کمزوری کا مرض اور بڑہیگا۔ کیونکہ یہ جماعت اسلام روز افزوں ترقی کریگی۔ اور یہ موذی بدمعاش اور بھی کمزور ہونگے۔ اور ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
نیز اسلام کے مسایل روز بروز ترقی کرینگے۔ جب یہ لوگ تھوڑے سے مسایل کا فیصلہ نہیں کرسکتے تو ان مسائل کثیرہ کا کیا فیصلہ کرسکینگے۔ جو یوماً فیوماً روزافزوں ہیں بہرحال انکا مرض اللہ تعالےٰ بڑہائیگا۔ اور اسلام کو ان کے مقابلہ میں ترقی دیگا۔ ہاں رہی یہ بات کہ یہ سزا انکو کیوں ملی تو اسکا جواب یہی سچ ہے۔ کہ انکے اپنے اعمال کا بدنتیجہ تھا۔ اس میں قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے۔ مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (پ۲۵ شوریٰ) یعنے تمہیں ہر ایک مصیبت اپنے ہاتہوں کی کرتوت کے سبب سے پہنچتی ہے۔ عمدہ غذا ہوا اور بہار کا مزہ تندرست کو ملتا ہی۔ نہ بیمار کو یہ قانون قدرت ہے۔

سوال نمبر ۲۔ خدا تو لڑاکا ہے۔ بہلا جب خدا ہی لڑاکا ہو گیا۔ تو پہر زمین پر صلح و امن کون قایم کرسکتا ہے۔ لڑاکا شخص خدا کو بھی لڑاکا کہہ سکتا ہے۔

الجواب۔ پہر اگر تمہارا پرمیشر لڑاکا نہیں تو اس کا نام رُدّر کیوں ہی رُدر کے معنے ہیں **رُلانیوالا**۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۔ اور بتاؤ تو سہی کہ باہم لڑنیوالے حیوان و انسان کس نے بنائے۔ اگر وہ لڑاکا نہیں تو یہ احکام آپ کے وید میں کس نے بیان کئے۔
"کشتری لوگوں کے واسطے جنگ کے موقعہ پر ایک ہاتھ سے روٹی کہاتے اور پانی پیتے جانا اور دوسرے ہاتھ سے دشمنوں کو گہوڑے۔ ہاتہی۔ گاڑی پر سوار ہوکر یا پیادہ مارتے جانا۔ اور اپنی فتح کرنا ہی آچار اور مفتوح ہوجانا اناچار ہے۔" پہر اسپر چوکے کی کچھ مذمت بہی کی ہے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۳۵۵۔
اور خاص الخاص ارشاد وید کا یہ ہے۔ جو دشمنوں میں **پھوٹ** ڈلوانے کی تاکید پر مشتمل ہے۔
۱؎ "سبہا دہکش کو چاہیئے۔ کہ شانتی بچن کہنے دشمنوں کو ڈنٹ دینے اور شتروںکو پرسپر پہوٹ کرانے کی کریا یہ سنی نیتی کو اچہے پرکار پراپت ہوکے پرجا جنوں کے دُکہہ کونت دور کرنیکے لئے اُدم کرے" رگوید بہاش صفحہ ۱۶۱۔
اب بتایئے۔ پہوٹ ڈلوانا **لڑاکوں** کا کام ہے یا نہیں؟ اور یہ وید کا ارشاد ہی یا نہیں۔

۱؎۔ سپہ سالار۔ جنگی جرنیل۔ بات۔ بردنکو سزا۔ مخالفوں۔ افعال۔ سدا اشتہ۔

"سبھا دکش آدمی راج پرشوں (بادشاہ سپہ سالاری لیکر تمام ممبران سلطنت) اور پرجا کے منشول (رعایا کے لوگوں) کو چاہیئے کہ جسپر کار اگنی آدمی پدارتھ داگ اور آگ جیسے سامان) بن آدمی کو (جنگل وغیرہ کو) بھسم (خاکستر) کر دیتے ہیں۔ ویسے ہی دُکھ دینے والے شترو جنوں کے ناش (تباہ) کے لیئے اس پرکار (طرح) پرتین (کوشش) کریں" رگو یدبھاش صفحہ ۷۰۰

"جیسی بجلی میگھہ (بادل) کے اوّیو بدلوں کو تیکھن بیگ سے چھن بھن اور بھومی پر گیر کر اسکو وش میں کرتی ہے ویسے ہی سبھا سینا دھکش (سپہ سالار فوج) کو چاہیئے کہ بدھی شریر۔ بل[1]۔ وسینا کے بیگ سے شترو جن کے بیگ چھن بھن اور شترو دنئے اچھے پرکار ہار سے پرتھوی پر گرا کر اپنی ہمتی میں لاویں" رگوید بھاش صفحہ ۶۱۶۔

اسی طرح صدہا بار اس بات کا تکرار کیا ہے۔ اور لڑائی کی تاکید کی ہے پس جو لڑائی سے نفرت کرتا ہے وہ ہرگز اس **ویدک تعلیم** کو دیکھکر ویدکے نزدیک نہ جاوے۔ جیسے پال۔

تحقیقی جواب باس کے معنے عربی زبان میں عذاب کے ہیں۔ قاموس میں ہے۔ الباس العذاب اور دوسرا لفظ آپ کے سوال کی حوالہ کردہ آیت میں تنکیل ہے۔ اور قاموس میں ہے +

نکل به تنکیلًا صنع به صنعًا یحذر غیرہ۔ ایسے طور سے بدکار کو سزا دینا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اسکا ثبوت نیچر میں موجود ہے۔ کیا صاف ظاہر نہیں۔ کہ ایک زانی۔ بدکار۔ بدکاری اور زنا کرتا ہے۔ اور آتشک کے خطرناک نتایج میں گرفتار ہوتا ہے۔ بدکاری کی سزا دینا۔ اور آتشک کے خطرناک دکھوں میں مبتلا کرنا خود بدکار کے لیئے عاقبت اندیشی کا سبق اور دوسروں کے لیے مقام عبرت ہے۔ غرض وید کا خدا ہی لڑاکا ہے۔ اور قرآن کا خدا بھی لاکن ایک کامیاب اور دوسرا ناکام ہے۔

سوال نمبر ۵ "خدا لوگوں میں دشمنی ڈالدیتا ہے۔ اور قیامت تک باہمی کینہ پھیلا دیتا ہے"

الجواب۔ اسکے متعلق دیکھو نمبر ۱۲۔ اور حقیقی جواب یہ ہے۔ کہ اَلْقَیْنَا بَیْنَہُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ (پ مائدہ) کے ماقبل ایک ہدایت کا پاک کلمہ آپ نے ترک کیا۔ تو آپ نافہمی کی مرض میں مبتلا ہوئے۔ اور وہ کلمہ یہ ہے۔

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَہُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ (پ مائدہ)

---

[1] طاقت۔ اور فوج۔ زور۔ مخالف۔ زور۔ تباہ۔ شکست۔ زمین۔ جماعت۔

کیا معنے جب لوگوں نے ترک کر دیا۔ اس پاک راہ کو جسکی انکو تعلیم دیگئی تھی۔ تو پھر ہمنے ان میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلط کر دیا۔ بھلا شیر اور اسکے شکار۔ بلی۔ چوہے کا خالق کوئی صلح کرنیوالا ہے۔ یا لڑاکا جو کوئی قوم باہمی محبت دین کی وہمدردی واخلاص اور دوستانہ برتاؤ۔ کی تعلیم کو ترک کردے اور نہ مانے تو انمیں باہمی عداوت وبغض لابدی ہے یا نہیں آریہ سناتن وھرم کے مدعیوں کے درمیان۔ آریہ بدھوں۔ آریہ جینیوں۔ آریہ اور مسیحی لوگوں۔ آریہ اور مسلمانوں کے درمیان۔ عداوت وبغض آیا ترک احکام الٰہیہ سے ہے یا کسی اور باعث سے ہے۔ اسپر دیکھو نمبر ۱۲ سوال کا جواب وغیرہ۔

سوال نمبر ۶ - توبہ اور بے انصافی۔ ایک چیز ہے۔

الجواب - مفردات راغب میں ہے۔ التوب ترك الذنب علی اجمل الوجوہ وھو ابلغ وجوہ الاعتذار۔ یعنے توبہ کے معنے ہیں بہت ہی عمدہ وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا۔ اور اس سے بڑھکر عذر خواہی کی اور کوئی عمدہ راہ نہیں ہوسکتی۔

ایک بدکار۔ نافرمان۔ جب اپنی غلط کاریوں سے الگ ہو جاوے۔ تو انصاف کا مقتضا ہے کہ اب اسکو بری ہی کیا جاوے۔ مگر محدود العقل۔ محدود العلم آدمی دلوں کی اندرونی حالات سے ناواقف اگر کسی کے عذر کو نہ مانے تو یہ اُس کی نادانی ہے۔ مگر علیم بذات الصدور جو ذرہ ذرہ کو جانتا ہے وہ جب جان لے کہ اب یہ شخص سچا بدی کا تارک ہو چکا ہے۔ تو پھر توبہ قبول نہ کرنا ناانصافی ہے

کیا توبہ اور ترک الذنب ہی نجات اور مکتی کا ذریعہ نہیں۔

اس میں ہمنے الزامی جواب اسلئے نہیں دیا۔ کہ اس پاک تعلیم کے سمجھنے کیلئے معمولی عقلیں کافی نہیں۔ ورنہ ستیارتھ میں اسکا مذکور ہوتا۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اُس نے انسان کے دل کی سچی آرزو یعنے مسئلہ توبہ کی تبلیغ کی ہے۔ ہر ایک فطرت خطا اور نسیان کے بعد دلی جوش سے چاہتی ہے کہ اس کا آقا جسکے حکم کو اُسنے توڑا ہے۔ اسکی خطا معاف کردے اور آئندہ اُسے تلافی مافات کا عمدہ موقعہ دے۔ قرآن کریم نے انسان کی فطرت کی سچی آرزو کے موافق رحیم کریم تواب آقا پیش کیا ہے۔ **تناسخ** اور **کفارہ** کا بیہودہ مسئلہ توبہ کی **فلاسفی** کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ بعض بیماریوں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جسمانی طور پر جب انکا علاج کیا جاتا ہے۔ تو وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں پس توبہ روحانی علاج ہے روحانی بیماریوں کا جسمانی سلسلہ سے کاش تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو۔

سوال نمبر ۷ "غفار ہی۔ اور توبہ نہیں سنتا۔ بہرہ اور سنگدل ہے"
الجواب ۔ لطیفہ۔ اگر توبہ سن لے اور درگذر کری تو تمہارے نزدیک جیسے تمنے نمبر ۶ میں بتایا ہے بے انصاف و ظالم ہوا۔ اب نمبر ۷ میں آپکے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ "بہرہ و ظالم ہے۔ سنگدل ہے۔ توبہ کیوں نہیں مانتا" دیکھا حق کی مخالفت سے انسان کیسا بہکتا ہے کہ متضاد باتوںکا ماننے والا بنجاتا ہی۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (پ ۱۶ طٰہٰ) جو توبہ کرچکا اور ایمان لایا اور اُسکے عمل اچھے ہوئے۔ پھر اس سب کے بعد ہدایت کی راہوں پر ثابت قدم رہا۔ اسکے لیئے میں غفار ہوں مفردات راغب میں لکھا ہے۔

الغفر۔ اِلْباس الشئ مایصونہ عن الدنس و المغفرۃ من اللہ تعالیٰ۔ ان یصون العبد من ان یمسہ العذاب۔	غفر کے معنے ہیں ایسی شے کا پہنانا جو میل کچیل سے بچائے۔ خدا کی مغفرت کے یہ معنے ہیں کہ بندہ عذاب کے لگنے سے بچایا جائے۔

اسی سے مغفر مشتق ہے جو لوہے کی خود کو کہتے ہیں۔ اور **غفارہ** اس کپڑہ کو کہتے ہیں۔ جسے سر پر رکھنے سے کپڑوں کو چکنا تیل نہ لگ سکے۔ دیکھو مغفرۃ جس سے غفار کا لفظ نکلا ہے۔ کس طرح توبہ اور انصاف اور درگذر کو بیان کرتا ہے۔

کیا معنے جب انسان بدی اور نافرمانی سے پکی طرح رجوع کرتا ہے اور اسکو چھوڑ دیتا ہی۔ پھر کامل ایمانداری کے ساتھ اچھے اچھے عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ تب اسکی حفاظت کیجاتی ہے۔ اور خدا کا فضل اور اس کی حمایت کا ہاتھ گناہوں اور انکی سزا کے مقابل اسکے لئے محافظ ہو کر رومال اور خود بن جاتا ہے۔

سوال نمبر ۸ "اُسکو (خدا کو) بدی کا پیدا کرنیوالا مانا گیا ہے۔ نادان لوگ تقدیر تدبیر اور آزمایش وغیرہ کا ڈھکوسلا بیچ میں لاکر خدا کو الزام سے پاک کرنا چاہتے ہیں"
الجواب ۔ اصل آیت جسکا تمنے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ	تم جہاں ہوگے تم کو موت گھیر لیگی۔ اگرچہ تم مستحکم برجوں میں ہوگے۔ اور اگر انہیں کوئی سُکھ مل جائے تو کہتے ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے ہی اور اگر کوئی دکھ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ہے تو کہہ سب اللہ کیطرف سے ہے پس کیا ہوا ان لوگوں کو کہ بات کو نہیں سمجھتے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ جو سُکھہ (فائدہ) تجھے پہنچے وہ اللہ کیطرف سے

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ہے اور جو دُکھہ پہنچے وہ تیری ہی طرف سے ہے۔

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا (پ نساء) اور ہمنے تجھے لوگوں کیلئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت میں حقیقت واقعیہ اور سچائی کا کامل اظہار اور جناب الٰہی نے فرمایا ہے۔ جو لوگ دینی اور قومی لڑائیوں سے سستی اور غفلت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ چندروزہ زندگی تو گذارلے دو۔ اُنکو کہا۔ کہ آخر تم نے مرنا ہے۔ پھر انکی نافہمی کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ ایسے ہیں اگر اُن کو سُکھہ پہونچے تو بول اُٹھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالےٰ کے یہاں سے ملگیا اور اگر ہنیں دُکھہ پہونچے تو پکار اُٹھتے ہیں۔ کہ یہ دُکھہ تیرے (نبی کریم سے) سبب سے پہنچا تو کہدے کہ دُکھہ اور سُکھہ تو اللہ تعالیٰ سے پہنچا ہے۔ یہ نادان بات کی تہ کو نہیں پہونچتے۔

پھر فرمایا۔ کہ ہر ایک قسم کا سُکھہ اللہ تعالےٰ سے تجھے ملا ہے۔ اور جو دُکھہ تجھے پہنچا ہے تیرے اپنے ہی طرف سے پہنچا۔ اور تجھے ہمنے لوگوں کے لیئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سُکھوں اور دکھوں کا دینے والا حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ہے اسلیئے کہ اصل۔ خالق اور پیدا کرنیوالا اسباب رنج وراحت کا وہی ہے۔ اور یہی نہایت سچی بات ہے۔ کہ سُکھ سب اللہ تعالےٰ ہی کے عنایت سے ملتے ہیں۔ اور دُکھ تمہاری اپنے ہی سبب سے میسر آتے ہیں۔ اب ہم آریہ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپکے یہاں مسلم نہیں کہ دکھہ خود انسان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ اور کیا آپ کو یہ مسلم نہیں کہ سُکھوں دکھوں کو دینے والا پرماتما اللہ رب العالمین ہے۔ ہاں مسلم ہے پس تمہارا اسلام پر اعتراض کرنا کیا دانستہ حق کی مخالفت کرنا۔ اور جھوٹ کو پالنا نہیں؟ البتہ اسقدر ہی اس آیت سے نکل سکتا ہے کہ سُکھہ ابتداءً ہی جناب الٰہی سے آسکتے ہیں۔ اور یہ امر آپ کا مسلم نہیں۔ مگر اس بات پر آپنے سوال نہیں اُٹھایا شاید کہیں آگے آجاوے۔ اور ہمارے یہاں مسلم ہے کیونکہ اس کی صفت رحمٰن ہے۔

البتہ یہ نئی بات ہے۔ اور سچا اور واقعی سائنس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے تمام سکھہ ابتداً ہی جناب الٰہی کیطرف سے آتے ہیں۔ حقیقی چشمہ ان کا وہی اور خلق اشیا رو اسباب اسکی رحمانیت کا تقاضا ہے۔ مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل مضمون چاہتا ہے اور چونکہ تارک

نے اس پر سوال نہیں اُٹھایا ہم اسے چھیڑنا پسند نہیں کرتے۔

تقدیر۔ تدبیر اور امتحان تو سب سچے **مسائلہ** ہیں اور مطابق واقع ہیں۔ اور تمام نظام عالم اور انسانی افعال واعمال میں نظر آرہے ہیں انہیں **ڈھکوسلا** کہنا اپنی عقلمندی کا ثبوت دینا ہے۔

سنو! تقدیر کے معنی ہیں **اندازہ بنادینا**۔ اس کا ثبوت قرآن کریم میں یہ ہے۔ **خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا** (پ۱۸ فرقان) کیا معنے ہر ایک چیز کو اللہ تعالے نے بنایا۔ پھر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کردی کیونکہ اللہ تعالے کے ماسوا سب محدود اور اسکے احاطہ کے ماتحت ہے۔ اب غور کرلو۔ کہ یہ مسئلہ **ڈھکوسلا** ہے یا تمام ترقیات دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ سے ہورہی ہیں اگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی فرمانبرداری اسلیئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ یہی ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو تو پھر نیکی کیوں کیجاوے۔ غرض اس آیت نے بتایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے اور بڑے علیم وحکیم نے تمام کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے۔ اس میں کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں یہ آیت ہر شخص کو چست اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہے کسقدر نابینائی یا اعتراض کرنیکی ٹھیکہ داری ہے کہ ایسے حقایق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے کاش لوگ سمجھیں کہ اس نئے گروہ کو راستبازی سے کسقدر تعلق ہے اور ان کی عملی حالت کیا۔

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار۔ اور بے دین اللہ تعالےٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں اور تدبیر کے معنے ہی یہی ہیں کہ تقدیر کے مطابق تہیۂ اسباب کیا جاوے۔

آپ نے بھی تقدیر اور تدبیر پر اپنے خیال میں عمل کیا ہے پہلے یقین کیا کہ ترک اسلام اور آریہ طریق پر برہمچریہ بننا آپ کے لئے مفید ہوگا۔ پھر اسکے مطابق آپ نے یہ تدبیر کی کہ آریہ سے تعلق پیدا کیا۔ پھر آریہ بنے پھر لکچر دیا۔ اور آپ نے یا آپکے رُفقانے اسکو طبع کرایا کہ مفید ہوگا۔ اب آپکی تدبیر تقدیر کے موافق ہوگی نہ ہوگی۔ اسکا پتہ لگ جاویگا۔ بہرحال تقدیر اور تدبیر دونوں پر عملدرآمد کیا۔

اور امتحان کے اصل معنی ہیں۔ **محنت** کا لینا۔ ایک دنیادار امتحان کیلئے کو اغذ امتحان کے

جواب مثلاً دیکھنا ہے تو اسلئے کہ طالب العلم کی محنت کا اسکو پتہ لگ جائے۔ اور محنت کا نتیجہ اسکو دے اور اللہ تعالے بھی امتحان لیتا ہے۔ یعنے محنت کرانا چاہتا ہے سستی کو ناپسند کرتا ہے۔ ہاں علیم و خبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہے۔ جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جناب الٰہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتاہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو   از مکافاتِ عمل غافل مشو

اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہے۔ اور اسی سچے علم کو قرآن کریم

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۪ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (پ النجم)

نے یوں بیان کیا ہے اور انسان کو اسکی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملیگا اور یہ پختہ بات ہے کہ اسکی سعی دیکھی جائیگی پھر اسی کے مطابق واقع اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اور فرمایا۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ (پ انبیاء) ترجمہ اور جو شخص نیک کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا۔ تو اسکی سعی کی ناقدری نہیں کیجائے گی۔ اور ہم اسکی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

پھر تقدیر کے معنی علم الٰہی کے بھی ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیا کا علم جناب الٰہی کو قبل از ایجاد اور وجودانِ اشیا کے حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں مگر اس بحث کو طول کے باعث سرِدست ترک کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۹۔ جو ہوتا ہے خدا کے حکم سے پس زنا۔ چوری۔ شراب۔ ڈاکہ قتل۔ خون سب اسکے حکم سے ہوا شیطان بچارے کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے۔

الجواب۔ اس سوال کے متعلق جو آپ نے حوالہ دیا ہے۔ اسکا تذکرہ قرآن کریم میں نہیں شاید سہو کاتب ہو۔ مگر اتنا بتادیتے ہیں کہ تمام قرآن مجید زناکاری۔ شراب نوشی۔ ڈاکہ۔ چوری۔ قتل خون اور لوٹ مار کے ناپاک حکموں سے پاک ہے۔ اور ان حرامکاریوں کا عملاً استیصال کرنے والا ہے۔ اور ایک ہی کتاب ہے۔ جس نے سچی پاکیزگی اور تقوے کی تعلیم دنیا کو دی سنو اور غور کرو۔

۱۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا (پ۱۵۔ بنی اسرائیل)

زنا کے نزدیک بھی مت جاؤ وہ بہت برا اور بےحیائی کا کام ہے۔ اور بری راہ ہے۔

۲۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

شراب اور جوا اور بت اور قرعہ کے تیر پلید

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ - مائدہ)
شیطانی کام ہیں - ان سب سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ -

۳ - اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (پ مائدہ)
سزا انکی جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اسکے رسول سے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا صلیب دیے جائیں اس خلاف ورزی یا مخالف سمتوں سے انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں یا ملک سے نکالے جائیں یہ سزا اسلیئے ہے کہ دنیا میں انہیں رسوائی ہو اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے

۴ - اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ (پ - مائدہ)
چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ ہے اُن کے کسب کا اور عبرت کا موجب ہے - اللہ کی طرف سے -

۵ - لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (پ انعام بنی اسرائیل پ)
کسی جی کو قتل مت کرو جی کی اللہ نے عزت رکھی ہے ہاں مناسب وقت پر سزا یا قتل کر سکتے ہو -

شیطان کی نسبت تم نے **بیچارے** کا لفظ استعمال کیا ہے - جس طرح تم سے پہلے تمہارے آریہ مسافر نے بت پرستی کے حامی - حق کے دشمن - راستبازوں کے دشمن - **ابوجہل** کو ابوالحکم کہا - اور اسی سے دلی دشمنی اور ترک حق کا ثبوت دیا - دانشمند آخر اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے - کہ تمہارا ترک اسلام کس حق بینی اور حق جوئی پر مبنی ہے -

سنو! **شیطان** کا لفظ نکلا ہے شطن سے یا شیط سے - پہلے لفظ کے معنی ہیں - ایسا شخص جو جناب الٰہی سے دور ہے - اور دوسرے لفظ کے لحاظ سے شیطان سے مراد ہے بدکار یونہیں ہلاک ہونے والی چیز -

پس آپ کو اختیار ہے - اسے پیارا بناؤ - بیچارہ بناؤ - اسپر رحم کرکے اسکے ساتھ اپنا جنم مرن مستحکم کرو - یا اس سے الگ ہو جاؤ - اور اگر تم آیت قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پ یونس) کو زیر نظر رکھ کر اعتراض کرتے ہو - تو اسکی کیفیت بھی سن لو - اس آیت کو سوال سے کوئی تعلق نہیں یہ تو ایک پیشگوئی ہے اور اسمیں جناب الٰہی نے بتایا ہے - کہ ہر قوم کے لئے ایک شخص اللہ کیطرف سے بھیجا ہوا آیا کرتا ہے جب وہ آتا ہے تو لوگ

اسکے موافق بھی ہوتے ہیں۔ اور مخالف بھی آخر دونوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ جب یہ پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مخاطبین کو سُناتے ہیں وہ پوچھتے ہیں۔ کہ اگر تم اس پیشگوئی کے کرنے میں صادق ہو تو بتاؤ۔ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اسپر خدا تعالےٰ اپنی نبی سے فرماتا ہے۔ کہ یوں جواب دو۔ اور کہو کہ میں خود نفع پہنچانے اور ضرر دینے کا مالک نہیں۔ کہ میں وقت بتا دوں۔ ہاں اللہ ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ وہی ہو رہتا ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس میں کم و بیش نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ وہ آیات اس طرح ہیں۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (پ ۱۱ یونس)

ہر ایک گروہ کے لیئے ایک رسول ہے جب وہ رسول انکا آتا ہے۔ تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور اُنپر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو۔ تو کہہ میں تو اپنی جان کے لئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں۔ مگر جو کچھ چاہے اللہ ہر ایک گروہ کے لئے وقت اور میعاد مقرر ہے۔ جب اُنکا وقت آجاتا ہے۔ اُسے ایک گھڑی پیچھے نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس گھڑی کو آپ آگے لا سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰ - گمراہ کنندہ تو خود خدا ہے۔ پھر نبیوں کو ہدایت کیلئے اور کتابوں کو نازل کرنا لغو ہے۔ اور شیطان کو خواہ مخواہ بدنام کرنا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھو یہ آیت۔ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

الجواب۔ اضلال جس سے يُضْلِلْ نکلا ہے۔ نتیجہ ہے۔ ضلال کا اور ضلال پیدا ہوتا ہے اُن انسانی طاقتوں سے جو انسان کے تابع ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب صاف کیا ہے جہاں فرمایا ہے۔

۱۔ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ (پ بقرہ)۔ یعنی اس سے وہ انہیں لوگوں پر ضلال اور گمراہی کا حکم لگاتا ہے۔ جو اسکے حدود اور احکام کو توڑتے ہیں۔

۲۔ يُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ (پ ۱۳۔ ابراہیم) اللہ ظالموں پر گمراہی کا حکم لگاتا اور انہیں گمراہ ٹھیراتا ہے۔

۳۔ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (پ ۲۴ مومن) اللہ گمراہ ٹھیراتا ہے ایسے شخص کو جو حد سے نکلنے والا مترد د ہوتا ہے۔

ان آیات سے یہ بات کسقدر صاف ہوجاتی ہے اور خدا ترس دانشمند کے نزدیک حرف رکھنے کی جگہ نہیں رہتی۔ جو لوگ بدکار اور ظالم اور مسرف اور کذاب ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال سے کیا ہر ایک سلیم الفطرت کے نزدیک اس بات کے مستحق نہیں ہوتے۔ کہ وہ انہیں دیکھتے ہی حکم لگادے۔ کہ یہ تو ہلاک اور تباہ ہونیوالے لوگ ہیں۔ کون ہے جو چوروں اور بدکاروں کو دیکھکر ان کی نسبت بڑی قوت سے یہ حکم نہیں لگاتا کہ یہ برباد ہونیوالا گروہ ہے۔ اسی طرح خداوند بزرگ کی حکیم کتاب فرماتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اُسے گمراہ کرنیوالا کہا جائے۔ اسلیئے کہ خود قرآن مجید نے مختلف مقامات میں بڑے بڑے لوگوں اور شریروں کی نسبت کہا ہے کہ وہ گمراہ اور ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو آیات ذیل کو۔

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (پ۲۰ - قصص)	بیشک وہ دشمن ہے ہلاک کرنیوالا۔ کھلا کھلا۔
اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ (پ۱۶ - طٰہٰ)	فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔
اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (پ۱۶ - طٰہٰ)	سامری نے انہیں ہلاک کیا۔
اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پ۸ - انعام)	اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کے راہ سے ہٹا کر تباہ کردیں۔
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (پ۲۶ - محمد)	جو لوگ منکر ہوئے۔ اور اللہ کے راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ نے انکے عمل باطل کردیئے۔

نیز اس کے علاوہ اضلال کے معنے ابطال اور اہلاک کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (پ۲۱ سجدہ) ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہوجاوینگے۔ کیا ہمیں نئی پیدائش ملیگی۔

اس صورت میں آیت مندرجہ سوال کے یہ معنے ہوئے "اور جسکو وہ ہلاک کرتا ہے تو اسکا کوئی اور والی وراہنما نہیں پائیگا" اور تمام گذشتہ آیات میں یہ معنے صاف ظاہر ہیں انصاف تو کرو۔ جب کامل بدکاری کا پھل پانے جاتا ہے۔ تو بدکار کو اپنی بدکاری کا لازمی پھل پانیکے راستے سے کون ہٹا سکتا ہے۔ کیا اعمال سے ہؤا ہؤا سور (جیسے آپ مانتے ہیں) پنڈت بن سکتا ہے اور کیا وید کے راہنما اسے اپدیشک کرسکتے ہیں۔

بعثت انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کی شان یہ ہی کہ جب کوئی مخلوق سچی محنت و سعی کرے اللہ تعالیٰ اس کی سعی و کوشش پر پاک ثمرات مرتب فرماوے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھ پہنچانیکے لئے جس طرح ہمکو بہت سی قوتیں اور طاقتیں ظاہریہ اور باطنیہ عطا کی ہیں اسی طرح سکھ حاصل کرنے کو طرح طرح کے اور سامان بھی بخشے ہیں۔

منجملہ اِن سامانوں کے پاک کتابیں پاک روحیں اور مزکی اور مطہر کرنیوالے انبیاء و رسل ہیں جنکا کام علاوہ بریں کہ ہمیں الٰہی کلمات طیبات پڑھکر سناویں یہ بھی ہے کہ انکے معانی بھی ہمیں بتائیں۔ اور یہ بھی ان کا کام ہے کہ اپنی مقناطیسی طاقت اور سچی دعاؤں اور کامل کوششوں سے ہمیں مزکی اور مطہر بھی کریں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ایسی پاک جماعت پر نازل ہوں۔ ایسی کہلی تعلیم اور واضح اصول ایک کتاب کے ہوں اور اسپر اعتراض کیا جاوے۔ حقائق سے ٹھٹھہ بازی اور سنگدلی کا ثبوت دینا ہی۔ سچی اور خدا کی طرف سی کتاب کا کام اسکے سوا نہیں کہ وہ مطابق واقع امور اور حقایق کو بیان کرے یعنی خدا تعالیٰ کے کام کو جو نظام کائنات میں نظر آتا ہی۔ اور اسکے دقائق کا سمجھنا عام سمجھوں پر آسان نہیں صاف لفظوں میں واضح کردے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے بدی اور اسکے محرکات اور اسکے چشموں کا اور نیکی اور اسکے محرکوں اور بواعث کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ پھر اسے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ قرآن کریم میں مذکور ہوا ہی۔ کہ دُنیا میں بدی ایک شے ہی اور اوسکا محرک بھی کوئی وجود ہی۔ جسکا نام **شیطان** ہے یہ امر واقع ہی انسان کو خدا کیطرف سے استطاعت ملی ہے کہ وہ بدی کی تحریک سے بچ سکے۔ یہ امر واقع ہی۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں داخل ہے کہ وہ اصلاح عالم کے لئے مصلح اور ہادی بھیجا کرتا ہے۔ یہ امر واقع ہے۔ انسان کی استطاعت اور وسعت میں ہے۔ کہ ان راہنماؤں کی آوازوں کو سنکر نیکی کی راہ پر قدم مارلے یہ امر واقع ہے خدا تعالیٰ کی صفات میں داخل نہیں کہ وہ جبر اور اکراہ سی خواہ مخواہ کسی کے دل کو ہدایت کیطرف کھینچے۔ یا کشاں کشاں ہلاکت کیطرف لیجاوی۔ یہ امر واقع ہی۔ تمام مذاہب کے نزدیک مسلّم ہے کہ خدا کو نیکی سے پیار اور بدی سے نفرت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرسکتا ہے۔ اس کی سلطنت میں کوئی شریک اور اسکے ارادوں کے راہ میں کوئی مانع نہیں۔ باوجود اسکے یہ امر واقع ہے کہ بدی ہے اور ہو رہی ہے اور زور سے اُس کی رَو چل رہی ہے اور خدا کے فعل میں اس کی قادر مطلق حکومت میں اُسکے آثار اور

ظہور نظر آ رہی ہیں۔ اور اُسکے مقابل ایک گروہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ جو اُس سے کشتی کرتا اور لوگوں کو اس کی طرف جانے سے روکتا ہے یہ امور ہیں جو قانون قدرت میں اور خود انسان کی فطرت میں صاف صاف دیکھے جاتے ہیں۔ انہی نفس الامری باتوں کا نقشہ قرآن کریم نے اس مخفی محرک اور طاقت کے ظہوروں کی حقیقت بتا کر دکھایا ہے۔ بدی کا جو محرک اسکا نام شیطان ہے۔ اور نیکی کے محرک ملائکہ اور نیک لوگ ہیں۔

آریوں کا یہ فرض تھا۔ اور اُنکے ذمہ بڑا بھاری قرضہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے اس سچے **فلسفہ** کے مقابل **وید** سے دکھلاتے کہ وہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کے مطابق نیکی اور بدی اور اُنکے محرکات اور مزیلات کا یہ فلسفہ **بیان** کرتا ہے یہ **سفیہانہ** طریق جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہی کہ تمام **حقائق** پر بے باکی سے زبانِ طعن کھولتے ہیں۔ یہ طریق سچے علوم اور تحقیق حق کا دشمن ہے۔ آریہ کو تو ویدوں کے تراجم سے بھی مضائقہ ہے۔

سوال نمبر ۱۱۔ خدا پاکیزگی پسند ہے۔ پھر ناپاک کو پاک کرنا نہ چاہا۔ ناپاکی اور گمراہی بڑھاتا ہے۔

الجواب۔ تارک نے آیات ذیل سے تمسک کیا ہی۔ اور قرآن کریم کی زبان نہ سمجھنے سے ضلالت کے گڑھے میں گرا ہی۔ اسکا اعتراض مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتۡنَتَہٗ (پ ۶ مائدہ) پر ہی اب ہم پوری آیتیں لکھہ کر اصلی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۔ یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوۡلُ لَا یَحۡزُنۡكَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡكُفۡرِ مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَمِنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا۔ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡكَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ ۔ لَمۡ یَاۡتُوۡكَ یُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ اُوۡتِیۡتُمۡ هٰذَا فَخُذُوۡهُ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ فَاحۡذَرُوۡا وَمَنۡ **یُّرِدِ اللّٰهُ فِتۡنَتَهٗ** فَلَنۡ تَمۡلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا اُولٰٓـئِكَ الَّذِیۡنَ لَمۡ **یُرِدِ اللّٰهُ** اَنۡ **یُّطَهِّرَ** قُلُوۡبَهُمۡ لَهُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّلَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ

اے رسول نہ غمگین کریں تجھے وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے بڑہتے ہیں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا ہم ایمان لائے اور انکے دل ایمان نہیں لائے۔ وہ لوگ کان لگاتے ہیں کہ یہاں سے سُن کر باہر جا کر جھوٹ پھیلائیں یا دوسرے مخالفوں کی ہی مان لیتے ہیں جو ابھی تیرے پاس نہیں آئے ٹھیک موقعوں سی بات کو اُلٹ پلٹ کر دیتے ہیں کہتے ہیں اگر تمکو یہ تعلیم ملے تو لے لو۔ اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو۔ اور جسے اللہ عذاب دینا چاہے تو اسے اللہ سی بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے انکے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا انکے لئے دنیا

عَذَابٌ عَظِيمٌ (پ مائدہ)	میں رسوائی ہے اور آخرت میں انکے لئے

بڑا عذاب ہے۔

۲ - وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ - فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (پ توبہ)	اور جب کوئی سورۃ اُتاری جاتی ہے۔ کوئی تو ان میں سے کہتا ہے بتاؤ تو اس سورۃ نے تم میں سے کسکے ایمان کو بڑھایا جو تو مومن ہیں۔ انکے ایمان کو تو وہ سورۃ بڑھا دیتی ہے اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جنکے دلوں میں روگ ہیں وہ سورۃ اُنکی پلیدی اور بد باطنی کو بھی

بد باطنی کے ساتھہ ملاکر بڑھاتی ہے اور وہ کفر میں ہی مرتے ہیں۔

عمدہ عمدہ تندرستوں کے کھانے بیماروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور موسم بہار کی عمدہ ہوا بعض بیماروں میں ضرر کا موجب ہے۔

فتنہ کے سننے کیلئے دیکھو مفردات راغب کو جو قرآن کریم کی معتبر لغت اور بہت پرانی کتاب ہے

۱ - اصل الفتن ادخال الذهب النار	فتنہ کے اصلی معنے ہیں زر کو آگ میں ڈالنا۔
ليظهر جودته من رداءته -	تو کہ اُسکی میل کچیل نکل جاوے۔

اور قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

يَوْمَهُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ (پ ۲۶ ذاریت)	جب وہ آگ میں ڈالے جاکر عذاب دیئے جائینگے۔
۲ - الفتنة العذاب	فتنہ کے معنے ہے عذاب۔

اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی اِس آیت کو پڑھو۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ (پ ۲۶ ذاریت)	اپنی سزا کا مزا لو۔

۳ - اسباب عذاب کو بھی فتنہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (پ توبہ)	دیکھہ وہ عذاب کے موجبات میں جا پڑے ہیں۔

۴ - امتحان لینا۔ محنت لینا بھی فتنہ کے معنے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا - (پ ۱۶ - طٰ)	اور ہمنے تیرا خوب امتحان لیا۔
وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (پ انبیا)	اور ہم امتحان کے طور پر تمہیں بدی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں

۵ - فتنہ کے معنے دکھہ بھی قرآن کریم میں آئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ پ۲ بقرہ) اور دُکھ دینا قتل سے بھی سخت تر ہے۔
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ پ۲ بقرہ اور ان لڑنیوالوں سے تم بھی لڑو تا انکی ایذا رسانی بند ہو جائے

اب واضح ہو گیا کہ فتنہ کے معنے بلا۔ مصیبت۔ قتل۔ عذاب کے ہیں۔ اور معاً ان آیات نے کھول دیا ہے۔ کہ وہ کون سے اسباب ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ جمع کئے جن پر جناب حق تعالےٰ کا غضب بھڑکا اور ان کی سزا اور عدم تطہیر کا فتوے اُنکے حق میں لگایا۔ اب آیت من یرد اللہ فتنتہٗ کا مطلب صاف صاف یہ ہوا کہ جسکو اللہ تعالےٰ عذاب دے اسکو کون بچاوے تم بھی بتاؤ اور اپنے اصول کو مد نظر رکھکر جواب دو کہ کیا جنم کے عذابوں سے کوئی بچا سکتا ہے کیا سورا ور کتے کو کوئی دھرمپال کیسے جنم میں لا سکتا ہے؟ علاوہ بریں آں ان آیات لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (پ۶ مائدہ) اور زَادَتْهُمْ رِجْسًا (پ۱۱ توبہ) کا ثبوت تو آپ ہی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم راہ نما اور یقیناً ہادی ہے۔ مگر تمہارے لئے وہ باعث ہلاکت وضلالت ہوا۔ اور اگر تمہارے خلاف یہ کہو کہ وید ہدایت کے لئے آئے تھے۔ مگر دیکھ لو وام مارگیوں اور رہی دھرو غیرہ کے لئے وہ بھی دیانند کے نزدیک رجس اور مرض کا باعث ہوئے۔ تو بعینہٖ یہ بات تمکو اسلامیوں کی طرف سے کیوں سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ غور کرو تمام حکما اور تمام طبیب اور دانا جانتے ہیں۔ کہ بیمار کے لئے تندرستوں کا عمدہ کھانا بھی مضر ہوتا ہے۔ اگر تمکو اتنا علم نہیں۔ تو کسی آیُر وید والے سے پوچھ لو۔

سوال نمبر ۱۲۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ شیطان لوگوں کو بہکاتا ہے۔ شیطان کا گمراہ کنندہ خدا ہے۔ شیطان نے خدا کے مونہہ کہدیا الخ“

الجواب۔ شیطان کی نسبت ارشاد الٰہی قرآن شریف میں یوں ہے۔

۱۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (پ۱۵ بنی اسرائیل) اس کے معنی یہ ہیں کہ جب رب میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں۔

خود بھی شیطان کا ایک قول قرآن مجید میں ہے۔

۲۔ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (پ۱۳ ابراھیم) مجھے تم پر کوئی غلبہ اور قدرت نہیں تھی ہاں اتنی بات ہے کہ میں نے تمہیں بلایا سو تم نے میری بات مان لی اب مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے تئیں ملامت کرو۔

ہر ایک بدکار گمراہ کنندہ جو ناپاک باتوں کیطرف لوگوں کو بلاتا اور ہلاکت پر چلاتا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ میں ایسے وجود کو قرآن کریم میں شیطان کہا گیا ہے کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ایسے

شریر موذی وجودوں سے کبھی کوئی زمانہ خالی ہوا ہے۔ جیسے اس وقت میں مضل ومغوی وجود ہیں اور سب قوموں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے اسی طرح آدم کے وقت میں بھی ایک شریر بلکہ موذی وجود آدم کے مقابل تھا۔ بہکانیوالے وجودوں کا کائنات میں موجود ہونا امر واقع ہے۔ کوئی شخص نادانی سے قرآن شریف کی اصطلاح سے اگر چڑتا ہے تو کیا وہ واقعات عالم کی بھی تکذیب کرسکتا ہے۔

ان مغوی شریروں کا ایک نمونہ اور اسکے افعال۔ اقوال اور نتائج قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ اور اس طرح لوگوں پر احسان کیا ہے کہ بدکاروں کی راہ سے بچنے کی تدبیر بتائی ہے۔ آدم کے مقابل جو شریر تھا اُسکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ پ بقرہ	یعنے اُس نے سرکشی کی اور انکار کیا اور وہ کافروں میں سے تھا یا ہوا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہلاکت کو خود اُسنے اپنی سرکشی سے خریدا۔ خدا نے اُسے بجبر ہلاک نہیں کیا۔ ہاں ممکن ہو کہ بدفہمی کی وجہ سے لفظ أَغْوَيْتَنِي سے جو آیت ذیل میں ہے یہ بات تم نے اخذ کی ہو۔

سنو۔ اور غور کرو وہ مقام کیا محل اعتراض ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (پ ۱۴۔ حجر)	شیطان نے کہا میرے رب بسبب اسکے کہ تو نے مجھے غوی ٹھہرایا۔ میں بھلے کر دکھاؤنگا انکے لئے اور ضرور غوی ٹھہراؤنگا انکو سب کو۔

غی[۲] مجرد ہے۔ اغوا اس کے مزید کے معنے ہیں۔ اضلال اہلاک۔ افساد۔ نامراد کرنا۔ بدمزہ کردینا۔ زندگی کا تلخ کردینا۔

پھر سن باریتعالے کی مقدس بابرکت ذات پاک نے انسان کو استطاعت۔ نیک و بد کی تمیز عقل اور فطرت مرحمت فرماکر ہزاروں ہزار انبیا اور رسول اور کتابیں اور اپنی رضامندی کے اسباب بتاکر دنیا میں ہدایت کو پھیلایا ہے۔ اور انبیا اور اسکے سچے اتباع اور فرمانبرداروں کی ہمیشہ نصرت اور اعانت فرمائی ہے۔ ہاں باستطاعت انسان پر جبر نہیں فرمایا کہ اس کی گردن پکڑ کر اس سے نیک اعمال کرائے۔ شیطان اور اسکی ذریات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ انسانوں میں فرمانبرداروں کو فرمان برداری کی خلعت و عزت عطا فرماتے۔ مگر پھر بھی شیطان کو یہ اختیار نہیں دیا۔ کہ لوگوں کو بجبر گمراہ کرے۔

---

[۱] - قرآن کریم میں ہے شیطان بھلے کر دکھاتا ہے۔ بدعملوں کی بدعملی۔ منہ

[۲] - غی کے معنے ہیں۔ ضلال۔ ہلاکت۔ نامرادی۔ بدمزگی۔ عیش تلخ۔ بداعتقادی کی جہالت۔ ابن الاثیر۔ راغب۔ تاج۔ لسان العرب۔ منہ

چونکہ انسان بڑے درجات کا طالب تھا اور بغیر صدق و صفا انعام نہیں ملسکتا اسواسطے دو محرک نیکی و بدی کے یعنے فرشتہ اور شیطان پیدا کئے۔ قانون قدرت اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ سب لوگ اپنے نفس میں دو محرک محسوس کرتے ہیں۔ قاتل پہلے قتل کرتا ہے پیچھے اور پچھتاتا ہے۔ پس واقعی فرشتہ و شیطان کا وجود عالم میں ہے۔ اگر وید کامل ہے۔ تو اس میں ضرور یہ فلسفہ ہوگا۔ فرق الفاظ میں ہو تو کوئی بات نہیں۔ ولکلٍ ان یصطلح۔ ان محرکات کی اصلاح تم میں کیا ہے بتاؤ اور کھول کر بتاؤ۔

شیطان کی منہ در منہ بات کا جواب

اضداد کا مقابلہ ایک واقعی اور صحیح بات ہے۔ کیمسٹری کی شہادت مرکبات عالم بلکہ بسائط کی نسبت اگر نہ لیں تو بھی لطیف کثیف کا سنگرام (جنگ) سعید و شقی۔ سرشٹ و دسیو۔ مومن و کافر دیو و اسر کا یدھ کوئی مخفی راز نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہدایت کیلئے اپنا کلام نازل فرمایا ہے۔ بایں ہمہ ایک عالم اسکے مقابلہ کے لئے ہی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ تم اپنی جگہ دیکھ لو۔ وید جسے تم کلام الٰہی مانتے اور قدامت کو اس کی سچائی کی بڑی دلیل بتاتے ہو۔ ہندوستان کے فرزندوں نے اسکے مقابلہ کیلئے ہتیار نکالے اور اسے رد کیا۔ اور اسکی قدامت اور صداقت کے ابطال کی غرض سے تمہارے بھائی جینی اپنے نوشتوں اور رشی دیوں کی اتنی لمبی مدت بیان کرتے ہیں۔ کہ اسکے مقابل ریاضی دان بھی حیران ہو جاتے ہیں اور **مجوس** اپنی کتابوں کی مدت قدامت کے بیان کرنے میں مہاں سنکھ سے آگے اور سترہ صفر بڑھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور مقابلہ اس عالم میں طبعی امر کی طرح ہمیشہ سے قایم چلا آتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ آپس میں جنگ تو ایک طرف رہی۔ اشرار ہمیشہ خدا سے مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ایک عظیم الشان ناصح خود انسان کے اندر موجود ہے مگر اسکے ساتھ ہی وہ مقابلہ ہے کہ الامان الامان تھوڑی دیر کے لئے کچہریوں میں عبرۃً دیکھیں۔ بازار کے لین دین کو دیدۂ بصیرت سے مطالعہ کریں۔ لیکچراروں کی لفاظیاں اور اسکے ساتھ انکا عملدرآمد غور سے ملاحظہ کریں۔ محکمہ جات میں کم سے کم ان لوگوں کی عملی کارروائیوں کو دیکھیں۔ کہ جن کی تمام تعلیم اہنسا پرموں دہرما (رحم ہی اعلےٰ مذہب ہے) اور باایں ہمہ ایک جانور (گائے) کی لفظی حفاظت کی ٹھیکہ داری کے بھیس میں اپنے خیال کے مخالفوں۔ غریبوں بیکسوں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

میں نے ایک ہندو ریاست کے ایک بڑے بااختیار پنڈت سے سوال کیا۔ کہ مساوی الاستعداد مگر مختلف امیدوار فتح محمد اور دوسرے امیدوار فتح چند کے لئے آپ کے محکمہ میں اگر موقع پرورش ہو تو آپ کس کو مقرر کریں گے۔ کہا فتح چند کو۔ میں نے کہا آپ تو بدھ مذہب کے آدمی ہیں۔ اور آپ نے ہنوز دریافت ہی

نہیں کیا۔ کہ فتح چند بدھ مذہب کا آدمی ہی ہے یا نہیں۔ کہا مولویصاحب! ہماری بچپن کی تعلیم ہمیں ایسے سبق سکہا چکی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو ختم کردیں۔ اِس قسم کی صدہا نظیریں اور واقعات ہیں جو دانشمند کو کافی سبق سکہاتے ہیں۔

غرض یہ مسلم امر ہے کہ الٰہی فرمان پاک لوگوں کے مفید کلمات۔ نور قلب۔ عقل۔ نظارۂ قدرت تجربہ صحیحہ اور بدی کی خطرناک سزائیں موجود ہیں۔ مگر شریر کا شرارت سے باز آنا کوسوں بلکہ مراحل دُور ہے۔ اِس **جنگ** کو ستیارتھ میں دیانندنے بہی مانا ہے۔ اور اسکا دیواُسر سنگرام نام رکہا ہے یعنی (اچھوں اور بُروں کی جنگ) غرض نور و ظلمت۔ نورانی و ظلمانی۔ صدق و کذب کا مُدعا ہی۔ ابلیس و شیطان وہی ظلمت اور شرارت ہی۔ یا یوں سمجھو کہ ظالم و شریر۔ کاذب و جاہل اور تاریکی کے فرزند کے القاب ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے علم کامل۔ رحمت۔ قدرت اور تصرف سے ہر جگہ موجود ہے اور شریر جسقدر بکواس کرتا ہی۔ وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہی۔ اور رو در رو کرتا ہی۔ کہ گویا اوس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہے کیا تمنے جو بدکلامی رسالہ ترک اسلام میں کی ہی۔ کہیں خدا سے مخفی اور خدا کے بندوں سے مخفی کی ہے۔ ہُوبہُو یہی بات ہے۔ جو قرآن کے اندر شیطان و ابلیس کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اسکا مطلب صاف ہے کہ اُس نے خدا کے بندوں سے جو شرارت اور جنگ کی اُن سے نہیں کی۔ بلکہ خود خدا سے بالمواجہ تکرار اور جنگ کی۔ **قال** کے لفظ سے یہ سمجہنا کہ شیطان نے خدا سے بالمشافہ مکالمہ کیا۔ سخت غلط بات ہے۔ قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا کے مکالمہ سے وہی لوگ شرف اندوز ہوتے ہیں۔ جو خدا کی نگاہ میں پاک و صاف ہوتے ہیں۔ پہر شیطان جیسی نجس ذات کا یہ رتبہ کہاں کہ اُسے خدا کی ہمکلامی کی عزت ملے۔ سارے قرآن میں کَلَّمَ تَکْلِیْماً کا کوئی صیغہ شیطان کے کلام کے بارہ میں مذکور نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہی۔ کہ لفظ **قال** عربی کی زبان میں ہر ایک بات اور کام اور اشارہ اور زبان حال پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی کی لغت میں لکہا ہے

العرب تجعل القول عبارة عن جميع الافعال	یعنے قول تمام افعال پر بولا جاتا ہی۔
قالت له العينان سمعًا وطاعة	اسکی آنکھوں نے کہا کہ ہم سنتے اور مانتے ہیں۔
قالوا اصدق واومأوا برؤسهم	صحابہ نے کہا سچ کہتا ہی اور یہ بات سر کے اشارہ سے کہی
قالت السماء جادت وانسكبت	بادل نے کہا۔ کیا معنے برسا۔
ويقال للمتصور في النفس قبل التلفظ۔	قال اس خیال پر بہی بولا جاتا ہی جو ابہی تلفظ میں نہیں آیا۔

فیقال فی نفسی قول لم اظہرہ۔	کہا جاتا ہی میرے دل میں بات ہے جسکو مینے ظاہر نہیں کیا۔
و الاعتقاد یقال فلان یقول بقول الشافعی	فلاں اعتقاد کرتا ہی شافعی کا اعتقاد۔ قول کے معنے اعتقاد کے ہیں
و یقال للدلالۃ علی الشیٔ۔	علی العموم دلالۃ کو بھی قول کہتے ہیں۔
امتلأ الحوض فقال قطنی۔	کہا جاتا ہی حوض جب پانی سے بھر گیا تو اس نے کہا اب بس کرو۔
قالت لہ الطیر تقدم راشدًا	پرندوں نے اُسے کہا اقبال مندی سے آگے بڑہو۔

غرض جب لفظ قال اتنے بڑے وسیع معنوں پر بولا جاتا ہے۔ تو کسقدر ضروری امر ہے کہ ہر موقع و محل کے مناسب اسکے معنے کیئے جائیں۔

شیطان ایک کافر۔ متکبر احکام الٰہی سے منکر خبیث روح ہے۔ حسد و بغض سے اوسنے آدم جیسے راستباز کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کیطرف ہی بدی کو منسوب کر دیا۔ اور بیباکی سے بدکلامی کی اور اسی طرح کی ناپاک زبان سے کام لیا۔ جیسا کہ تم نے۔ اور ہم انشاء اللہ تمہاری گالیونکی فہرست میں دکہائینگے۔ اور تمہیں خدا تعالےٰ نے باایں ہمہ ڈہیل دے رکھی ہی اور اغوا کی مہلت دی ہی۔ چنانچہ تمنے یہ رسالہ شایع کیا۔ اور ایک وقت معلوم تک مہلت دی۔ یہ ایسا صاف نظارہ ہے کہ اسے ہر ایک دانشمند اس جہاں میں آنکہوں سے دیکہہ رہا ہے۔ اور اپنی برتاؤ سے اس کی صداقت کی شہادت دے رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہی کہ ہم مسلمان نیکی کے محرک کو (تم کچھ نام رکہو) ملک یا فرشتہ کہتے ہیں۔ اور بدی کے محرک کو شیطان و ابلیس۔ ان معنوں کے لحاظ سے ملک و ابلیس کا کون منکر ہو سکتا ہی۔ یہ پختہ اور یقینی بات ہے۔ کہ جہاں قرآن کریم نے شیطان و ابلیس کا ذکر کیا ہے وہاں انہیں **اسرار دل** اور بدی کے محرکوں سے مراد ہی۔ ان واقعات پر اعتراض کرنا خدا تعالےٰ کے قانون قدرت اور اس کے نظام کی **نکتہ چینی** کرنا ہے۔

سوال نمبر ۱۳ "خدا۔ مسخرہ۔ مخولیا۔ ٹھٹھول۔ بھنگڑ۔ بھنگیوں میں آکودتا ہی۔ بھنگڑپن شروع کر دیتا ہے"

الجواب۔ لعنت اس گندہ دہنی پر۔ کیا یہ انصاف ہے۔ آہ کاش تم لوگ آدمیت کو اختیار کرتے اور حق کے سچے طالب بنتے کیا آپ کے نیم نمبر ۴۔ کا یہ عملدر آمد ہے جسمیں لکہا ہے۔

"ست کے گرہن کرنے اور اسُت کے چہوڑنے میں سرودا ادت رہنا چاہیئے" میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے اسماء صفاتیہ ہرگز ہرگز قرآن مجید میں نہیں اور میں خود یقین کرتا ہوں کہ اتنی

بڑے جھوٹ سے جو تمہارے ہمالہ سے بھی بڑا ہے۔ تم اسلام کو جیت نہیں سکو گے۔ تم اس گندے طریق سے جیتنا چاہتے ہو۔ اور یہی تمہاری ہلاکت کا موجب ہو گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

طاعون تمہارے گوجرانوالہ کے علاقہ میں آیا۔ مگر تمکو ابتک اس سے نصیحت نہیں ملی۔ تمہارے بدلگام آریہ مسافرنے جو ناکامی دیکھی۔ اُسنے تمکو کچھ سبق نہ دیا۔ **سنو بدبخت** دیانند نے وید کی نرالی اور گھنونی بات کے سیدھا کرنے کے لئے استعارہ اور مجاز کا دروازہ کھولا اور بڑے زور سے یہ دعوے کیا اور لوگونکو سکھایا کہ وید کے بہت ساری الفاظ کو **استعارہ** سمجھنا چاہیئے۔ ایسے ایسے گندے الفاظ وید کے جن کا ذکر ہم دیباجہ میں کرینگے۔ اور وہ الفاظ جنہیں وام مارگیوں اور سناتن دہرمیوں نے اُنکے ظاہر پر انہیں حمل کیا اور بت پرستی اور انگ پرستی اور لنگ پرستی اور بھگ پرستی کے ثبوت ویدسے نکالے۔ ماں سے بہن سے۔ بیٹی سے بھوگ کرنے کے ثبوت وید سے نکالے اور ابتک کروڑوں ہندو صدق دل سے وید کی اس تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے مطابق عملدرآمد کرتے ہیں مگر دیانند نے ان سب الفاظ کو **الٹکا** ر یعنے استعارہ قرار دیکر شرمناک داغ سے وید کو بچانے کی کوشش کی۔ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کرنے سے قبل کیا ضروری نہ تھا کہ آریہ اپنے گرو کی چال کو اپنا رہنما بناتے۔

سنو۔ ! قرآن کریم تمہاری ناپاک زباں درازی سے کسقدر پاک ہے۔ اور اصل حقیقت ان الفاظ کی کیاہے اور تمہارے بدزبان حملہ آوروں سے صدیوں پہلے قرآن کی لغتیں ان الفاظ کے کیا معنے کرتی ہے۔ لیکن اسکے مقابل وید کے الفاظ کے کھینچ تان کے ثبوت میں دیانند کے پاس **لغات** کے ایسے کھُلے ثبوت نہیں۔

۱۔ ذکر حجۃ الاسلام الغزالیؒ۔ ان الاستہزاء الاستحقار والاستہانۃ والتنبیہ علے العیوب والنقائص علے وجہ یضحک منہ ۱؎ روح المعانی۔ تحقیر کو استہزاء کہتے ہیں۔

۲۔ الھزأۃ۔ اصلہ الخفۃ۔ وھو القتل السریع۔ ھزأ۔ یھزأ۔ مات۔ فجاءۃ وتھزأ بہ ناقتہ ای تسرع بہ وتخف؎ فتم۔ ہلکا۔ سبھنے جلدی قتل کرنے اچانک مرنے کو ہزو کہتے ہیں۔

پس اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ (پ بقرہ) کے معنے ہوئے۔ اللہ تحقیر کریگا۔ اہانت کریگا۔ اور انکے عیوب و نقائص سے خلقت کو ایسی آگہی دیگا کہ ان کی ہنسی ہو اور اللہ تعالیٰ انکو خفیف کریگا۔ جلدے ہلاک کردے گا۔

یہ بیان ہے منافقوں کے حالات کا جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے۔ دل میں کپٹ ہوتی

ہے اور ظاہر میں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مومنوں کی تحقیر واہانت اور تخفیف کرتے ہیں۔ آخر اللہ تعالے اُن کی تحقیر۔ اہانت اور تخفیف کرتا ہے۔ اور کرتا رہیگا۔ اور ہلاک کر دیگا اور انکے عیوب و نقائص کی اطلاع دیتا ہے اور دیتا رہیگا۔ اسلئے کہ دنیا میں اُن کی ہنسی ہو۔ یہ بڑی بھاری پیشگوئی ہے اور وہ روز روشن کی طرح پوری ہوئی۔ کہ تمام وہ لوگ جو اسلام پر ہنسی اُڑاتے۔ اور اس کی تحقیر کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے انہیں ضعیف وحقیر کر دیا۔ صداقتوں اور **واقعات حقہ** پر اعتراض کرنا سخت ناپاکی اور جہالت نہیں تو کیا ہے۔

اور سنو! دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں کیا قواعد قرار دیئے ہیں کیا تمہارا فرض نہیں کہ اعتراض سے پہلے اُن **قواعد** کو آنکھ کے سامنے رکھ لیا کرو۔ چنانچہ دیانند لکھتا ہے۔

"پس جس جس موقعہ پر بمہ دانی وغیرہ کے اوصاف پائے جاویں اوس موقع پر پرماتما اور جہاں خواہش۔ نفرت۔ جدوجہد۔ راحت۔ رنج۔ اور ناقص العلم وغیرہ کے اوصاف ہوں وہاں جیو (روح) کے معنے لئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ہر جگہ سمجھنا چاہیئے صفحہ ۶۔

مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ . . . . یعنے اے نوکر تو "سیندھو" لے آ تو اس کو وقت اور محوائے کلام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ "سیندھو" دو چیزوں کا نام ہے ایک گھوڑے کا دوسرا نمک کا۔ اگر مالک کی روانگی (سیر وغیرہ) کا وقت ہو تو گھوڑا۔ اور اگر کھانیکا وقت ہو تو نمک لانا واجب ہے لیکن اگر سیر کے وقت نمک اور کھانیکے وقت گھوڑا لائے تو اسکا مالک اسپر خفا ہو کر کہیگا۔ کہ تو بے عقل آدمی ہے۔ سیر کے وقت نمک اور کھانیکے وقت گھوڑا لانے سے کیا مطلب تھا۔ تو محوائے کلام نہیں سمجھتا۔ ورنہ جس موقع پر جو چیز لانی چاہیئے تھی۔ اوسی کو لاتا۔ تجھہ کو محوائے کلام کا خیال کرنا لازمی تھا۔ جو تو نے نہیں کیا تو بیوقوف ہے۔ میرے پاس سے نکلجا۔ **اس سے ثابت** کیا ہوا کہ جہاں جس معنے کو لینا واجب ہو وہاں اوسی کو لینا چاہیئے۔ تو اندریں صورت ہمکو اور آپ سب کو ایسا ماننا اور عمل میں لانا چاہیئے"۔ صفحہ ۲ و ۳ ستیارتھ ترجمہ رگوید آدی بھاش بھومکا میں ہے صفحہ ۱۳۶۔ اردو ترجمہ منشی رام جگیاسو۔

لطیفہ "اور جو کم عقل۔ کم علم۔ اور متعصب انسان کا کیا ہوا ارتھ ہے وہ خراب اور جھوٹھ ہوتا ہے۔ اسلئے اس کی عزت کسی کو نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اور اس کی عزت کرنے سے انسانوں میں غلطی گھر کر جاتی ہے"۔

دیانند نے اور اوسکے آریہ مسافر۔ اور آخر دھرمپال نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ قرآن کریم

پر اعتراض کرتے وقت آگا پیچہا ۔ لُغت وغیرہ پر کچھہ دہیان نہ کیا ۔ اور کم عقل ۔ کم علم (عربی کے علم سے کمی) اور متعصب انسان کی طرح اعتراض در اعتراض کردیئے ۔

سوال نمبر ۱۴ "قسموں پر اعتراض ۔ گہوڑوں ۔ اونٹوں ۔ پہاڑوں درختوں ۔ کتابوں ہواؤں ۔ سورج چاند ۔ ستاروں کی پے در پے قسمیں کہاتا ہے ۔ ہنسی کی بات ہے "

الجواب ۔ اگر قسم ہنسی کی بات اور بُری ہے تو جو یجر وید بہاش چھٹا باب منتر بائیس میں بانیئے آریہ سماج نے لکہا ہے ۔ وہ تو ضرور ردّ کے قابل ہے "ہے درن) نیا کرنیوالے سبہاپتی (منصف راجہ) کئے ہوئے میں نیا اگھنیا نمارنے یوگ گئو آدی پشوؤں کی شپت (قسم سوگند) ہے

اتی اسی پرکار (اسی طرح) جو آپ کہتے ہیں اور ہم لوگ بہی شیام ہی شپت کرتے ہیں ۔ آپ بہی اس پرتگیا (قانون) کو مت چہوڑیئے ۔ اور ہم لوگ بہی نہیں چہوڑیں گے "

غور کرو ۔ گئو آدی پشوؤں میں کسقدر گائے[1] بیل ہرن ۔ بکری ۔ اونٹ ۔ سور ۔ کوی ۔ مرغ چیل کیڑے مکوڑے داخل ہیں ۔ انصاف کرو ۔ اور پہر سوچو وہ جو منوجی اور بہرگ جی کی جامع سنگہتا میں بُرا بول بولا ۔ جسنے کہا اور ویدک قانون بتایا ۔ دیکہو منوجی ۸ ۔ ۸۸ گئو بیج اور سونا کی قسم دیکر ویشیہ سے پوچہے ۔ منو ۸ ۔ ۱۰۹ میں ہے ۔ **سوگند** کے وسیلہ سے اصلی بات کو دریافت کرے ۔ اور کیا غلط کہا ۔ جو منو ۸ ۔ ۱۱۰ میں ہے ۔ دیوتا اور بڑے بڑے رشی لوگوں نے کام کے واسطے **سوگند** کہائی ہے ۔ اور بسوامتر کے جہگڑے میں بشسشٹ رشی نے پیون کے بیٹے سداماں راجہ کے روبرو قسم کہائی تہی ۔

ہماری پاک کتاب میں قسموں کا ہونا ایک معجزہ ہے اور عظیم الشان معجزہ ہے بلکہ اسلامی اصطلاح کے مطابق ایک آیت اور نشان نبوت ہے ۔ اور عظیم الشان نشان نبوت ہے ۔ کیونکہ عرب میں ایک مثل تہی ۔ ان الایمان تدع الارض بلاقع ۔ قسمیں ملک کو ویران کردیتی ہیں ۔

اور منو کہتا ہے ۔ ۸ ۔ ۱۱۱ کیونکہ جہوٹہی قسم کہانیسے اس لوگ میں اور پرلوگ میں نشٹ ہوتا ہے ۔ پنجابی میں مثل ہے ۔ جہوٹہی قسم تاں پٹ ماردی اے ۔ اب **سوچو** اور خوب سوچو کہ قرآن اور صاحب قرآن اسقدر قسموں کے ساتہہ کیسا فاتح اور کیسا کامیاب ہوا کہ اسکے دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا ۔ ذرا اسپر غور و تامّل کرو ۔ ان قسمونکا ثبوت تجارب و ضرب المثلوں اور منو کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے ۔ اور تمہارے خیال میں ایک مجنوں اور جہوٹے کا فعل ہے ۔ جلسہ **مہوتسو** کے اسلامی مضمون میں امام مہدی نے اور بہی واضح فرمادیا ہے ۔ اور بانئے اسلام تو تمہارے نزدیک جیسے

[1] نمارنے کے لائق گائے وغیرہ جانور ونکی ۔

ہیں۔ تمہارے اقوال وافعال سے ظاہر ہے۔ مگر دیکھ لو کہ کس طرح روز افزوں ترقی اسلام اور بانیٔ اسلام اور عرب کو ہوئی۔ پس اگر قسم زہر تھی تو اس نے تریاق کا کام دیا۔ اور اگر حق ہے۔ تو کیسی حقیقت حق کی ظاہر ہوئی۔ کہ تمہارے ملک میں بھی آ براجا۔

سنو۔ مطالب دو قسم کے ہوتے ہیں اول بڑے ضروری دوسرے ان سے کم درجہ کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مطالب کے تاکید اور براہین اور دلایل سے ثابت کیا جاتا ہے یہ میرا دعویٰ بہت صاف اور ظاہر ہے۔

تاکید کے لئے ہر زبان میں مختلف کلمات ہوا کرتے ہیں ایسے ہی عربی زبان میں بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہیں۔ مگر ایشیائی زبانوں میں ... علے العموم قسم سے بڑھکر کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ ایسے ہی عربی کے لٹریچر میں بھی قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اسلئے اسمیں عربی محاورات پر ضروری مطالب میں قسموں کا استعمال بھی ہوا ہے۔ رہی یہ بات کہ اہم اور ضروری امور میں براہین اور دلایل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب میں قسموں کے علاوہ اور کیا ثبوت دیا ہے۔ سو یاد رہے۔ جہاں قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے وہاں جس چیز کیساتھ قسم کھائی گئی ہے۔ وہ چیز قانون قدرت میں قسم والی مضمون کیلئے ایک قدرتی شاہد ہوتی ہے اور یہ قسم قدرتی نظاروں میں اُس مطلب کی مثبت ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہوگا۔

مثلاً۔ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى الخ۔ ایک مطلب ہے جسکے معنے ہیں۔ لوگو! تمہارے کام مختلف ہیں اور انکے نتایج بھی الگ الگ ہیں۔ قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے اس طرح ثابت کرتا ہے:

وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى	کیا معنے رات پر نظر کرو جب اُسکی کالی گھٹا چھاجاتی ہے۔
وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى (پ واللیل)	پھر دن کی بناوٹ پر غور کرو جب وہ اپنی انوار کو ظاہر کرتا ہے

پھر مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر نظر ڈالو۔ اور آن کے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو۔ تو تمہیں صاف طور پر عیاں ہوگا۔ کہ بے ریب تمہاری کوششیں الگ الگ اور اُن کے نتایج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایسے ہی باریتعالےٰ کے نام پر جان و مال کو دینیوالے اور نافرمانیوں سے بچنے والے اور اعلے درجہ کی نیکی کے مصداق اور اسکے مقابل جان اور مال سے دریغ کرنیوالے نافرمان اور اعلے درجہ کی نیکی کے مکذب بھی الگ الگ نتیجہ حاصل کرینگے۔

حضرت امام حجۃ الانام نے توضیح میں فرمایا ہے "تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت وسنت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات وحقائق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے

خواص کا عام طور پر بیّن اور کہلا کہلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں۔ جیساکہ اس میں کسی کو بہی شک نہیں
ہو سکتا۔ کہ سورج موجود ہی۔ اور اسکی دہوپ بہی ہے۔ اور چاند بہی موجود ہی۔ اور وہ نور آفتاب سے
حاصل کرتا ہے۔ اور روز روشن بہی سب کو نظر آتا ہے اور رات بہی سب کو دکہائی دیتی ہی اور آسمان
کا پول بہی سب کی نظر کے سامنے ہی۔ اور زمین تو خود انسانونکی سکونت کی جگہ ہی۔ اب چونکہ یہ تمام
چیزیں اپنا اپنا کھلا کھلا وجود اور کھلے کھلے خواص رکہتی ہیں جن میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہ
نفس انسان کا ایسی چہپی ہوئی اور نظری چیز ہے۔ کہ خود اُسکے وجود میں ہی صدہا جہگڑے برپا ہو
رہی ہیں۔ بہت سے فرقے ایسے ہیں۔ کہ وہ اسبات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنے روح انسان بہی کوئی
مستقل اور قائم بالذات چیز ہی جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کیلئے قائم رہ سکتی ہی اور جو لوگ
نفس کے وجود اور اسکی بقا اور ثبات کے قایل ہیں وہ بہی اسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے
جو کرنا چاہیئے تہا۔ بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجہ بیٹھے ہیں کہ ہم صرف اس غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ حیوانات
کی طرح کہانے پینے اور حظوظ نفسانی میں عمر بسر کریں وہ اس بات کو جانتے ہی نہیں کہ نفس انسانی کس
قدر اعلے درجہ کی طاقتیں اور قوتیں اپنے اندر رکہتا ہی۔ اگر وہ کسب کمالات کیطرف متوجہ ہو تو کیسے
تہوڑے عرصہ میں تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و محاسن پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو سکتا ہی سو
اللہ جلشانہ نے اس سورۃ مبارکہ میں نفس انسان اور پہر اسکے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا
چاہا ہی۔ پس اول اُس نے خیالات کو رجوع دلانیکے لئے شمس اور قمر وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص
بیان کرکے پہر نفس انسان کیطرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع ان تمام کمالات متفرقہ کا ہی۔ اور جس
حالت میں نفس انسان میں ایسے اعلےٰ درجہ کے کمالات و خاصیات تمامہا موجود ہیں جو اجرام سماویہ
و ارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ تو کمال درجہ کی نادانی ہو گی۔ کہ ایسے عظیم الشان اور مستجمع
کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بہی چیز نہیں جو موت کے بعد باقی رہ سکے یعنے جبکہ
یہ تمام خواص جو ان مشہود و محسوس چیزوں میں ہیں۔ جنکا مستقل وجود ماننے میں تہمیں کچھ کلام نہیں
یہاں تک کہ ایک اندہا بہی دہوپ کا احساس کرکے آفتاب کے وجود کا یقین رکہتا ہی۔ نفس انسان
میں سب کے سب یکجائی طور پر موجود ہیں۔ تو نفس کے مستقل اور قایم بالذات وجود میں تمہیں کیا
کلام باقی ہے۔ کیا ممکن ہی۔ کہ جو چیز اپنی ذات میں کچھ بہی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں
کے خواص جمع رکہتی ہو۔ اور اس جگہ قسم کہانے کی طرز کو اسوجہ سے اللہ جلشانہ نے پسند کیا ہی۔
کہ قسم قائمقام شہادت کے ہوتی ہی۔ اسی وجہ سے حکام مجازی بہی جب دوسرے گواہ موجود نہوں

تو قسم پر انحصار کردیتی ہیں۔ اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فائدہ اُٹھالیتے ہیں جو کم سے کم دو گواہو[ن] سے لے سکتے ہیں۔ سو چونکہ عقلاً و عرفاً و قانوناً و شرعاً قسم شاہد کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے لہذا اسی بنا پر خدا تعالےٰ نے اسجگہ شاہد کے طور پر اسکو قرار دیدیا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سورج کی اور اس کی دہوپ کی درحقیقت اپنی مراد یہ رکھتا ہے۔ کہ سورج اور اس کی دہوپ یہ دونوں نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونیکے شاہد حال ہیں۔ کیونکہ سورج میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ کے پائے جاتے ہیں یہی خواص مع شے زائد انسان کے نفس میں ہی موجود ہیں۔ مکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اسکے عجائبات سورج کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھکر ہیں۔ سو جبکہ سورج موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اسکا ہم شکل اور ہم پلہ ہے بلکہ اس سے بڑھکر یعنی نفس انسان ہے۔ وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا۔

اسی طرح خدا کا یہ کہنا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اس کے مرادی معنے یہ ہیں۔ کہ چاند اپنی خاصیت کے ساتھ کہ وہ سورج سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے۔ نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے کے شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سورج سے اکتساب نور کرتا ہے۔ اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے ایک دوسرے انسان کامل کی پیروی کرکے اسکے نور میں سے لے لیتا ہے۔ اور اس کے باطنی فیض سے فیضیاب ہوجاتا ہے۔ بلکہ چاند سے بڑھکر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کرکے پھر چھوڑ بھی دیتا ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں چھوڑتا۔ پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا شریک غالب ہے۔ اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قائم بالذات مانا جائے۔ مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بکلی انکار کردیا جائے۔

غرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جنکا ذکر نفس انسان کے پہلے قسم کہا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے رو سے شواہد اور ناطق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کہائی ہیں۔ ان قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور مقصد ہے کہ تا امر بدیہہ کو اسرار مخفیہ کیلئے جو انکے ہمرنگ ہیں بطور شواہد کے پیش کیا جائے۔ (توضیح مرام)

سوال نمبر ۱۵ " کن سے سب کچھہ بنا ہوا تہا۔ تب آسمان و زمین کو چھہ دن اور تین دمیں کیوں بنایا۔"

*دیکھو صفحہ ۹۳۔

الجواب - کُن کے معنی ہو جا - فیکون کے معنے ہو جاتا ہی - اسکا مطلب یہ ہے - کہ جسطرح اللہ تعالے کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہی - اسیطرح وہ چیز ظہور میں آجاتی ہی - مثلاً بقول دیا نند کے جیسا کہ اونسے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہی ۲؎ ابتدائے سرشٹی میں بہت ساری آدمیونکا وجود یکدم چاہا - توان کا وجود یکدم ہو گیا - اور ۴۴ برس یا چوالیس کے بلکہ اٹھتالیس برس کے جوان پیدا کردئے لاکن اب ہماری زمانہ میں ادھر میاں کے لئے تجویز کیا کہ بی اے ہوکر کچھ دن مدرس رہکر اور مسلمانوں کا مال کہاکر برہمچریہ بنے مجھے ٹہیک عمر تو معلوم نہیں - مگر بیس تیس کے درمیان یہ وجود نصیب ہوا ان حوالہ جات کی تصریح حوا و آدم کی پیدایش میں دینگے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۵ و ۲۲۵ پس سوال کا جواب تو ہو چکا - اصل بات یہ ہی - کہ کُن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہی - تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے پر کُن فرمایا ہے - قرآن کریم میں ہے -

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ (پ انعام)
اور عظیم الشان امر یہ ہو کہ وہ اللہ جسنے پیدا کیا - آسمانوں - بلندیوں اور زمین کو حکمت کیساتھ اور جب کہیگا کُن تو پھر ہونیوالی چیزیں ہو پڑینگی -

اور فرمایا -

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ - بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۰
اور پکی قسمیں کہا چکے ہیں کہ اللہ زندہ نہ کریگا مُردوں کو ہاں ایسا نہیں بلکہ زندہ کرنا وعدہ سچ ہے ولاکن اکثر لوگ بے خبر ہیں -

لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّهُمْ کَانُوْا کَاذِبِیْنَ
تو کہ کہولدے انکے لئے وہ جسمیں اختلاف مچاتے ہیں اور منکر جان لیں کہ وہ جہوٹے تہے -

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۱۴/۱۱ نحل
بے ریب ہماری بات کسی چیز کے پیدا کرنیمیں یوں ہے کہ جب کریں اسکا ارادہ تو کہتے ہیں کہ ہو پس ہو جاتی

مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ (پ ۲۳ یٰس)
ہے کہو کہل ہڈیوں کو کون زندہ کریگا -

اس کلمہ کے بعد ہی - اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۲۳ یس)
اور آخر کہا ہے - اسکی بات ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو فرماتا ہی کہ ہو پس ہو پڑتی ہی -

وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۲۴/۱۲
وہی زندہ کرتا اور مارتا ہی پس جب جاری کرتا ہی حکم تو کہتا ہی ہو جا - پس ہو جاتا ہی -

اور آپ کے یہاں تو پیدایش کا طریق ایسا لکھا ہی - جسکی دلیل ہی مفقود ہی - دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹

"پرکرتی سے اکاش اکاش کے بعد وایو وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل۔ جل کے بعد پرتھوی پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان۔

کیوں دھرم پال یہاں بھی کچھ سنتنا ایام کا پتہ لگ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ہر ایک کمال چھ مراتب طے کرنے کے بعد کامل ہوا کرتا ہے۔ اور آجکل تو پرائمری۔ مڈل۔ انٹرنس۔ ایف اے بی اے۔ ایم اے۔ یہ بھی چھ مراتب ہی رکھے گئے ہیں۔ اور یوم کے معنے وقت کے بھی ہیں۔

سوال نمبر ۱۶ "خدا کی روح عورت کے رحم میں جا سکتی ہے"

الجواب۔ او بھیا جب خود تمہارا خدا ہر جگہ ہے تو کیا عورت کے رحم میں نہیں اور کیا اسکی روح وہاں سے الگ ہے۔ سن تمہارے دیانند گرو نے ستیارتھ میں لکھا ہے پرمیشر کا نام ہے

کھم۔ اور یہ پرمیشور کا نام اسلئے ہے کہ مثل خلا محیط ہے۔ پھر کیا رحم میں خلا نہیں۔

وشنو۔ ہر جگہ محیط ہونے کے باعث وہ وشنو ہے۔

بلار کا وٹ محیط ہونے کے باعث برہم ہے۔ نیز اگر پرمیشور اندر بھی ہے اور باہر بھی تو بہ نسبت دیانند کے ہاتھی اور وسیل مچھلی میں زیادہ ہوگا۔ تو یہ چیزیں دیانند سے اچھی ہوئیں۔

اور اصل بات یہ ہے۔

ہر ایک عمدہ چیز اور پاک شے کو الٰہی شے کہا جاتا ہے۔ اسی واسطے تم لوگ ویدوں کو الٰہی کتب الٰہی علم اور ان کے جاننے والوں کو الٰہی علما کہتے ہو۔ اور مسلمان الٰہی کلام کو بھی روح کہتے ہیں نَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا (پ ۱۷ انبیاء) کے معنے ہوئے۔ کہ حضرت مریم میں .... الٰہی کلام کو پہنچا دیا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السّلام کی نسبت بھی وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (پ ۱۴ حجر) آیا ہے۔ جسکا ترجمہ ہے اور جب میں اپنا کلام اس میں پہنچا دوں۔ یا پھونک دوں۔ اسکی تفصیل آدم کے قصہ میں آئی ہے۔

دوسرا طریق۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ ماجدہ کو یہود لوگ بری کہتے ہیں اور کہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تردید میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح تو ہماری جانب سے اور ہماری طرف سے ایک پاک روح تھی جو ہماری حکم سے پیدا ہوئی۔ اور انکی والدہ بھی صدیقہ تھیں۔ پاک روحیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت پانیکی زیادہ تر مستحق ہیں۔

اس بات کا ثبوت کہ قرآن میں روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں یہ ہے۔ ۱ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا (پ ۲۵ شوری) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا (پ ۱۴ نحل)

سوال نمبر ۱۷ "(۱) خدا زمین و آسمان پر کرسی نشین ہے گویا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ (۲) عرش پر ہے (۳) اسکو آٹھ فرشتوں نے اُٹھایا ہوا ہے (۴) جبرائیل خدا سے نازل ہوتا ہے (۵) مسیح آسمان پر اُڑ گئے (۶) محمد عربی براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی سیر اور خدا سے باتوں کے لیئے گئے (۷) شیطان چھپ کر آسمانوں کی باتیں سنتے ہیں۔ (۸) فرشتے ستارے توڑ کر شیاطین کو مارتے ہیں"

الجواب۔ یہ ایک سوال ہے جس میں آٹھ سوال ہیں اور بعض سوال ایسے ہیں کہ انپر تفصیل چاہیئے۔ مگر یہ رسالہ جسقدر گنجایش دیگا اسکے مناسب حال لکھتے ہیں۔

پہلا سوال محض غلط فہمی اور علوم الٰہیہ حقہ سے نا واقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب اسپر متفق ہیں۔ ہاں تارک اسلام کو علوم اسلامی سے نابینائی کی وجہ سے کرسی سے ٹھوکر لگی۔ اور مُنہ کے بل جہالت کے گڑھے میں گر رہے۔ سنو! ہماری مکرم کتاب صحیح بخاری میں جسے ہم کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب مانتے ہیں لکھا ہے۔

کرسیه علمه۔ یعنی کرسی کے معنی علم کے ہیں پس معنے وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (پ بقرہ) کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالےٰ کا علم تمام بلندیوں اور زمین کو وسیع و محیط ہو رہا ہے۔ اب بتاؤ اس مسئلہ میں جو مذاہب اللہ تعالےٰ کے ماننے والے ہیں اور صفات الٰہیہ کے منکر نہیں ان میں کس کو کلام اور بحث ہے۔

سوال دوم پر الزامی جواب کو اور سوال سوم کے الزامی کے بعد حقیقی جواب کو ملاحظہ کرو تمہاری یجر وید اکتیسویں ادھیائے میں لکھا ہے۔ دیکھو نمبر ا "اے منشو سب پرانیوں کی ہزاروں آنکھیں ہزاروں پاؤں جس سروتر بیاپک جگ دیشور میں ہیں وہ پُرش ہے وہ تمام بھوگول میں سب طرف سے بیاپت یہ پانچ استھول پانچ سو کھشم یہ دس بھوت جس کے انگ ہیں اور وہ سب جگت کو اولنگھ کر ٹھیرا ہے۔" عناصر خمسہ عناصر

اور منتر نمبر ۳ "اس ایشور کی سب زمین وغیرہ چرا چر جگت ایک جزو ہیں اس جگت بنانیوالے کے تین حصہ ناش رہت مہما اپنے منور سروپ میں ہے۔

اور کہا ہے نمبر ۴ تین حصوں والا پرمیشور سب سے اوتم سنسار سے الگ مکت سروپ نکلتا ہے۔ اس پرش کا ایک حصہ سے ایک جگت میں پھر پھر پیدائش اور پرلے کا چکر کھاتا ہے۔

نمبر ۵ میں ہے "اس براٹ سنسار کے اوپر سروار پورن برہم رہتا ہے اسکے بعد ہی وہ پہلے سے

ظاہر پرش ۔جگت سی علیحدہ رہتا ہی" غرض سترہ منتر تک یہی مضمون مکرر کیا گیا ہے۔
پہلے منتر میں یہ لفظ کہ وہ سب جگت کو اولنگھ کر ٹہیرا ہی ۔منصف انسان کیلئے قابل غور ہی اسکا ترجمہ یہ ہی کہ وہ خدا پرمیشر سب جگت کو پہاند کر ٹہرا ہی ۔اور تیسرے منتر کا مطلب ہے کہ خدا پرمیشور کے چار حصہ ہیں ایک حصّہ مخلوق ہیں اور تین حصّہ بالاتر ہیں۔ اور نمبر ۴ کا مطلب ہے۔ کہ پرمیشور سنسار سے الگ ہی اور اسکے تین حصّہ خلق سے بالا ہیں۔ اور نمبر ۵ میں ہی اوپر پورن برہم رہتا ہی۔ اور دیوتہ۔ امرت نالتسوناس ترتستے (ہام لوگ ندہیرتم) کا مطلب اور عرش پر ہے کا مطلب اگر ایک نہ ہو تو ہم ذمہ وار ہیں۔

سوال سوم۔ اگر قرآن کریم نے آٹھ کا ذکر کیا ہی۔ تو وہاں فرشتوں کا تذکرہ نہیں۔ مگر آپ کے ہاں صاف مسلم ہے کہ آٹھ دیوتا اسکے تخت سلطنت کو اُٹھا رہے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ میں ہے کہ یاگولکیہ جی نے شاکلیہ کو فرمایا ہی۔ آٹھ دسویہ ہیں۔ پھر انکی تفصیل کرتے کہا ہے کہ ان سب کو دسو اسلئے کہتے ہیں۔ کہ ان میں یہ گنج کائنات محفوظ اور قائم ہے۔ یاگولکیہ کے معتقد و انسانی بات کو ماننا اور خدائے پاک کی بات کو نہ ماننا کیسی بے انصافی ہے اور حقیقی بات سناتے ہیں۔

سُنو! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہی۔ کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جسپر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اوسمیں ہرگز نہیں پاؤگے کہ عرش کوئی چیز محدود اور مخلوق ہی۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہی کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اُسکا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور انکی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہی ہر ایک ذرّہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہی وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا۔ کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے۔ جسکا میں پیدا کرنیوالا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سی نکالدے کہ عرش بھی کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اسکے جو قادیان سی باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔ میں اُس خدا کی قسم کہاتا ہوں۔ جسکی جھوٹی قسم کہانا لعنتی کا کام ہی کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکہاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کردونگا۔ ورنہ میں بڑے زور سی کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا۔ جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔
اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اُس بات پر ہی کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہی جسپر

خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہوسکا۔ تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی ہے۔ اور کسی چیز پر نہیں۔ بلکہ اپنی وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا انکا خدا ہے۔ جہاں پانچ ہوں تو چھٹا انکے ساتھ خدا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔

اور فرماتا ہے۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پ بقرہ جسطرف تم مُنہ کرو اسی طرف خدا کا مُنہ پاؤگے۔

[illegible]

وہ تم سے تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے۔

اور پھر فرماتا ہے۔ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پ بقرہ) یعنے جب تیرے بندے میری بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھسے زیادہ کوئی نزدیک نہیں۔ جو شخص مجھپر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو مَیں اسکا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے۔ اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ مَیں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اُٹھا رہا ہوں۔ میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا انکو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جسکا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لیکر اسپر اعتراض کر دینا۔ کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے۔ ایسا دنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اسکے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے بلکہ جابجا یہ لکھا ہے۔ کہ خدا ہر ایک کو اُٹھا رہا ہے ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو در اصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔

دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا تھا۔ کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خودغرض اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔

اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں۔ جو وید کے رُو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں۔ مگر قرآنی اصطلاح کے رو سے انکا نام فرشتے بھی ہے اور وہ یہ ہیں۔ ا۔ آکاش جسکا نام

اندر ہی ہے۔ سورج دیوتا جسکو عربی میں شمس کہتے ہیں۔ چاند جسکو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دہرتی جسکو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیساکہ ہم اس رسالہ میں بیان کرچکے ہیں خدا کی چار صفتوں کو اسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جنکو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھارہے ہیں یعنے عالم پر یہ ظاہر کررہے ہیں تصریح کی حاجت نہیں اس بیان کو ہم مفصل لکھہ آئے ہیں۔ اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں (۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں (۲) اکاش۔ سورج چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کررہی ہیں (۳) اُن سب پر اعلےٰ طاقتیں جو جبرئیل۔ میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتے ہیں جنکو وید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں۔ یعنے اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالےٰ کی چار صفتوں کو اُٹھارہے ہیں یہ وہی چار صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بہی اقرار ہے۔ مگر یہ لوگ خوب ویدوان ہیں جو اپنے گہر کے مسئلہ سے ہی انکار کررہے ہیں۔

اخیر میں بسو۔ بہو لوگ۔ انترکش۔ برہم لوگ جسکا ذکر منو ۲-۲۳۳ میں ہے اسکے اوپر کسکی حکومت ہے۔

سوال چہارم۔ جبرائیل ملک ہے۔ دیوتا ہے۔

ملایک اور دیوتا کے متعلق تمہارے گرو دیانند کا یہ مذہب تہا۔ کہ وہ مظاہر قدرت ہیں۔ دیکہو وید بہومکا صفحہ ۴۳۔ اسکے علاوہ (خدا کے) اور جسقدر دیوتا بتائے گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائینگے وہ سب اسی ایک آتما کے (پرمیشور) پرتی انگ (مظاہر اجزاء قدرت) ہیں۔ کیونکہ وہ اسکے ایک ایک انگ (قدرت کی جزو) کو ظاہر کرتے ہیں۔ انتہی ان دیوتا کا قیام (رتھ۔ رمن) ٹھیرنے کی جگہ آتما یعنے پرمیشر ہے۔ جبرائیل کے اصلی معنی جاذ ایل ہیں یعنے خدا کا قریب جس طرح تمہاری یہاں آگ قاصد ہے۔ اور ہوم کے ذریعہ تم لوگ (ہب) کستوری۔ گہی۔ شہد۔ اور خوشبودار چیزیں وغیرہ اگنی دیوتا کے ذریعہ اور دیوتاؤنکو پہنچاتے ہو۔ اور اُن سے نفع حاصل کرتے ہو یا حصول منافع کا خیال کرتے ہو۔ اسکے بالمقابل انبیا و رسل اور انکے اتباع اولیاء اللہ دیوگی جن) اپنی محنتوں عبادات و ذکر الٰہی توجہات اور مراقبوں سے سچے علوم حاصل کرتے ہیں۔ اور جناب الٰہی ان مظاہر قدرت کو انبیاء و رسل و اولیاء کیلئے مفید بناتا ہے۔ ان میں سے یہ جبرائیل ہے۔

تمہارے ہوم اور ہب سے مخلوق دیوتا اگر پرسن ہوسکتے ہیں یا نافع بن سکتے ہیں۔ تو ذکر الٰہی اور عبادت سے خالق دیوتا پرسن ہوکر مکالمہ کا شرف بخشتا ہے۔ اور جبرائیل آدی دیوتا وسائط ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۔ عیسٰے آسمان پر اُڑ گئے۔ **جواب۔** عیسٰی علیہ السلام آسمان پر نہیں اُٹھے قرآن کریم اِس کی تکذیب کرتا ہو۔ قرآن ایک کلی قاعدہ ہرایک ذی حیات کے لئے باندھتا ہو۔ اور اس قاعدہ کلیہ سے کسی کو مستثنٰے نہیں کرتا۔ اسکے خلاف اعتقاد رکھنے والا قرآن کریم میں بتائی ہوئی خدا کی سنت کا مکذب اور بے ایمان ہے وہ آیت یہ ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا (پ۲۹ مرسلات) ہم نے زمین کو مردوں اور زندوں دونوں کو اپنی طرف جذب کرنے والی بنایا۔ آسکی کشش ثقل کسی کو اپنے اندر اور اپنے اوپر لینے اور رکھنے کے سوا چھوڑتی ہی نہیں۔

پھر خدا تعالےٰ نے اسی اپنی سنت کو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک نمونہ سے اور بھی صاف کردیا جب کفار مکہ نے آپ سے سوال کیا۔ کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو خود خدا تعالےٰ نے اپنے نبی کو ارشاد کیا کہ یوں جواب دو۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (پ۱۵ بنی اسرائیل) تو کہہ میرا رب ایسے ناجائز سوالوں کے جواب اور ایسی لغو حرکات سے پاک ہو۔ کہ اپنی سنت کو توڑے یہ اسکی مصلحت کے برخلاف ہے۔ میں تو بشر رسول ہوں۔ اور بشر رسول کا آسمان پر بجسم عنصری جانا سنن الٰہیہ کے خلاف ہے۔

سوال پنجم۔ ہمارے نبی کریم براق پر سوار ہوئے اور خدا سے بات چیت کی اور آسمانوں کی سیر کو گئے۔ اسپر ہنسی اور تمسخر کیا ہے۔

الجواب۔ یہ سب امور حق ہیں انکی معانی کے لئے اس علم کی لغت کو دیکھو جسکو علم الرؤیا کہتے ہیں **علم الرؤیا** کی معتبر کتاب تعطیر الانام میں لکھا ہو۔ جو کوئی دیکھے کہ براق پر سوار ہوا وہ مراتب عالیہ پر پہونچیگا۔ اور اسکو سفر میں عزت ملے گی۔ اور جہاں سے گیا وہاں باعزت واپس ہوگا۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا کہ آپ مکہ سے نکلے۔ اور پھر کس شان کے ساتھ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں بامراد اور منصور مکہ میں داخل ہوئے۔

پھر اسی میں لکھا ہے جو دیکھے کہ وہ پہلے آسمان پر گیا۔ اسکی عمر بہت بڑی نہ ہوگی۔ اور جو دوسرے پر جاوے وہ عالم اور حکیم ہو اور جو تیسرے پر جاوے اس کی عزت و اقبال زیادہ ہو اور جو چوتھے پر جاوے وہ بادشاہوں کی نظروں میں معزز ہو۔ اور جو پانچویں پر جاوے۔ اس کو جزع و فزع اور مشکلات پیش آویں۔ اور جو چھٹے پر پہونچے اوسکو سعادت و جاہ حاصل ہو۔ اور جو جناب الٰہی کا درشن کرے اوسکا انجام بخیر ہو۔ یہ ساری باتیں جو عزت اور جاہ اور علو اور انجام بخیر اور کامیابی کی متعلق

ہیں۔ وہ سب ہمارے نبی کریم کے حق میں احسن وجہ سے پوری ہوئیں۔ یہ سیر آسمان ایک مکاشفہ ہے۔
اسکی تاویل وتعبیر اسی علم کی کتابوں میں دیکھنی چاہیئے۔ افسوس تم پر تمنے خواہ مخواہ اعتراض کا ٹھیکہ
لیکر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی سچے علم سے تمہیں کوئی مناسبت نہیں اور التزام کر لیا ہے کہ ہر
ایک حق اور حقیقت کا انکار کر دیا جاوے کونسی قوم ہے جو علم مکاشفہ سے انکار کر سکتی ہے اور اس
مکاشفہ کا تو انکار ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ واقعات نفس الامریہ نے اسکی تصدیق کر دی ہی۔
پھر یاد رکھو کہ معراج فقط ایک خواب ہی نہیں۔ بلکہ حقیقی معراج تو حضور کی فطرت میں موجود تہا
فداہٗ اَبِی وَ اُمی صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ معراج اس حقیقت کا اظہار تہا۔ اور اعلےٰ اظہار تہا اور
واقعات نے اسپر مہر لگادی۔

فائدہ۔ معراج میں ایک لطیف جسم ہوتا ہی۔ جو اس جسم کثیف سے الطف اور قوی میں قوی تر
ہوتا ہے ہم نے کسی سوال کے جواب میں دکہایا ہے کہ نفس انسانی (روح) کے ساتہہ جسم لطیف اور قوی
قائم رہتے ہیں اور ثم استیقظ کا لفظ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہی اس ہماری بات کی
تصدیق کرتا ہے۔

سوال نمبر ۱۸ "اللہ تعالےٰ نے شرک کرایا کہ آدم کو فرشتوں سے سجدہ کرایا"

الجواب۔ اول تو اللہ تعالے احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہو سکتا کیا ایک پویت کرتا ہے
کیا برہمچریہ ہے کیا سنیاسی ہی کیا وداہ یا نیوگ کرتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔
دوم۔ **سجدہ** کے معنے تو فرمانبرداری کے ہیں۔ خود قرآن میں ہے۔
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (پ ۱۳ رعد) اور اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔
جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پ ۱۴ نحل) اور اللہ
کی فرمانبرداری کرتا ہی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور زید الخیل قصیدہ میں ہے۔ ؎

بجمع تضل البلق فی حجراتہ ۔۔ ترى الاكم فیها سجدا للحوافر

پھر کیا اچھے لوگوں کی خصوصًا ان لوگوں کی فرمانبرداری جو اللہ کیطرف سے خلیفہ۔ بادشاہ حکام
رسول۔ ہوکر آتے ہیں شرک ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔
الٰہی خلفاء کی اطاعت وانقیاد۔ وفرمانبرداری سیاست وتمدن کا اعلےٰ اور ضروری مسالہ
ہے۔ بلکہ انکی فرمانبرداری۔ **خود الٰہی فرمانبرداری** ہے قرآن میں ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ ۵ نساء) اور فرمایا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ

منکم (پ سناء) کیا تمنے نہیں سنا یا ستیارتھ میں نہیں پڑھا۔ جہاں لکھا ہے کہ عورتوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی معنی پوجا کے کئے جا سکتے ہیں۔ تو سجدہ کے کیوں نہیں کئے جاتے۔ آج ایسا اعتراض کرنا اور ایسے شخص کے مُنہ سے ایسا اعتراض نکلنا جو انگریزی پڑھا ہے کسقدر شرم کی بات ہے انگریزی زبان میں ورشپ کا لفظ کسقدر وسیع اور روزمرہ کی بول چال میں آتا ہے۔ حتی کہ جج لوگ کو ہز ورشپ کہا جاتا ہے اسکے معنے سوائے اسکے اور کیا ہیں۔ کہ وہ قابل اطاعت شخص ہیں قرآن میں آیا ہے۔ کہ درخت اور چارپائے اور آسمان زمین کی ساری چیزیں خدا کو سجدہ کرتی ہیں اور امرأ القیس کے شعر میں ہے۔ کہ تمام جنگل اُن گھوڑوں کے سموں کو سجدہ کرتے تھے اب صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ سجدہ عرفی نہیں۔ جو زمین پر گر کر پیشانی کو زمین سے ٹکرا کرتے ہیں۔

لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (پ۱۴ نحل) اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰاتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ (پ۱۷ حج) اور اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ جو آسمانوں میں ہے۔ اور جو زمین میں ہے۔ تو کیا آسمان و آسمان کی چیزیں اور زمین کی زمین پر گرتی ہیں۔

تمہارے آریہ مسافر کے جواب میں اور تنقیہ والے کے دفاع میں ہمنے ایک مضمون لکھا تھا۔ جب وہ مرگیا تو ہمنے اس مباحثہ سے اعراض کیا اور یہ مضمون پڑا رہا۔ اب جو تمنے نئی چھیڑ کی تو اس مضمون کو مختصرًا لکھ دیتے ہیں۔ آریہ مسافر اور تنقیہ والے کا اعتراض حسب ذیل ہے

"جس زمانہ میں کہ آنحضرت محمد صاحب ہوئے تھے۔ اُسوقت بُت پرستی بہت پھیلی ہوئی تھی۔ الی ان قال"

"مگر چونکہ انکی سرشت میں بُت پرستی بھری ہوئی تھی۔ احکامات مندرجہ ذیل بُت پرستی کے ظاہر و صادر ہوئے"

پہلا حکم۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ یہ آدم پرستی ہوئی"

دوسرا حکم۔ وَعَہِدْنَا اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ (پ بقرہ) یہ کعبہ پرستی ہوئی"

تیسرا حکم۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِیْکُمْ مِّنْھَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِھَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ ۔ فَلَمَّا جَآءَھَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَھَا وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یٰمُوْسٰٓی اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(پ ۱۹ عنل) یہاں آگ کو خدا جانا۔
۱- یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ۔ نساء)
۲- وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا۔ (پ۔ نساء)
۳- وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ توبہ)
۴- یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ (پ توبہ)
۵- اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ (پ۔ توبہ) یہ سب سول پرستی

یہ خلاصہ تنقیہ دماغ کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ کا ہے۔

الجواب - قرآن مجید اور اہل القرآن جسقدر شرک و بت پرستی کے مخالف ہیں اتنا تو درکنار اسکے قریب قریب بھی کوئی مذہب دنیا میں بت پرستی کا مخالف نہیں۔ سوچو کس کتاب میں یہ کلمہ لکھاہے۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ (پ ۲۴ لحم السجدہ) (ترجمہ) سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو۔

کیا وید میں ایسی باتیں ہیں کہ وایو (آگ - جل - سورج - چاند - زمین کی پرستش نہ کرو اگر ان مادیات کی پرستش کی مخالفت ہوتی۔ توجل پرست وغیرہ کہاں سے پیدا ہوتے اور کس کتاب میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ نساء)	اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس سے شرک کیا جائے اور اسکے نیچے ورے جسے چاہے معاف کرتا ہے۔

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (پ۔ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا۔ وہ سخت بہک گیا۔

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پ مائدہ) یہ پختہ بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے۔ اللہ جنت کو اسپر حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا (پ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا اوسنے بری بدی کی بات تراشی۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (پ ۲۶ احقاف) اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے۔ جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتاہے۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (پ۱۵ بنی اسرائیل) اور تو اللہ کے ساتھ اور معبود مت ٹھیرا ورنہ تو ذلیل اور راندہ ہوکر جہنم میں گرایا جائیگا۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا (پ۲۹ - الجن) اور جب اللہ کا بندہ اسکی عبادت کے لئے اٹھا قریب تہا۔ کہ اسپر ٹوٹ پڑتے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ (پ۱۹) کہہ حمد اللہ کے لئے اور سلام اسکے برگزیدہ بندوں پر بتاؤ اللہ خیر و برکت ہے یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ (پ۳۰ النمل) کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے بادل سے پانی اتارا۔ پھر ہمنے اس سے خوشنما باغ اگائے۔ تمہاری قدرت میں نہ تہا۔ کہ تم درختوں کو اگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ (ترجمہ) کسنے زمین کو تمام چیزوں کے لئے قرارگاہ بنایا اور اس میں دریا رواں کئے اور اسکے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنائی۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ نادان لوگ ہیں۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ کون ہے جو بیچارہ کی آواز سنتا ہی جب وہ اسے پکارتا ہی اور اس کے دکھونکو دور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہی۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے تم نصیحت کو بہت ہی کم قبول کرتے ہو۔

اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ؕ کون ہے جو بر و بحر کی تاریکیوں میں تمہیں راہ دکہاتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت (باراں) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہی بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ ان کی تمام شرک

کی باتوں اور شریکوں سے۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (پ۲۰۔ النمل) کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے بتاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ کہہ کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو۔ کہہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں۔ وہ غیب کو نہیں جانتے سوا اللہ کے انہیں کوئی پتا نہیں۔ کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

یہ نمونہ ہے ان کلمات طیّبات کا جن میں شرک کا استیصال کیا گیا ہے اور قرآن میں یہ بھی دعوے کیا گیا ہے۔ کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پُرشوکت تعلیم کے خلاف یہ الزام لگایا جائے کہ اس میں شرک کی تعلیم ہے اگر آریہ میں غیرت ہے تو ہم اُنہیں بلاتے ہیں کہ ایسی پاک تعلیم شرک کے خلاف ویدسے نکالکر دکھائیں۔ **کاش وید** میں کوئی صاف فقرہ ایسا ایک ہی ہوتا۔ تو اتنی مخلوق ناپاک بت پرستی میں گرفتار نہ ہوتی۔ یہ وید کی بقول دیانند کے استعارہ آمیز تعلیم کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان لامعلوم برسوں سے طرح طرح کی مخلوق پرستیوں کی نحوست میں مبتلا ہے۔ قرآن کریم اپنی نسبت دعوے کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا (پ۵ نساء) اگر قرآن اللہ تعالےٰ کیطرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بلکہ قرآن مجید کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ (پ۱۴۔ النحل) قرآن اسی لئے اُتارا ہے۔ کہ لوگوں کی تمام اختلافی باتوں کا حکم بنکر فیصلہ کرے۔

اس صورت میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں شرک کی تعلیم ہے۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (پ۱۵ کہف)

اب اس اعتراض کا جواب سنئے جسکو تنقیہ کے نہایت نافہم مگر تکذیب والے سے کسقدر مہذبانہ بیان کیا ہے۔ تنقیہ کا مؤلف کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید اور حضرت ہادیٔ اسلام نے آدم پرستی۔ کعبہ پرستی۔ آگ پرستی۔ رسول پرستی سکھائی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی

تکذیب والے سے تنقیہ والے کو مہذب اس لئے کہا ہی۔ کہ اس نافہم نے تکذیب کے صفحہ ۲۱۰ میں پیر پرستی۔ سخی سرور پرستی۔ شمس پرستی۔ تابوت سکینہ پرستی کو اسلام کیطرف منسوب کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہاہے کہ یا جبرائیل کا وظیفہ کرتے ہیں۔ مؤلف تنقیہ کو تو دلیل کا خیال بھی آیاہے۔ مگر مکذب نے سب کچھہ بے دلیل ہانک دیا۔ بہرحال سنو! پرستش کے معنی عبادت اور پوجا کے ہیں۔ عبادت عربی زبان میں کسکو کہتے ہیں۔ قاموس اللغہ اور اس کی شرح تاج العروس میں لکھاہے۔ اَلْعِبَادَةُ فعل ما یرضے بہ الرّبّ عبد عبادۃ وعبودۃ وعبودیۃ اطاعۃ اعبُدوا ربّکم اطیعوا ربّکم۔

پہر سوچنا چاہیے علاوہ بریں آدم علیہ السّلام کا قصّہ ایک تاریخی واقعہ کا بیان ہے اس واقعہ کے بیان سے یہ کہاں سے نکلا کہ حضور علیہ السّلام ہمارے نبی کریم نے ملائکہ کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا۔ بُت پرستی اور بتوں کو قرآن نے رجس فرمایا۔ جیسے فرمایا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (پ۱۷ حج) اور اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پ۱ بقرہ) کا مطلب یہ ہے۔ کہ مکہ معظمہ کو بُت پرستی اور بُتوں سے پاک کردو۔ یہاں بُت پرستی کا استیصال ہوا یا بُت پرستی ہے؟۔

نیز ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنا اور اہل اسلام کا بیت اللہ کیطرف مُنہ کرکے نماز پڑھنا یا مکہ معظمہ میں اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرنا اور پیغمبر صاحب کی بات کو ماننا کیا اپنے نفس و ہوا کی فرمانبرداری ہے کیا آدم کا حکم ہے کیا کعبہ کا حکم کیا حضرت نبی عرب کا اپنا حکم ہے۔ یا حسب اعتقاد اہل اسلام کے اللہ تعالےٰ کا حکم۔ اگر باعتقاد اہل اسلام اللہ تعالےٰ کا حکم ہے تو اللہ کی عبادت ہوئی۔ نہ آدم اور کعبہ اور رسالت مآب کی۔ ہاں بُت پرست کی بُت پرستی شرک ہوگی۔ کیونکہ اسپر الٰہی فرمان نہیں۔

پہر حضرت سیدنا ابوالبشر آدم خلیفہ تھے۔ الٰہی خلفاء کی فرمانبرداری اور الٰہی رسولوں کی فرمانبرداری ہی اللہ تعالےٰ کی فرمان برداری ہوا کرتی ہے۔ کیا تم کو اتنی بھی خبر نہیں کہ رسول کے معنے ایلچی کے ہیں۔ ایلچی پیام رساں کی اس امر میں فرمانبرداری جس میں وہ پیامبر ہوکر کسی کے حکم کو پہنچاتا ہے۔ حکم بھیجنے والے کی فرمانبرداری ہوا کرتی ہے۔ اسیواسطے صحابہ کرام کو جب حضرت سرور عالم کوئی حکم فرماتے تو بعض وقت وہ پوچھہ لیا کرتے۔ کہ اَ وَحْيًا اَمْ مَشْوَرَةً آگ پرستی کا تو قرآن میں کہیں ذکر ہی نہیں اور جس آیت سے استدلال

کیا ہے اس آیت کی تفسیر بتفصیل مینے تصدیق براہین احمدیہ جلد ۱۔ کے صفحہ نمبر ۱۵۰-۱۵۵ میں کردی ہے
علاوہ بریں کعبہ پرستی کے اتہام پر گذارش ہے کہ اہل اسلام کا کعبہ کیطرف مونہہ کرکے نماز
پڑھنا کعبہ پرستی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ا
اوّل۔ تو اسلیئے کہ استقبال کعبہ کے صرف اتنے معنے ہیں کہ کعبہ کیطرف مونہہ ہو
اور بت پرستی کا حاصل یہ ہے کہ بُت معبود ہوں۔
دوم۔ نماز میں کعبہ کیطرف مونہہ ہونا چاہئے۔ اس امر کی نیت بھی شرط نہیں کہ کعبہ کیطرف
مونہہ ہو چہ جاکہ کعبہ کی عبادت کی نیت ہو۔ بلکہ اللہ کی عبادت کی نیت ضرور ہے۔
سوم۔ ابتدار نماز سے نماز کے آخر تک اسلامی نماز میں تعظیم کعبہ کا کوئی لفظ نہیں۔ نماز
اللہ اکبر کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اور رحمۃ اللہ کے لفظ پر ختم ہو جاتی ہے اللہ ہی کے نام سے
شروع اور اسی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔
چہارم۔ کعبہ کی دیواروں کا نمازی کے مقابل ہونا بالکل شرط نہیں اگر بالفرض کعبہ
کی دیواریں منہدم ہو جاویں جیسے حضرت عبداللہ بن زبیر کے وقت نئے سرے کعبہ کی تعمیر کے
وقت اتفاق ہوا تو بھی نماز ادا کیجاتی ہے۔ اگر کعبہ کی دیوار معبود و مسجود ہوتی تو ضرور تھا کہ اتنے
دنوں نماز موقوف رہتی۔ غور کرو۔ اگر شیودوارے اور رگھناتھ جی کے مندر کی بُت اٹھوا کر
کہیں اور جگہ رکھوا دیں۔ تو پھر بُت پرست لوگ تمام بُت پرستی کے فرائض اوسی دوسری جگہ
ادا کرتے ہیں۔ اور پہلی جگہ کو کوئی نہیں پوچھتا۔
پنجم۔ خانہ کعبہ کو اسلام والے بیت اللہ کہتے ہیں اور بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کے
مکان کو جاتا ہے۔ تو اسکا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے۔ کسی تخت نشین بادشاہ اور بزرگ
کے آداب و نیاز اسکے تخت کے سامنے تخت کے آداب نہیں ہوا کرتے۔ اور بُت پرست بُتوں کو
خدا نہیں جانتے۔ بلکہ جن کے بُت ہوا کرتے ہیں۔ انکا مظہر جانتے ہیں۔
ششم۔ مستحق عبادت اسلام کے نزدیک صرف وہی۔ جو خود موجود کل کے نفع و ضرر کا
مالک و مختار ہو اور اسکا نفع و ضرر کسی سے ممکن نہ ہو۔ وہی جسکا کمال جلال و جمال ذاتی ہو۔
اور تمام اسکے سوا اپنے وجود و بقا میں اسی کے محتاج سب کے کمالات جمالی و جلالی اسی کے عطا ہیں
اور ایسی چیز اللہ تعالے کے ماسوا اہل اسلام کے نزدیک کوئی بھی نہیں۔
سب سے افضل۔ اکمل۔ اتم حضرت سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ......

انکی پاک جناب کو بہی سلامی اللہ کا بندہ اللہ کا رسول ہی اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلام کا اعتقاد ہے۔ کہ ایک ذرہ کے بنانے کا بہی اختیار اُنہیں نہیں۔ ایک رتی برابر کسی کے نقصان دینے کی قدرت نہیں۔ آپ خالق کائنات نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا۔ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ پ ٢٩ الجن

اور مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ اسکی عبادت کیلئے اوٹہا تو اس پر لوٹ پڑنے لگے۔ کہہ میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسیکو اسکے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ کہہ میں تمہارے ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ کوئی مجہی خدائی عذاب سے پناہ نہیں دیسکتا اور نہ میرے لئے اسکے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہے میرا کام تو صرف خدا کے پیغام پہنچا دینا ہے۔

عبادت واطاعت اور فرمانبرداری کا اصل باعث امید وبیم ہے۔ اسی واسطے بُت پرست بُتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ کہ ان سے انکو نفع کی امید و ضرر کا ڈر ہے اور اہل اسلام کو کعبہ کی نسبت یہ اعتقاد نہیں۔

ہندی بُت پرست اور عیسائی قوموں کا یہ حال ہے کہ ہندو بُت پرست تو پرمیشر کو اکرتا اور نرنکار شنز تا اور ستر تلسے پوتر جان کر شیو اور بشنو وغیرہ ہزاروں دیوتا کی پرستش کیا کرتے ہیں۔ جن سے اونکو امید وخوف ہوتا ہے۔ اور عیسائی باری تعالے کو ایسا عادل جو نجات نہ دے سکے۔ یقین کرکے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو منجی نجات دینے والا اعتقاد کرکے انکی پرستش کرتے اور عبادت کرکے شرک میں گرفتار ہیں۔

ہفتم۔ علم اگر معلوم کا تابع ہے تو حکم محکوم کا تابع نہیں۔ حکم ہمیشہ حاکم کا تابع ہوا کرتا ہے۔ کیا معنے علم میں عالم کی رضا واختیار کو دخل نہیں۔ جیسا معلوم ہوتا ہے ویسا ہی سچا علم ہوا کرتا ہے اور حکم میں حاکم کو اختیار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے حکم کردے۔ محکوم کی مرضی کو اس میں دخل نہیں۔ محکوم کا فرض ہے کہ حاکم کا حکم سُنکر اسمیں چون و چرا نہ کرے بلکہ حاکم کی مرضی کا تابع رہے۔

مگر ہاں قابل لحاظ یہ امر ہے کہ اگر وہ حکم ایسے علم و اعتقاد پر مبنی ہو جو خلاف واقعہ ہے۔ تو پھر اس حکم کو بلا تامل اغواء شیطانی سمجھیے نہ ارشاد ربانی۔ کیونکہ لاجرم علم معلوم کے تابع ہوا کرتا ہے بمثل حکم تابع حاکم نہیں۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر استقبال کعبہ میں حکم الٰہی کی تعمیل لازم ہے اسلئے کہ اس حکم کا مدار کسی اعتقاد خلاف واقعہ امر پر نہیں بلکہ کسی واقعی اعتقاد کی بھی ضرورت نہیں۔ فقط حکم کی ضرورت ہے۔ البتہ اگر اسلام میں استقبال کعبہ عین کعبہ پرستی ہوتی تو بے ریب مثل بُت پرستی کے یہاں بھی اس اعتقاد کی ضرورت ہوتی کہ کعبہ عبادت کا مستحق ہے مگر اسلام میں استقبال کعبہ کا مطلب اتنا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرف کرو۔ کیونکہ اول تو انسان مقید فے الجہتہ ہے۔ اگر اُسکو اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ حکم ہوتا کہ جہت سے علیحدہ ہوکر جسمانی عبادت کرے۔ تو انسان پر تکلیف مالایطاق کا بوجھ ڈالا جاتا اسلئے جسم کے لئے چونکہ جہت لازمی تھی اسکے لئے جہت تجویز ہوئی۔ قبلہ نما قاسم العلوم۔ ہاں پورب کو مُنہ کرکے عبادت کرنا سورج پرستی معلوم ہوتی ہے۔ منو ۲ - ۷۵ - اور ہوم کے وقت آگ کی طرف مُنہ کرکے اہوتی دیتے ہو۔ جو آگ پرستی ہے۔

سوال نمبر ۱۹ " ظالم نہیں۔ تو نوح کی خاطر تمام دنیا کو کیوں غرق کیا"

الجواب۔ تمام دنیا کو غرق کر دینا قرآن کریم میں ہرگز نہیں۔ اس کی عربی تو اغرقنا الدُّنیا کلھا ہے اور یہ لفظ قرآن میں ہرگز نہیں۔ مگر بتاؤ۔ جل سے سرشٹی کیونکر ہوتی ہے۔ اور کیوں ہوتی ہے جل پہلے اور اوروں کے پیچھے کی پر لے آپ کو معلوم نہ ہوں۔ تو دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۰

"جب مہا پرلے ہوتا ہے تب اُسکے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب ہے اور جب اکاش اور وایو کا پرلے نہیں ہوتا۔ اور اگنی وغیرہ کا ہوتا ہے تو اگنی (حرارت) وغیرہ کی ترتیب ہے اور جب ودیت اگنی (حرارت برق) کا بھی ناش نہیں ہوتا۔ تب پانی کی ترتیب ہے دنیا پیدا ہوتی ہے" یہاں دیکھ لو۔ کہ ایک وقت میں تمام دنیا پر جل آتا اور سب کچھ ہلاک ہوجاتا ہے۔ گو ہم ایسی باتوں کے قائل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ طاعون کی سزا میں پہلے کیڑے مکوڑے۔ پھر چوہے ہلاک ہوتے ہیں۔ سو خالق کو جس طرح پیدا کرنیکا اختیار مارنے کا بھی ہے۔

سوال نمبر ۲۰ " خدا نے خود دلوں پر مُہر لگا دی اور کانوں میں پردے ڈالدیئے تو انبیا کا بھیجنا حماقت ہے۔ خدا خود دوزخ میں جاوے۔"

الجواب

۱۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (پ
الٓمّ) ہِمْ کا لفظ یہاں تین بار آیا ہے اور یہ ضمیر جمع مذکر غائب کی ہے جسکے معنے ہیں "وہ
لوگ" پس معلوم ہوا کہ یہ ذکر ایسے لوگوں کا ہے جنکا پہلے کوئی ذکر آچکا ہے۔ اسلئے ہِمْ کے
معنے سمجھنے کے لئے ضرور ہوا۔ کہ ماقبل کو ہم دیکھ لیں۔ تو جب ہمنے ماقبل کو دیکھا تو یہ آیت موجود ہے
۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ
(پ الٓمّ) اس بیان سے اتنا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے منکر لوگ ہیں جنکے لئے خَتَمَ اللّٰهُ کا ارشاد
ہے عام نہیں۔

پھر قرآن کریم نے صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ جہاں ارشاد کیا ہے۔
بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ (پ نساء) یعنے انکے کفر کے سبب اُنکے دلوں پر مہر
لگادی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کا باعث کفر ہے۔ انسان کفر کو چھوڑے۔ تو مہر
ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (پ۲۴ مؤمن)

پس تفصیل دونوں آیتوں کی یہ ہے (پ بقرہ)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا) یاد رکھو کہ کفر کرنا کافر انسان کا اپنا
فعل ہے۔ جیسے قرآن کریم نے بتایا۔ اور یہ پہلی بات ہے۔ جو کافر سے سرزد ہوئی ہے اور یہ کفر
خدادا اور روحانی قوتوں طاقتوں سے کام نہ لینے سے شروع ہوا جو دل کی خرابی کا نشان ہے
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ (برابر ہو رہا ہے اُنکے نزدیک خواہ ڈرایا
تونے یا نہ ڈرایا تونے) یعنے تیرے ڈرانے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ دوسرا فعل کافر انسان
کا ہے۔ کہ اس نے اپنی عقل و فکر سے اتنا کام بھی نہیں لیا اگر اس میں یہ خوبی نہ تھی کہ ایمان کے لئے
غور و فکر کرتا سوچتا۔ عقل سے آپ کام لیتا۔ تو کم سے کم رسول کریم کے بیانات کو ہی سُنتا کہ کفر
کا نتیجہ کیسا بُرا اور اس کفر کا انجام کیسا بُرا ہے۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ (نہیں مانتے یہ تیسرا فعل کافر انسان کا ہے اول تو ضرور تھا کہ قلب سے کام
لیتا۔ جو روحانی قوت کا مرکز ہے اگر اس موقعہ کو ضایع کر چکا تھا تو مناسب یہ تھا کہ نبی کریم
کی باتیں سُنتا پس کان ہی اسکے لئے ذریعہ ہو جاتے کہ ایماندار بن جاتا۔ اور یہ دوسرا موقع

حصول ایمان کا تہا۔ پہر اگر یہ ہی کہو بیٹھا تو مناسب تہا۔ کہ پکے ایمانداروں کے چال چلن کو دیکہتا جو ایسے موقع پر اُسی کے شہر میں موجود تھے اور یہ بات اس کافر کو آنکہ سے حاصل ہو سکتی تہی۔ مگر اُس نے یہ تیسرا موقع بہی ضائع کر دیا۔

غور کرو۔ اگر کوئی دانا حاکم کسیکو مختلف عہدے سپرد کرے لاکن وہ عہدہ دار کہیں بہی اپنی طاقت سے کام نہ لے تو کیا حاکم کو مناسب نہیں کہ ایسے نکمے شخص کو عہدہ سے اسوقت تک معزول کر دے۔ جب تک وہ خاص تبدیلی نہ کرے۔

اب اسی ترتیب سے دوسری آیت پر غور کرو۔

ختم اللہ علے قلوبہم (پ الم) مُہر لگا دی اللہ نے انکے دلوں پر۔ اس لیے کہ انہوں نے پہلے دل کا ستیاناس خود کیا اور کفر کیا۔

وَعَلٰے سَمْعِہِمْ۔ اور انکے کانوں پر۔ یہ دوسری سزا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کانوں سے کام نہ لیا۔ وَعَلٰے اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ۔ یہ تیسری سزا ہے کہ اُنکے آنکھوں پر پٹی ہے کیونکہ اُنہوں نے آنکہ سے بہی کام نہ لیا۔

ظاہری مثال آپنے قرآن کریم کے فہم میں دل سے اب تک کچھ کام نہ لیا اور یہ بات مجھے تمہارے سوالوں سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور نہ یہ کوشش کی کہ پہلے اِن سوالات کے جوابات کسی متکلم سے سُنتے۔ اب میں آپ کے آگے آپ کی آنکہ کے آگے یہ رسالہ رکہتا ہوں۔ دیکھیے آپ روحانی آنکہ سے کام لیتے ہیں یا نہیں اگر توجہ کی اور کفر چھوڑا تو دیکھہ لینا مُہر ٹوٹ جائیگی **بات** یہ ہے۔ کہ ایک عام قانون جناب الٰہی نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جس سے یہ تمام سوال حل ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (پ۲۸ صفا) جب وہ کج ہوئے خدا نے اُنکے دلوں کو کج کر دیا

یہ بات انسانی فطرت کے دیکہنے سے عیاں ہوتی ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھہ قوتیں عطا فرما کر اِن قوتوں کے دینے کے بعد ان قوتوں کے افعال کے متعلق انسان کو جوابدہ کیا ہے اور انہیں طاقتوں کے متعلق نافرمانی کے باعث انسان عذاب پاتا ہے **مثلاً** ایک ہوا دار روشن کمرہ کی کہڑکیاں عمدہ طور پر بند کی جاویں تو اس بند کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کمرہ کے اندر اندہیرا ہوا اور کمرہ کی ہوا رک جاوے۔ یہ مثل ٹہیک ان اعمال پر صادق آتی ہے۔ جنکا انسان جوابدہ ہے۔ اسی طرح آتشک اور خاص سوزاک اُن لوگوں کو ہوگا۔ جو بدی کے مرتکب ہوئے۔

پس جب کھڑکیاں کھولدی گئیں اور پورا اور صحیح علاج کر لیا گیا۔ تو کمرہ پھر ہوادار روشن اور مریض اچھا ہو جائیگا۔ **مُہریں** اسلام کے رو سے ٹوٹ ہی جاتی ہیں۔ اسی واسطے قرآن کریم میں آیا ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ (پ بقرہ) مہریں ہی ٹوٹیں۔ تو نبی کریم سے لیکر کروڑ در کروڑ آجتک مسلمان ہوئے۔ **ہاں** - تمہارے مذہب کے رو سے مُہر کا ٹوٹنا ضرور محال ہے کیونکہ اگر مہروں کا ٹوٹنا محال نہیں تو آپ کم سے کم اپنی گاؤ ماتا کو اسکے بھرشٹ جنم سے چھوڑاتے۔ ہمیں اسے پنڈتانی بنا کر دکھاؤ تو سہی۔ اس بیچاری کا جنم صرف سزا ہی بھوگ رہا ہے۔ کاش اس کی مہر ٹوٹتی تو نہ انگریز اسے مارتے اور نہ ہم پر اتنے مقدمات قائم ہوتے۔

سوال نمبر ۲۱ "خدا کے ہاں سفارش منظور نہیں پھر کیا بعض کی منظور ہے۔ سپارش اور گناہ کا کیا تعلق ہے"؟

" قرآنی خدا مطلق العنان ہے قیدی لائے جاتے ہیں۔ وزیر سپارش کر رہا ہے۔ اور اورنگ زیبی دربار لگا ہے"؟

الجواب - میں اپنے فن طبابت میں دیکھتا ہوں۔ کہ میری کوشش کی سپارش۔ میری دی ہوئی دواؤں کی سپارش کہیں منظور ہے اور کہیں نامنظور ہے۔ اسی طرح **سائنس والوں** کی سپارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور۔ بادشاہوں کے **وزراء**، **اُمراء**، سپہ سالاروں کی سپارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور۔ **دعائیں** کہیں کامیاب کر کے شکر کے انعامات کا موجب ہوتی ہیں اور کہیں ناکامی سے صبر کے انعامات دلاتی ہیں۔

پس اس قاعدہ کے مطابق بعضوں کے حق میں لکھا ہے۔ کسی کے لئے سپارش نامنظور ہے۔ اور بعض کے لئے سپارش منظور ہے۔ اسی طرح بعض کی سپارش منظور اور بعض کی نامنظور۔ سپارش اور **گناہ** کا یہ تعلق ہے کہ گناہ اخذ کا موجب ہے۔ اور سپارش کنندہ کی سپارش اسکے نیک اعمال کے باعث الٰہی عفو (کھا) کو حاصل کر کے ایک قسم کے گنہگار کے لئے تو کھا کا موجب ہوتی ہے۔ اور سپارش کنندہ کے واسطے باعث اعزاز و امتیاز۔

شفاعت ایک دعا بلکہ دعا سے بڑھکر ایک درجہ کی پرارتھنا ہے۔ پس اسپر انکار کیا۔

سوال نمبر ۲۲ " آدم کی پیدائش۔ اور اس کی رُوح افسانہ ہے"؟

الجواب - نادان انسان! ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ صفحہ ۲۹۴ - ۲۹۶ سوال کے جواب میں۔ سوال یہ ہے آغاز دُنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے۔ اور جواب یہ دیا ہی۔ کہ کئی

اور پھر دوسرے سوال کے جواب میں کہا ہے۔ "ابتدا دنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر میں ہوئی۔ جواب جوانی کے عمر میں۔

تم کو ایک بابا آدم کی پیدائش سے یہ دکھ پہنچا۔ کہ ترک اسلام کیا اور یہاں تمکو آریہ سماج بننے کے لئے کئی آدم ماننے پڑے۔ میں نے قرآن کریم کے مخالفوں اسلام کے مخالفوں کی نسبت یہ تجربہ کیا ہے۔ کہ جو کوئی وہمی طور پر قرآن و اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نادان کو بڑھ چڑھکر اعتراضوں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ جو وہمی طور پر کئے تھے۔

مثلاً مسیحی لوگوں نے اعتراض کیا کہ فلاں جزوی اور فروعی مسائل میں قرآن و اسلام بائبل کا خلاف کرتا ہے اسلئے ہم اسے نہیں مان سکتے اسکا نتیجہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام شریعت کو وہ لوگ لعنت اور پرانی چادر یقین کرکے از سرتا پا چھوڑ بیٹھے۔ اور مثلاً آریہ نے ہماری توحید پر اعتراض کئے۔ تو انکو ماننا پڑا ازلی ہستیاں تین ہیں۔ بلکہ پانچ بلکہ لاکھوں لاکھ۔

اللہ تعالیٰ ازلی۔ تمام روحیں ازلی غیر مخلوق تمام ذرات عالم روحوں کے صفات۔ افعال اور عادات۔ ذرات کے صفات اور افعال اور عادات۔ بلکہ زمانہ اور اکاش بہی سب کچھ الٰہی مخلوق نہیں۔ اورنگ زیب کو اپنے رسالہ میں بہت یاد کیا ہے۔ مگر تمہاری قوم نے جہاں جہاں کچھ طاقت پائی ہے۔ کیا کیا ماتحت مسلمانوں کے ساتھہ بدسلوکیاں کیں اور کر رہے ہیں۔ اسپر اگلا آنے والا جنم یاد کرو۔

سوال نمبر ۲۳ "خدا نے آدم سے اوس کی بی بی پیدا کی"

الجواب۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲۔ جہاں ہزاروں ہزار لاکھوں لاکھہ جوان جناب الٰہی نے پیدا کئے۔ آپ کو کیا صاف معلوم ہوا کہ کن بیچ دانوں اور رحموں سے پیدا ہوئے اور وہ لاکھوں لاکھہ نطفے کہاں سے آئے۔ اور بیچ دان کیونکر گم ہو گئے۔ جہاں سے اگنی۔ وایو۔ انگرا دتیہ وغیرہ پیدا ہوئے۔ اب وہاں سے کیوں نہیں ہوتے۔ اب ہم ان وسائط کو ندکر کہیں یا مؤنث وغیرہ

پسلی کا لفظ بہی قرآن کریم میں نہیں۔ ہاں خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (پ۔ نساء) کا لفظ ہے۔ مگر اس مِنْ کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کریم میں جابجا ہدایت نامے موجود ہیں۔ غور کرو!

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ (پ۔ فاطر) خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا۔ (پ۔ روم)

اور سنو! منو۔ ۱۔ ۳۲۔ میں لکھا ہے "پھر برہما جی نے اپنے قالب کے دو حصے کئے۔ نصف سے صورت مرد نصف سے صورت عورت پیدا ہوئی ان دونوں کے ملانے سے شخص وراٹھ

کو پیدا کیا۔ اور ۳۳ شلوک میں لکھا ہے۔ کہ وہ خود منوجی کے باپ ہیں۔ تماشائیست ویدنی۔

سوال نمبر ۲۴ کہ "آدم کو مع اس کی بی بی کے بہشت میں رکھا۔ مگر ایک درخت سے منع کیا۔ اسکا نام کیوں نہ بتایا۔ پھر بائبل دیکھنی پڑتی ہے"۔

الجواب۔ اللہ تعالےٰ نے تم کو کیسا ہلاک کیا۔ غور کر۔ تو تو بائبل ڈھونڈنے لگا تھا۔ پھر کہاں چلا گیا۔ اور اصل اعتراض سے الگ ہو گیا۔ کیا تم کو پہلے پرمیشر نے ملک تبت میں نہیں رکھا تھا۔ پھر تم کیوں آریہ ورت میں آگئے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۹۶ میں لکھا ہے اس کے پہلے اس ملک کا نام کچھ بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں بستے تھے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اسی ملک میں آکر بسے تھے۔ ہماری سردار رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم سے جن نابکاروں نے مکہ والوں سے چھیڑ کی تھی دیکھو کس طرح خائب خاسر ہو کر دنیا کے پردہ سے نابود ہو گئے۔ اور وہ فتح کا جھنڈا لہراتے ہوئے کس طرح مکہ میں جابراجے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ میں زیادہ واضح بیان کرینگے۔

سوال نمبر ۲۵

"آدم کا قصہ مسلسل نہیں۔ حالانکہ بیسیوں دفعہ شروع ہوا"۔

الجواب۔ قرآن کریم تاریخ کی کتاب نہیں جسقدر روحانی تعلیم کے متعلق کسی قصّہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اتنا ہی قرآن کریم میں بیان ہوتا ہے مجھے پہلے خیال تھا۔ کہ گرجھوٹ ہے۔ مگر اب یقین آگیا کہ تجھے اکائی کی گنتی بھی نہیں آتی۔ تو لکھتا ہے کہ بیسیوں دفعہ آدم کا قصہ شروع ہوا میں تجھے سچ کہتا ہوں تو جھوٹا اور احمق ہے ایک بیس دفعہ بھی نہیں۔ نصف بیس دفعہ نہیں۔ اب قرآن مجید پر پھر نظر کر۔ البتہ یجروید میں ہزاروں بار رگ کا بیان ہے اور سام میں اندر۔ اگنی۔ سوم کی ہزار بار تکرار سے شاعرانہ تعریف ہے۔ رگوید کی اگنی۔ وایو۔ جل کا تکرار بکثرت بے ترتیب پایا جاتا ہے

سوال نمبر ۲۶ "ایک دن نرسنگھا پھونکا جاویگا۔ اور لوگ مرجائینگے۔ سوالات کس جگہ۔ کس طرح آواز پہنچے گی۔ کیونکر مرینگے۔ یہ واقعات کب ہونگے کیا خدا معطل ہو جائیگا"

الجواب یہ سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ پال مرجائیگا۔ تو آپ اسلئے انکار کر دیں کہ کس جگہ۔ کس طرح۔ کیونکر۔ کب اور کیا پھر خدا معطل ہو جائیگا۔ کیا یہ سوال جیا پہلے پر آپ کو پیش نہیں آیا۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲

سوال۔ وَجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا (پ۳۰۔ الفجر) وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیَةٌ (پ۲۹۔ الحاقة)

الجواب جَآءَ فعل ہے۔ افعال اور صفات کا طریق کیا ہے۔ یہ ہے کہ فاعل اور موصوف کے لحاظ سے افعال اور صفات کا رنگ اور حالت بدلتی رہتی ہے۔ غور کرو مثلاً بیٹھنا ایک فعل ہے۔ ایک آپکا بیٹھنا ہے۔ اور ایک کسی جانور کا بیٹھنا۔ دیکھو اس بیٹھنے میں ایک جسم خاص کی ضرورت ہے۔ مکان کی ضرورت ہی۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کہ یہ بڑا ساہوکار تھا۔ مگر اب بیٹھ گیا ہی۔ دیکھو یہ بیٹھنا اور طرح کا ہے یا کہا جاتا ہے۔ کہ آج کل ہندو انگلستان کے تخت پر ایڈورڈ ہفتم بیٹھا ہے۔ اس بیٹھنے میں ایڈورڈ سوتا ہو۔ چلتا ہو۔ کہیں کھڑا ہو۔ بہرحال بیٹھا ہے۔

اب اس سے بھی لطیف موصوف اور فاعل کا حال سنو۔ تمہارے دل میں اسلام کا بغض بیٹھ گیا ہے۔ تمہارے دل میں آریہ سماج کی محبت بیٹھ گئی ہے کیا **محبت** کوئی جسم ہے؟ نہیں اسی طرح آنا اور حرکت کرنا ایک صفت اور فعل ہے۔ فلانا آدمی آیا۔ یہ آنا ایک طرف ایک مکان کے چھوڑنے کو چاہتا ہے اور دوسری طرف ایک مکان کیطرف آنے کو۔ سرور میرے دل میں آیا۔ علم میرے قلب میں آیا۔ مجھے سکھ ملا۔ اگر بولا جاوے تو یہ لازم نہیں آتا کہ سرور اور علم اور سکھ کوئی جسم ہے اور اس نے کوئی مکان ترک کیا۔ **اور سنو**! تمہارے گرو نے تو اپنی دعاؤں میں الٰہی حرکت کو ہی مانا ہے دیکھو صفحہ نمبر ۴ ستیارتھ پرکاش۔

"اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اس اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو"

سنو! ہاں اگر پرمیشر حرکت کر سکتا ہی۔ تو ملایکہ (دیو) تو محدود ہوتے ہیں انکا حرکت کرنا کیوں حیرت انگیز ہے۔ اگر حرکت کے کوئی معنی سماج کر سکتی ہے اور روپک النکار میں اسکو لے سکتی ہے تو قرآن کریم میں مسلمان کیوں مجاز نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالےٰ اپنے مظاہر قدرت میں جلوہ گری کرتا ہے۔ وہ حلول و اتحاد سے منزہ ورار الورا، مظاہر قدرت میں اپنی قدرتوں۔ طاقتوں بلکہ ذات سے جیسے اسکی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ ذات اور انوہیم کی شان ہے آتا ہے۔ اور کہیں سے جاتا ہے کیا جیسے وِدْوان دھارمک کے ہردے میں آتا ہی ویسا ہی دشٹ اناڑی کے ہردے میں بھی ہوتا ہے اور آتا ہی۔ **ہرگز نہیں** بلکہ تمہارے ہاں تو پھاند کر بھی جاتا ہے۔ پھر اتنا کیا مشکل ہے۔ یجروید اکتیسواں ادھیا کے پہلے اشلوک میں لکھا ہے وہ سب

جگت کو النگھہ کر ٹہیرا ہے۔ پورا ترجمہ ہمنے سوال نمبر ۱۷ میں لکھا ہے۔

عرش اور آٹھ فرشتوں کے متعلق ہی سوال نمبر ۱۷ میں جواب دیا ہے۔

سوال نمبر ۲۸ مُردے جاگ اُٹھینگے جو جلا دیئے گئے جنکی راکھہ اُڑا دی گئی۔ جن کو شیر بھی کہا گئے۔ کیوں کر اوٹھینگے؟

الجواب تو کیا آپ لوگ سزا و جزا کے قایل نہیں۔ اور کیا جب آپ مرجائینگے تو کیا آریہ کا پرمیشر معطل ہو جائیگا۔ یا تمہارے سرسوتی نام ہادی نے جھوٹ بولا ہے۔ جہاں کہا ہے دیکھو جواب نمبر ۲۲۔

"اور کیا مرکر جی اٹھنا غلط ہے۔ اور جنکو آرین جلاتے ہیں وہ پھر نہیں اوٹھینگے اور کیا جب تمکو جلایا گیا۔ تو تم بالکل فنا ہو جاؤ گے؟ مجھے معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ تم کس مذہب کے آدمی ہو۔ کیونکہ تمام ایسے مذاہب جو خدا کے قائل ہیں مُردوں کے جی اُٹھنے سے منکر نہیں۔

سوال نمبر ۳۰ "خدا ترازو لیکر بیٹھے گا۔ خدا کو تکڑی بٹے کی کیا ضرورت پڑی۔ اعمال کوئی مادی چیز ہیں؟"

الجواب بٹے کا ذکر تو قرآن مجید میں نہیں۔ اور نہ یہ کہ اعمال مادی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (پ۔ انبیاء) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھینگے۔ تم کیسے نادان ہوگہ میزان کو مادیات میں منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو جب تم نے حساب پڑھا تھا اسوقت تم کو جمع کی میزان۔ تفریق کی میزان۔ ضرب کی میزان۔ تقسیم کی میزان علم حساب میں نہیں بتائی گئی۔ اس سے تم اندھے کیوں ہوئے۔ اور کیوں **میزان** کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔ کہ وہ بہت ہی وسیع ہو سکتی ہے پھر تم نے مذہب اسلام اور آریہ مت پر میزان نہیں لگائی اور ترک اسلام ایک رسالہ نہیں لکھا جس میں ان موازین کا تذکرہ کیا پھر وزن اعمال میں تمہیں بٹوں کا خیال کیوں پیدا ہوا۔

اب فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ (پ الاعراف) (یعنے جسکی میزانیں بھاری ہونگی) اس کا بیان سن لو۔ تمہاری ستیارتھ میں لکھا ہے "جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے۔ اور جب دہرم زیادہ اور ادھرم کم ہوتا ہے۔ تو دیو یعنی عالموں کا جسم ملتا ہے اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے تو معمولی انسانی جسم ملتا ہے۔ صـ ۳۳۳

اب یہ بڑھنا اور گھٹنا پرمیشر کو کس طرح معلوم ہوا۔ اور کیا یہ موازنہ نیکی اور بدی کا نہیں اور

کیا پرمیشر نے ان اعمال کے لئے میزائیں قایم نہیں کی ہیں۔ اے نادان تارک اسلام تجھپر افسوس کس نے تجھے سکھایا کہ تو آنیوالے غضب سے ان زبان کی چالاکیوں سے بچ جائیگا؟

سوال نمبر ۳۱ "پہاڑ روئی کی طرح اوڑینگے۔ بہلا ہمالہ ہی اور یورپ امریکہ کے پہاڑ ہی"۔

الجواب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۷۴۔ آٹھویں سملاس کے ابتدا میں ہے۔

"اے (دانگ) انسان! جس سے یہ گوناگون خلقت ظاہر ہوئی ہے۔ جو اس کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے۔ اور جو اس دنیا کا مالک ہے۔ جس محیط کل میں یہ سب دنیا اتپتی (پیدائش) ستہتی (قیام) پرلے (فنا) پاتی ہے وہ پرمیشور ہی۔ اوسکو تو جان اور دوسرے کو صانع کائنات مت مان۔ پھر کہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں اس عالم کی پیدایش قیام اور فنا ہے وہی برہم جاننے کے لائق ہے اور کہا ہے یہ سب سو عالم پیدائش سے پیشتر تاریکی میں چھپا ہوا بشکل رات ناقابل تمیز اور آکاش کی مثل تھا۔ اور تچھ۔ غیر محدود پرمیشر کے مقابل میں محدود اور اس سے محاط تھا"

پھر سوچو! اس قادر کے مقابل یہ ہمالہ اور کوہستان یورپ و امریکہ کیا ہستی رکھتا ہی۔ آہ تمہیں اللہ تعالےٰ کی عظمت کا پتہ ہی نہیں اور معلوم نہیں کہ تم کس مذہب میں تہے۔ اور کس میں ہو۔ کیا تمہاری خیالی پرلے اور مہا پرلے میں سب فنا نہونگے؟

سوال نمبر ۳۲۔ چاند سورج سے جاملے گا۔

الجواب۔ جس آیت کا حوالہ دیاہے۔ اس میں تو ہے جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (پ۲۹ قیمۃ) اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ چاند سورج سے جا ملیگا۔ اسکے تو معنے ہیں۔ کہ چاند اور سورج جمع کئے جائینگے۔ اور جو تمنے ترجمہ کیا ہے اسکے خلاف قرآن مجید میں یہ لکھا ہی۔ اور تمہاری تردید کی ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (پ۲۳ یٰس) ترجمہ۔ سورج کو تو طاقت نہیں کہ چاند کو دبوچ لے یا اس سے جاملے اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے بلکہ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔

اور فرمایا ہی۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (پ۲۳ یٰس) اور چاند کے لئے ہمنے منزلیں مقرر کردی ہیں یہانتک کہ آخر کار وہ چاند پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا ہے۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (پ۲۷ رحمٰن) اور سورج اور چاند

اپنے اپنے محوروں پر چکر کہاتے ہیں۔

پس دونوں یوں تو جمع نہیں ہوتے جیسے تم نے غلطی سے وہم کیا ہے۔ بلکہ انکا اجتماع بعض صفات میں ہوتا ہے۔ مثلاً دونوں کا گرہن ایک مہینہ میں ہوجاوے۔ جیسے چاند گرہن کیلئے تین تاریخیں جناب الٰہی نے مقرر کر دی ہیں۔ تیرہ چودہ اور پندرہ قمری مہینہ کی تاریخیں۔

اور سورج گرہن کے لئے بھی سُنن الٰہیہ میں تاریخیں مقرر ہیں ۲۷-۲۸-۲۹- ستائیس اٹھائیس اور انتیس چاند کی تاریخیں سُنن الٰہیہ میں مقرر ہیں انکے خلاف نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اب جمع کی صورتیں تو بہت ہیں ان میں سے جو اس زمانہ میں آیات اللہ کیلئے جو صورت واقع ہوئی ہے وہ یہ صورت ہے کہ ہماری کتب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ مہدی کے زمانہ میں چاند گرہن پہلی رمضان میں اور سورج گرہن نصف رمضان میں ہوگا۔ اور یہ مہدی کا نشان ہوگا۔ چنانچہ ۱۳۱۱ہجری میں رمضان شریف کی ۱۳ تیرہ تاریخ کو جو چاند گرہن کے لحاظ سے پہلی تاریخ ہے اور اسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو جو سورج گرہن کے لئے درمیانی وقت ہے اور تواریخ سورج گرہن کے لحاظ سے نصف ہے۔ سورج گرہن ہوا۔ اور یہ واقعہ ایشیا یورپ اور افریقہ کے لئے ظہور مہدی کا نشان ہوا۔ اور پھر ۱۳۱۲ہجری میں اسی طرح امریکہ میں گرہن ہوا۔ اور یہ دوسرا آسمانی نشان مہدی کا تھا۔ جو ظہور پذیر ہوا۔ اور وہ مہدی جسکا یہ نشان ظاہر ہوا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں صلوات اللہ علیہ وعلےٰ مطاعہ محمد سید الرسل وخاتم الانبیاء۔

سوال نمبر ۳۳ "ستارے گر پڑینگے۔ گر کر کہاں جائینگے۔ کیا زمین پر اگر ہاں"

الجواب۔ اگر ہاں کا مقابلہ آپ بہول گئے۔ **سنو**! انتثر کے معنی ہیں جو انتثرت میں آیا ہے۔ تفرق کے ہیں۔ کیا معنے انکا اجتماع اور نظام موجود متفرق ہوجائیگا اب اس میں تو قیامت پرلے کا حال ہوا۔ پھر آپ کو کیونکر انکار ہوسکتا ہے ہاں سائنس دان ہو کر۔ اسٹرانمر ہو کر اعتراض کرتے تو بجا تھا۔ میرا یقین کامل ہے کہ مذاہب میں ایک مذہب بھی نہیں۔ جو اسلام پر کوئی اعتراض کرے اور خود اس کے گھر میں اس سے بڑھ چڑھ کر نشانہ اعتراض چیز موجود نہ ہو۔

سوال نمبر ۳۴ "زمین باتیں کرے گی۔ سورج چاند کیوں نہ کرینگے۔ ستارے کیوں خاموش ہیں"

الجواب - ۱ - اول تو سورج - اور چاند کی خاموشی کا ذکر نہیں جو آپکو اسپر تعجب ہؤا۔
۲ - دوم ستارے بھی تمہاری دیانند کے اعتقاد میں زمین ہی ہیں۔ پس انکی خاموشی بھی ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ بھی زمین ہیں یا زمین کی طرح ہیں پس جیسے یہ زمین باتیں کریگی وہ بھی باتیں کرینگے۔
۳ - سوم یہ تالستھ اوپادہی ہے اگر تمکو اس کی سمجھ نہیں تو پڑہو ستیارتہہ پرکاش صفحہ نمبر ۲۵۴۔ اہم برہم اسمی کے ارتہہ میں لکھا ہے۔ اس موقعہ پر تالستھ اوپادہی د استعارہ ظرف و مظروف کا استعمال ہے۔ جیسے
(منچا کرُی شنرنتا) منچ پکارتے ہیں۔ چونکہ منچ جڑ ہیں ان میں پکارنے کی طاقت نہیں اسلئے منچ کے جاگزین آدمی پکارتے ہیں۔ پس اسی طرح اس موقع پر بھی سمجھنا چاہیئے۔
۴ - چہارم - تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا کے ساتھ بیان کرے گی زمین اپنی خبریں اس لئے
بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا دپ۳۔ ذلزال) کہ تیرے رب نے اسے وحی کے ذریعہ حکم کیا ہے۔
پس ہمہ شامرتھ[1] - سرب شکتیمان - جو دوسرے کا محتاج نہیں۔ اگر وہ زمین کو فرما دے کہ تو بیان کر تو کیا وجہ ہے کہ پہر بیان نہ کر سکے۔ تم بھی تو قوی خداداد سے ہی بولتے ہو۔ زمین بھی قوی خداداد سے بول سکتی یا بیان کر سکتی ہے۔
۵ - پنجم - تحدث میں یہ ضرور نہیں کہ ہماری تمہاری طرح پنجابی یا اُردو بولے ہر ایک کا بولنا اس کے مناسب حال ہوا کرتا ہے۔ پہر الفاظ کی ضرورت بھی نہیں۔ ایک لسان الحال اور ایک لسان الافعال بھی ہوتی ہے۔ اب تم خود سمجھ لو کہ زمین کی لسان کس نوع کی ہے جس سے وہ بولیگی۔ اور ظرف و مظروف کے استعارہ پر کیوں تم خود سمجھ نہیں سکتے۔

سوال نمبر ۳۵ - شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ تَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آدمی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ زبان کا کام دینگے۔ یہ ڈہکوسلا ہے۔ قرآنی بہشت خراب خانہ ہے۔

الجواب - شہادت تحریری بھی ہوتی ہے۔ اور تقریری بھی۔ اور تقریر زبان سے اور ایما و کنایہ سے بھی اسیطرح یاد رکھو کہ کلام بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایسا ہی نطق بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایسے ہی شہادت۔ تحدیث اور قول کے اقسام بھی ہوتے ہیں۔ تم اپور وید تو پڑہے ہوئے نہیں۔ مگر سنو! ایک آتشک کا مارا ہوا ہمارے سامنے آتا ہے۔ تو اسکے ہاتہہ اور پاؤنکے نقش و نگار جو آتشک سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسکے آنکھ کان کی حالت صاف صاف

[1] القادر [2] الغنی۔ القادر۔

گواہی دیتی ہے کہ یہ آتشک کا مبتلا ہے۔ ایک شخص مجلوق اور جریان کا مبتلا ہمارے سامنے آتا ہے اُسکی آنکھہ سے ہم پتہ لگا سکتے ہیں اور اسی طرح ہزاروں بیماروں میں یہ امر مشہود ہے۔ پھر کیا علیم وخبیر ذات پاک کے سامنے ہی سمیع وبصر گواہی نہیں دیسکتے۔ یہ کیا عجیب بات ہے اس میں ڈہکوسلا کیا ہوا۔ بہشت کے متعلق جو کچھ تمنے کہا ہے اس کا جواب آگے آتا ہے دیکھو نمبر ۳۶۔

سوال نمبر ۳۶ بہشت میں رہو۔ جہاں غم کا نشان نہیں۔ انسان ایک حالت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ مدامی خوشی وبال جان ہو جائے گی۔ انسان نعمتوں سے تنگ جاتا ہے۔

الجواب) اللہ تعالے تمہیں فہم دے۔ اب تمہاری تبدیل مذہب کا باعث معلوم ہوا۔ جب تم ایک حالت پر نہیں رہ سکتے۔ تو تمہارا آریہ سماج دہرم پر استقلال بہی معلوم ہو گیا۔ اگر مدامی خوشی وبال جان ہے تو جو سچدانند ہے۔ پس وہ ہمیشہ کی خوشی چہوڑ کر ضرور کسی نہ کسی دکھہ والے جسم میں جاتا ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ وہ ضرور جنم دہاری ہے اور پرانے آریہ ورت والے اوتاروں کے ماننے میں وجہ رکہتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اگر قیاس ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ چالیس برس کی خوشی پر بہی انسان کو رہنا محال ہے کہ کوئی پسند کرے تو اس حساب سے کئی ارب کی مکتی ایک عذاب ہے جو رو حپر کسی ظالم کا کام ہوگا۔ تعجب تعجب۔

اصل بات سنو بنی اسرائیل مدت تک مصر میں فرعون کے تحت ذلت میں رہے ہیں اسلئے اُنکے واسطے موسیٰ علیہ السّلام کا منشا تہا۔ کہ یہ قوم کسی طرح فاتح بنے تو منے رسول اللہ کی نافرمانی کی تو جنگل میں سزا پا یو نکی طرح چالیس برس رہنا پڑا۔ اسپر وہ تنگ ہو گئے تو زمیندار بننا چاہا۔ نہ خوشی کے باعث۔ اسپر حضرت حق سبحانہٗ نے فرمایا۔ اهبطوا مصرًا۔

بہشت کے متعلق اور حور اور ولدان قصور اور غلمان کے متعلق بحث

لہ حقیقی ہستی۔ علیم اور ہمہ سرور۔ یہ خدا کے وہ صفات ہیں جنکو آریہ مانتے ہیں ۱۲ منہ

لہ اربوں برس خوشی وآزادی سے رہنا آریہ کی نجات ہے۔ ۱۲

اس بحث پر میں ایک طویل مضمون لکھنا چاہتا تہا۔ مگر اصل یہ رسالہ جسکا جواب دینا ہی چہوٹا ہے۔ اور یہ مضمون بذات خود ایک بڑے رسالہ میں درج ہونے کے قابل ہے اُسکے ایک ایک سوال پر اگر جواب لکھا جائے۔ تو مجلد ضخیم چاہیئے اس لئے ہم اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کرکے یہاں مختصرا لکھتے ہیں۔

اوّل۔ صرف آریہ کو خطاب کرتے ہیں۔ کہ جان جسکو عام لوگ روح کہتے ہیں۔ اور سنسکرت میں جیو آتما ہے۔ اس کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ ہے اور رہیگا۔ یہ امر ہماری اور آریہ کی مسلمات میں ہے اور یہ بات کہ یہ جان ہم سے پہلے تہی اور اس جسم سے سابق اس کا وجود تہا۔ یہ امر ایسا ہی۔ کہ اسکا یہاں بیان کرنا کچھ ضروری نہیں۔

ہاں جان ہے اور رہیگی کا ثبوت ستیا رتہہ پرکاش نویں سملاس کے پندرہویں سوال میں لکھا ہے "مکتی میں جیو لے ہو جاتا ہے۔ یا قائم رہتا ہی" اسکا جواب خود دیانند دیتا ہے۔ کہ قائم رہتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہی۔ کہ وہ جیو ایک لطیف جسم بہی رکہتا ہی۔ اور پہر بہی رکہے گا۔ ستیارتہہ پرکاش کے صفحہ ۳۱۴ میں لکہا ہے "جیسی اچار مکت پرش کے لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ کا بہی مثل من کے موجود رہنا مانتے ہیں نہ کہ معدوم ہو جانا"

اور صفحہ ۳۱۳ میں سترہ سوال کے جواب میں کہا ہی "کہ جیو میں مقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے" "مگر چوبیس قسم کی طاقتیں جیو رکہتا ہی۔ اسوجہ سے مکتی میں بہی آنند کے حصول سی محفوظ ہوتا ہے" اگر مکتی میں جیو لے ہو جاتا تو مکتی کے سکہہ کو کون بہوگتا اور جو جیو کے فنا ہونے کو مکتی سمجہتے ہیں۔ وہ تو سخت جاہل ہیں" یاد رکہو۔

اور پہر یہ بہی لکہا ہے۔ چہتیس سوال صفحہ ۳۲۱ کہ ایک جیو عالم نیک نہاد صاحب حشمت راجہ کی رانی کے حمل میں جاگزین ہوتا ہے۔ پہر صفحہ ۳۲۲ میں لکہا ہی کہ جو متوسط درجہ کے رجوگنی ہوتے ہیں۔ وہ راجہ وغیرہ کا جنم پاتے ہیں۔ اور یہ باتیں مکت اور نجات سے بہی پیشتر حاصل ہوتی ہیں

اب ان اصول کو مدنظر رکہکر کوئی شخص مسلمانوں کے اُن عقاید پر جو وہ مابعد الموت بیان کرتے ہیں کیا اعتراض کر سکتا ہے۔

ان باتوں سے جو خود پنڈت دیانند نے تسلیم کی ہیں کیسی صفائی سی ثابت ہو جاتا ہی کہ جنت کی نعمتیں سچی اور حق ہیں صاف ظاہر ہے کہ جب ارواح اپنی طاقتوں اور خواہشوں کے

لہ دیکہو صفحہ نمبر ۷۳۔

ساتھ موت کے بعد بھی قائم رہتے ہیں۔ اور اگر وہ طاقتیں نہ ہوں تو بقول دیانند کے مکتی کے آنند سے کیونکر محظوظ ہو سکیں تو از بس ضروری ہے۔ کہ اُن طاقتوں کے مظاہر بھی موجود ہوں جسقدر حواس روح اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ضروری ہے کہ ان حواس کو سرور و محظوظ کرنے کے سامان اور آلات اور جلوہ گاہیں بھی مہیا ہوں۔ کان کے سرور اور آنند کے سامان اگر ضروری ہیں۔ تو آنکھ کے سرور اور آنند کے آلات بھی از بس ضروری ہیں۔ پھر قوت لامسہ اور قوت ذائقہ اور شامہ کو بھی اپنے مظاہر سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جب ان طاقتوں کے لئے اسباب سرور کا ہونا ضروری ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے جذبات اور قویٰ کے سامان نہ ہوں۔ جنہیں اس عالم میں زندگی کے حظوظ میں اعلے تریں مانا گیا ہے۔ اور موت کے بعد بھی وہ طاقتیں اور جذبات روح میں مرکوز ہو کر اسکے ساتھ ہونگی۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک بہشت نام ہے۔ اُسجگہ کا جہاں جیو (نفس) یا روحکو ہر طرح کی راحت اور آرام ملے وہ ایک اعلے سرور کا مقام ہے۔ جس میں انسانی حالت خدا تعالیٰ کے متعلق تو یہ ہوگی۔ جسکا بیان قرآن میں یہ آیا ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ۱۱ یونس) اور اُن کی پکار اُس میں یہ ہوگی۔ کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر اُنکا قول سلام اور سلامتی ہوگا۔ اور آخری پکار ان کی یہ ہوگی۔ کہ سب حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔

اس آیت پر غور کرنے والا غور کرلے کہ کس طرح بہشت میں جناب الٰہی کی تسبیحیں اور تحمیدیں کیجائینگی۔ اور کس طرح روحانی مزہ اُٹھایا جائیگا۔ اور باہمی بہشت میں وہ تعلقات ہونگے جنکا بیان آیت ذیل میں ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (پ۱۴ حجر) تحقیق متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہونگے۔ اُنہیں کہا جائیگا۔ کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ اور امن میں رہو۔ اور جو کینہ اور کپٹ دنیا میں اُنکے دلوں میں تھا۔ بہشت میں ہم اُنکے دلوں سے نکال ڈالیں گے وہ بھائی بنکر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

اور اسی پر غور کرو کہ جب غیروں کے ساتھ بہشت والونکا یہ سلوک ہوگا۔ جس کا ذکر آیت

بالا میں ہے تو اپنوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر مزید تشریح کے لئے ہم دو تین حوالے دیتے ہیں۔ جو سعادت مند کے لئے کافی ہیں۔

فِیْہِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ (پ ۲۷ - الرحمن) ان میں اعلےٰ درجہ کی نہایت خوبصورت عورتیں ہونگی۔

عُرُبًا اَتْرَابًا (پ ۲۷ - واقعہ) خاوند سے پیار کرنیوالیاں ہمعمر۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (پ ۲۷ الرحمن) جنکی نگاہیں ہر بدی سے کوتاہ ہوتی ہیں۔ صرف خاوندوں تک محدود ہیں۔

جس جنت میں ایک نیک سیرت خدا پرست مخلوق سے کامل سلوک کرنیوالا کہا جاوے اور اس میں کئی قسم کے قویٰ موجود ہوں تو اسے کیا ہوی نہیں ملنی چاہیئے۔ ہمارے نزدیک تو تمام فطری قویٰ جو اسوقت انسان کو دیئے گئے ہیں۔ وہ نہایت اعلےٰ مدارج پر وہاں بھی عطا ہوں گے۔ مگر سردست ہم اُن قوتوں کا بیان کرتے ہیں۔ جنکا مکتی کیحالت میں بھی روحوں کے ساتھ موجود ہونا تمہارے ہاں ثابت ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۳ جواب سوال ۷ مقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے مگر زور[۲]۔ ہمت[۳]۔ کشش[۴]۔ تحریک[۵]۔ حرکت[۶]۔ جوت[۷]۔ امتیاز[۸]۔ تعقل[۹]۔ حوصلہ[۱۰]۔ یاد[۱۱]۔ یقین[۱۲]۔ خواہش[۱۳]۔ محبت[۱۴]۔ نفرت[۱۵]۔ ملاپ[۱۶]۔ جدائی[۱۷]۔ ملانا[۱۸]۔ جدا کرنا[۱۹]۔ سننا[۲۰]۔ چھونا[۲۱]۔ دیکھنا۔ چکھنا[۲۲]۔ سونگھنا[۲۳]۔ اور گیان[۲۴] یہ چوبیس قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے مکتی میں بھی آنند کے حصول سے محفوظ ہوتا ہے۔ اب ان قویٰ کو چند بار مطالعہ کرو۔ زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ جوت۔ خواہش۔ محبت۔ ملاپ۔ ملانا جدا کرنا۔ ذرہ ان سب کو ملاؤ تو بھی پھر حوروں پر اعتراض کرو۔ یہ تو مانتا ہوں کہ لفظوں کے معانی ادنےٰ بھی ہوتے ہیں۔ اور اوسط اور اعلےٰ بھی۔ مگر خدائی عبادت میں تو کسی جوت اور ملاپ چھونے ملانے اور جدا کرنے کا کچھ ذکر کم ہی آتا ہے۔ اور اگر کھانے پینے کے تذکرہ سے آپ کو ہمارے بہشت سے انکار ہے تو کیا چکھنا سونگھنا کچھ اور ہوتا ہے۔ کھانے اور پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتا۔

اور اگر بہشت میں خوبصورت آوازوں کا سننا آپ کے نزدیک معیوب ہے تو روح کو سننا وہاں کیوں لگایا گیا ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش میں تو اور ذریعہ بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۲۳۵ اور اتنا سُننے جسطرح دنیوی سکھ جسم کے سہارے سے بھوگتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے سہارے جیو آتما مکتی کے آنند کو پاتا ہے۔ وہ مکت جیو غیر متناہی محیط کل برہم کے اندر اپنی خوشی کے موافق گھومتا ہے پاک علم سے تمام کائنات کو دیکھتا ہے۔ دوسرے مکتیا

ہُوؤں کے ساتھ ملتا ہے۔ علم پیدائیش کو ترتیب وار دیکھتا ہُوا تمام مختلف دنیاؤں میں یعنے جتنی یہ دنیائیں نظر آتی ہیں۔ اور نظر نہیں آتیں ان سب میں گھومتا ہے وہ تمام اشیاء کو جو اس کے قریب ہوتی ہیں۔ بخوبی معلوم کرتا ہے۔

اب مُکش اور نجات کے ورے اس جنم کے بعد اگر کوئی شخص ان نیک اعمال کو کرتا ہوا مر جائے جن کے بدلے وہ ہندوستان کا راجہ بنے اور اسکی بہت سی بی بیاں جو نیک نہاد اور پاک سرشت ہوں۔ اور ان بیبیوں کے ماورائے کچھ اور بی بیاں بھی جن کے اعمال نیک ہوں۔ اور وہ نیکی کے باعث اپسرہ (حوریں) بنیں اور اُس راجہ ہند کے کچھ عمل ایسے بھی ہوں۔ جنکے باعث ان اپنی بیبیوں اور چند غیر بیبیوں کے باہم تعلقات پیدا ہوں۔ تو ایسی صورت میں آپ کسی وید کے بہاگ منتر سے یا برہمنوں اور سوتروں سے کیا ایسا جنم محال ثابت کرسکتے ہیں۔ انصاف سے غور ہو۔

بہشت اور وہاں بیبیوں کے ہونے اور عمدہ کہانے پینے کا انکار وہ کرے۔ جو موت کے بعد روحوں کے فنا ہونے کا قائل ہو۔ پہر وہ کرے جو روح میں کسی لطیف جسم کے ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ جب اسکے نزدیک روح کے پاس کوئی آلہ خوشبوئی کے حاصل کرنے کا نہیں۔ تو وہ حوروں کو کیا کریگا۔ کیونکہ روح بلا جسم لیے کام کچھ نہیں کرسکتی۔

پہر بہشت کی ایسی نعمتوں سے وہ انکار کرے جسکو بی بیوں سے صدمات شدیدہ یا خفیفہ پہونچے ہوں۔ پہر وہ کمزور انسان بہشتی بیبیوں سے انکار کرے۔ جسکو جریان سرعت انزال اور اُس خاص جسم کی خاص خاص کمزوریاں لاحق ہوں۔ پھر اُسنے ہزاروں ہزار روپیہ اشتہاریوں کو دیکر کچہہ کامیابی حاصل نہیں کی۔

پہر وہ جسکو یہ مبتلا آیا ہے کہ ہزاروں روپیہ خرچ کرکے شادی کی اور اس سے لوگ ہی متمتع ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ بابا ایں کچھ بول نہیں سکتا۔ آخر اسکو نیوگ کرانا پڑا۔

پہر وہ جنکو تمام دن کی مزدوری سے اپنا پیٹ بھی بہرنا مشکل ہے وہ بی بی اور بچوں کو کس طرح اور کہاں سے پرورش کرے۔

پہر وہ بڈہا جسکو بچے ملے۔ نہایت گندے شرابی بدنام کنندۂ خاندان ممکن ہے۔ اُسکی فطرت نے اُسکو بتایا ہو۔ کہ یہ صاحبزادے تمہیں اپنی کوٹہیوں سے بھی نکالدینگے۔ اور اُسپر کوئی ایسا وقت آئے گا کہ وہ پکار اُٹھے گا۔ کاش کہ کوئی پہوس کا ہی گہر ملتا

پردہ اپنا ہوتا۔

پہر وہ کاہل وکاسل جنکو نشۂ چنڈو مدک نے بیکار کردیا۔ اور وہ اور گہروں کی ٹکڑی مانگ کر لایا۔ اور کہا کر سو رہا۔

پہر یورپ کے مزدوری پیشہ انکار کریں جنکو سارے دن کی ہلاکت کے بعد بہی رہنے کو عمدہ مکان نہیں ملتا۔

پہر وہ انکار کریں جن کو صبح اُٹہتے ہی اخباروں میں پڑہنا پڑتا ہی کہ فلانا فوجی خدمات کے سبب سے لارڈ بنا فلانا مسٹر ہوکر قومی خدمات سے گورنر بنا فلانا ملکی نفع رسانی کی باعث مارکوئیس بنا فلانا جدید ایجاد کے سبب سے آج ملک میں ممتاز ہی آہ وہ ہمارا ہم مکتب تہا۔ یا ہمارا غریب پڑوسی تہا۔ اور انکی طبیعتیں ان اخباری حوالوں کے ساتہہ سُست وکاہل ہی نہیں تہیں جوش میں اُٹہے سلپ ہلپ کی خوبصورت جلد ہاتہہ میں آئی تو وہ اور ہی تازیانہ ہوا۔ ادہر دیکہا کہ بیوی بچے ان ترقیات کے حارج ہیں۔ جب اس چند روزہ زندگی میں بیبیاں ترقیات کی حارج ہیں۔ تو بہشت میں ہی غالباً وہ ہمیں حرج دینگی

پہر وہ جنکو شادی کے اخراجات نے پہر بچوں کی شادیوں کے اخراجات نے حیران کردیا ہے ہمارے سامنے اچہے ساہوکاروں نے ہاتہہ باندہ کر درخواست کی ہے۔ کہ کوئی انسداد اولاد کی راہ بتاؤ۔ ہم شادیونکا خرچ برداشت نہیں کرسکتے۔

سر تقدم الانکلیز کتاب میں ایک فرانسیسی واویلا مچاتا ہے کہ شادیوں کے اخراجات نے ہماری نسل کو انگریزوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم تعداد اور کمزور کردیا ہے۔

پہر وہ جنہوں نے دوسروں کی بیبیوں سے عیاشی کی اور یقین کرلیا۔ کہ جس طرح ہم دوسرے کے غمگسار کو اپنے کاموں میں لاتے ہیں۔ اسی طرح وہ دوسرے ہماری غمگسارونکو اپنی کام میں لائینگے

پہر وہ جنکی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں۔ مگر قومی رواجوں اور بے پردگیوں میں عورتونکو خطرناک آزادیوں میں دیکہتے ہیں۔ تو گہبراکر بہشتی بیبیوں سے بہی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر جنکو یقین ہے کہ اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ (پ۱۸۔ نور) اور اعتقاد رکہتے ہیں۔ اور انکا اعتقاد واقعی ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے۔ وہاں کے پڑوسی ہی طیب بیبیاں ہی طیبہ آپ ہی طیب اور ضعف وپیری کا نام نہیں۔ نہ اُن خطرات کا کوئی موقعہ ہے جو صدمات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں اور افکار اور افلاس کاہلی اور سستی ترقیات کے مشکلات اور حرجوں اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقعہ وہاں نہ ہوگا۔

اور وہ لوگ بھی کیونکر انکار کریں۔ جنکا اعتقاد ہے کہ پرمیشر سرب شکتی مان ہے اور وہ اپنے
کاموں میں کسی کا محتاج نہیں۔ اگران کے دل میں آوے بھی کہ ان بیبیوں کے لئے ہم ریشمی کپڑے
سلوائیں گے۔ تو وہ کپڑے کہاں سے آئینگے۔ اور اتنی کلیں کہاں سے آئیں گی ان کا ایمان انہیں بہت
جلد مطمئن کر دیتا ہے کہ ہمارا پرمیشر[1] سرب شکتی مان ہے اور پرکرتی[2] کی نہایت عظیم الشان سامگری[3]
اسکے پاس ہے۔ اور اُسکا وہ خالق ہے۔ اوسکو کیا فکر ہے۔ اب بھی کسقدر ہاتھیوں وہیل مچھلیوں
بجلیوں روشنیوں ایتھروں اور اربوں کیڑوں مکوڑوں کا اور جیوؤں کا سامان کیا اسکے پاس
نہیں۔ روح ہے اور رہیگی ہمارے آریہ مخالفوں کو یہ امر مسلم ہے۔ دیکھو حوالجات بالا پھر روحوں
کو بقا اور آنند کی خواہش بھی ہے۔ ہم سب یا کم سے کم مَیں تو اپنے اندر یہ شوق پاتا ہوں اور اُمید
کرتا ہوں کہ اسی طرح اَوروں میں بھی یہ خواہش ہو گی پرم ایشر ست[1] چت[2] آنند کے پاس کچھ
کمی نہیں اور ہماری خواہش بقا اور آنند[3] کے علاوہ اس میں دیا لتا[4] کی صفت بھی ہے پھر اس دیالتا
کے ساتھ انتریامی[5] بھی ہے۔ اور بخیل نہیں اور نہ کنجوس پھر جس شخص کی نیک اعمال میں بدیاں حارج
بھی نہ ہوں تو اسکو سُرگ میں پہونچنے کے لئے مشکلات کیا ہیں۔ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ آریہ کے نزدیک
بھی یہ چار صفات روح میں موجود ہیں روح کی طلب موجود[1] روح طلب کنندہ موجود[2] اس روح کے
مطالب کے لئے نفع اُٹھانے کے لئے قوتیں موجود[3]۔ پھر پرمیشر جیسا داتا موجود طالب بھگت[4] ہے
شریر نہیں۔ پس کیا ہے جو وہ چاہے اور وہ نہو ہم تو یقین کرتے ہیں کہ جہاں شیو[5] ہیں وہاں پاربتی
بھی ہیں۔

ہمارے نزدیک نہیں مگر روح ابتدا سے غیر متناہی زمانہ سے ہے۔ اور یہ تمہارا مسلم اصل ہے۔ اور
آئندہ کے لئے بھی غیر متناہی ہے یہ بھی تمہارا ہمارا مسلم مسئلہ ہے۔ اور ہر روزہ ترقی ہمارا مشاہدہ
ہے۔ پھر سوچو کہ ترقی کن ہستی کو ترقی پسند ہے یا تنزل۔ اور سوچو کہ بہشت کی نعمتیں قویٰ کی
ترقی کے نتائج ہیں۔ یا نہیں۔ اور اسکے نہ مٹنے والے اور ساتھ جانے والے جذبات کے مظاہر ہیں
یا نہیں؟ اور ہونگے یا نہیں؟۔

ہم تمہیں ایک بات سناتے ہیں۔ دیا نند نے لکھا ہے۔ سرشٹی کی ابتدا سے لیکر ایک ارب
چھیانوے کروڑ برس تک آریہ لوگ چکرورتی راجہ رہے ہیں۔ مرف پانچہزار برس سے بدبختی اور
شقاوت نے انہیں دبایا ہے اور تم نے کہا ہے کہ لمبا سکھ بھی ایک مصیبت ہے۔ بنی اسرائیل

[1] اللہ رب العلمین الحاکمین القادر ۱۲ [2] مادہ ۱۲ [3] سامان ۱۲

[1] ہی [2] علیم [3] وہ۔ سرور [4] رحم ۱۲ [5] علیم بذات الصدور ۱۲

کی پہر تمنے مثال بہی دی ہے۔ وہ بیچارے تو صرف چالیس ہی برس جنگل میں رہے تہے۔ تم دو ارب برس بہی مزہ اُٹھاکر پہر بہی چین نہیں لیتے۔ اور ہنوز مزہ اور آنند سے سیر نہیں ہوئے۔ ہمیں تو تمہارے آریہ ورت میں آنند بہوگتے ہوئے گیارہ سو برس بہی نہیں ہوے ہیں۔ اور ابہی گویا ہم تہوڑے دنوں سے یہاں مہمان ہوکر آئے اور تم لوگ دو ارب برس سے ہو۔ پہر بہی آریہ ورت کے پہلے سکہہ تمہیں یاد آتے ہیں اور انکے حاصل کرنے کی فکر لگی رہتی ہے۔ اور آریہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ دوسروں کی جگہ چہین کر خود ہر قسم کے سامان کے مالک ہوجائیں۔ اگر میری بات میں شک ہو تو اپنے افسروں مہارشیوں سے پوچہہ لو یا اگر وہ علانیہ اعتراف نہ کرسکیں۔ تو اُن کے چال چلن اور برتاؤ سے خود پتا لگاؤ کہ وہ اپنے ماتحت مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور تمہارے وکلا اور جج اور افسر کن پسندیدہ اطوار سے مسلمانوں کے پاس آتے ہیں۔ الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔

فقرہ نمبر ۲ میں ارادہ تہا۔ کہ برہموں لوگوں سے بہشت کے بارے گفتگو کریں کیونکہ وہ صرف روحانی بہشت کے قائل ہیں۔ حالانکہ روح اور جان آدمیوں میں بلا جسم کوئی راحت اور رنج حاصل نہیں کرسکتی۔ اور فقرہ نمبر ۳ میں نیچریوں اور حکماء سے گفتگو کرتے جو برہموں کے قریب قریب ہیں مگر یہ آریہ کے بیجا اعتراضوں کا دماغ ہے۔ اسلئے انسب معلوم ہوا کہ ایک خاص رسالہ بہشت و دوزخ پر لکہا جاوے۔

سوال نمبر ۳ "دنیا میں روح کو فنا کرنیوالا سب سے بڑا گناہ یا مہان پاپ گوشت خوری ہے"

الجواب۔ اس مضمون پر میرے دل نے وچار کرنے اور غور و تامل سے کام لینے کے بعد جو راہ اختیار کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہماری رحم دلی اور نیکی اور سلوک بہرحال اللہ تعالیٰ کی وسیع رحم اور اس کی نیکی اور اسکے سلوک کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے قانون میں جسکو ہم دیکہہ سکتے ہیں۔ اور اس سے تعلیم حاصل کرسکتے ہیں ذبح کرنے اور جان نکالنے میں کس طرح کا سلوک ہمیں تعلیماً دکہایا ہے۔ اُس میں غور کرنی چاہئے۔ ہم اپنے قریب زمین کے اندر بلّی اور چوہے کی حالت کو مطالعہ کرتے ہیں۔ اور بچوں کی ابتدائی تعلیم میں پیارے بچے پڑہتے بہی ہیں۔ بلکہ اسکی اس حالت کو جب وہ اپنے بچہ کو چوہے کا شکار کرنا سکہاتی ہے اُس کا نظارہ کراتے ہیں۔ کہ کس طرح

ملہ عطاکنندہ ۱۲ ملہ عابد ۱۲

ایک چوہے کو پکڑ کر اپنے بچہ کے آگے ڈالتی ہے۔ اور وہ اسکے پیٹ کو مسلتا اور پھر وقفہ کے بعد اُسے چھوڑتا ہے۔ اور جب وہ آہستہ آہستہ اُس سے جدا ہوتا ہے۔ تو پھر کس طرح اپنے بچہ کے آگے لاکر ڈالتی ہے۔ پھر کس طرح قتل کرتی ہے۔

اور بڑا سانپ جنگلی جانوروں اور دوسرے مرغوں کو پکڑ کر کس طرح اپنے پیچوں میں لاکر اُنکی ہڈیاں توڑ کر انہیں لقمہ بناتا ہے۔

پانی کے مگرمچھ اور بڑی مچھلیاں کسطرح اپنے سے چھوٹے جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں جنگلوں میں چیتے اور شیر اور کتے اپنے شکاروں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

اور باز اور شکرہ پرندجانوروں سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ اس نظارہ اور اس نظارہ کے متعلق رحیم دیالو کی دیا لتا کو دیکھکر اور اس قانون بنانے والے کی مہربانیوں پر نظر کرکے خدا کے پرستار کے اندر کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اگر فرض کریں کہ یہ جہنم کی سزائیں ہیں۔ تو اول تو یہ رحم خود گورکھ دہندا ہے۔

دوم دیالو نے ایسی خطرناک سزا کیوں تجویز کی اور اَور راہ کیوں نہ نکالی۔ آریوں سے جینی الگ ہوکر اسی رحم کا مطالعہ کرکے غلطی میں پڑگئے۔ اور خدا کے منکر ہوگئے۔ ہمیں ایک بڑے عالم جموں کے پنڈت کا یہ قول اب تک یاد ہے۔ جس نے کہا تھا کہ گوشت خوری و شراب اور خدا کا ماننا لازم ملزوم ہے۔

دوسرا نظارہ وہ ہے۔ جو مجھے خود علم طب[1] میں ہر روز کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ ہی ایک انسان کے کسی زخم میں ہزاروں کیڑے پڑتے ہیں۔ اور انتڑیوں میں صدہا۔ قسم قسم کے۔ اسوقت ہمارا سچا رحم اقتضا کرتا ہے۔ کہ اس شخص کی ہمدردی کیجائے۔ اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اُن کیڑونکی جان کا خیال تک ہی ہمیں پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس تو جینی اور آریہ سماج بہت سے ایسے امراض کے مبتلا آئے۔ اور ہمنے خدا کی بنائی ہوئی وہ دوائیں جو ہمیں آیور وید نے سکھائی ہیں استعمال کیں۔

جب ہم نے ایک جان کے بدلے ہزاروں کو قتل کیا۔ تو اس جینی یا آریہ نے بڑی خوشی اور شکر سے بھر کر ہمیں یہی کہا۔ کہ آپ نے بڑی کرپا کی۔ اور آپ تو ہمارے پرمیشر ہوگئے اور آپ کی دیا لتا سے ہمیں امن ملا۔

تیسرا نظارہ اُس وقت ہمارے سامنے آیا۔ جب ہمنے جہازونکا سفر کیا اور بعض وقت

[1] علم طب ۱۲۔

مچھلی کے سوا کچھ بھی نہ مل سکا اور لاچار گوشت خوری سے کام لینا پڑا ورنہ ہلاکت کا موہنہ دیکھنا پڑتا۔

اور چوتھا نظارہ ہمیں اُن تعلیمات سے حاصل ہوا ہے جنکو ہر ایک عقلمند مذہب نے سیاست اور راج نیتی دہرم کے اندر بیان کیا ہے۔ ایک راجہ اور اُس کی پرجا کے خاطر اور اُنکے فتحمند کرنے کے لئے کسقدر فوجیں اور آگ اور بجلی اور اُس سے بھی بڑہکر دشمن کُش ہتھیار ایجاد کئے گئے اور اُن کی تعریف کی گئی ہے۔ اور خود منوجی اور ستیار تھ کے مصنف اور یورپ کے غریب دل برے کے اتباع نے تجویز کئے ہیں۔ اور رات دن ایک عالم سیاسیوں کا اُنکی ایجاد میں مصروف ہے۔ یہ فطری تحریک بھی جو ہر زمانہ اور ہر قوم میں جاری رہی ہے۔ گوشت خوری کی بڑی مؤید ہے۔ اسکے خلاف ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا ہے۔ کہ لَا یُعَذِّبُ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ۔ اور نہ آگ کے ہتھیار بنانے کی تاکید قرآن کریم نے کی ہے۔ مگر منوجی اور وید نے بقول دیانند کے بڑے زور سے ایسے ہتھیاروں کے بنانے کی تاکید کی ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۷۰۔ چنانچہ جیسے کوئی ایک لوہے کا بان یا گولا بنا کر اُس میں ایسی اشیاء رکھے کہ جو آگ کے لگانے سے ہوا میں دہواں پھیلنے اور سورج کی کرن یا ہوا کے مس ہونے سے آگ روشن ہو جائے۔ اسی کا نام **اگنی آستر** (آگ کا ہتھیار) ہے

جب دوسرا اسکا دفعیہ کرنا چاہے تو اُسی پر **وارُن آستر** چھوڑے یعنے جیسے دشمن نے دشمن کی فوج پر **اگنی آستر** چھوڑ کر تباہ کرنا چاہا۔ ویسے ہی اپنی فوج کی حفاظت کے لئے سنیاپتی (سردار فوج) **وارُن آستر** سے **اگنی آستر** کا دفعیہ کرے وہ ایسی اشیاء کے ملانے سے ہوتا ہے۔ کہ جنکا دہواں ہوا کے مس ہوتے ہی بادل ہو کر جھٹ برسنے لگ جاوے اور آگ کو بجھا دیوے ایسے ہی **ناگ پھانس** یعنے جو دشمن پر چھوڑنے سے اُسکے اعضاء کو جکڑ کر باندھ لیتا ہے۔ ویسے ہی ایک **موہن آستر** یعنے ایسی نشیلی چیزیں ڈالنے سے ‌بنایا جاتا ہے جسکے دہوئیں کے لگنے سے دشمن کی سب فوج سو جائے یعنے بے ہوش ہو جائے اسی طرح **سب شستر آستر** ہتھیار اوزار ہوتے ہیں۔ اور ایک تار سے یا شیشے سے یا کسی اور چیز سے بجلی پیدا کر کے دشمنوں کو ہلاک کرتے تھے۔ اسکو بھی **اگنی آستر** نیز **پاشوپتاستر** کہتے ہیں۔ توپ اور بندوق یہ نام غیر ملک کی زبان کے ہیں۔ سنسکرت اور آریہ ورت ملک کی

ملہ اس میں اقسام شرابوں کے بنانے کی ہدایت پائی جاتی ہے ۱۲ منہ

بہاشہ کے نہیں۔ البتہ جس کو غیر ملک والے توپ کہتے ہیں۔ سنسکرت اور بہاشہ میں اُسکا نام شتگھنی اور جسکو بندوق کہتے ہیں اسکو سنسکرت اور آریہ بہاشہ میں بہشنڈی کہتے ہیں۔ جو سنسکرت ودیا نہیں پڑہے وے غلطی میں پڑ کر کچھہ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ بکتے ہیں۔ اسکو دانا لوگ مان نہیں سکتے۔

پانچواں نظارہ موت ایک شدنی اور ضروری بات ہے۔ جوذی روح کے واسطے لازمی ہے کوئی دوسرا اُسے قتل کرے یا نہ کرے کیونکہ اُسے دیا لو کرپالو نے آخر ضرور مارنا ہی پس اگر جانور دوسرے کے قتل سے نہ مارا جاوی۔ تو بھی اسکو ایک مدت کے بعد قسم قسم کے دکھو نمیں مبتلا ہو کر آخر مرنا ہوگا۔ اور اسکو جو بیماری میں کیڑے پڑینگے۔ وہ بہی آخر ہلاک ہو جائینگے۔ اور اُسکے تعفن سے بہت سے ذی روحوں اور انسانوں کو شدید تکلیف پہنچگی۔ پس کیا مناسب نہیں کہ جانوروںکو اُن دکھوں سے بچانے کے لئے قتل کیا جائے۔ اور پہر اُنسے کوئی کام بہی لیا جائے قتل کا دکھہ بہر حال عام بیماریوں سے بہت ہی تہوڑا ہے کیونکہ وہ آنی[1] ہے اور شدنی۔ مرض الموت کا آخر ایک زمانہ کے بعد اور زمانہ تک آنا ضروری ہے۔ اگر کہا جاوے کہ آدمیوں کے لئے بہی کیوں ایسی موت تجویز نہ ہو۔ تو اول تو یہ ظاہر ہے کہ ایسی اضطراری موت فوجی جوانوں کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ اور عام اس لئے نہیں۔ کہ انسان کے ساتھہ بہت سے حقوق متعلق ہوتے ہیں۔ اُنکا ضائع ہونا زیادہ دُکھہ کا موجب ہے۔

چھٹا نظارہ دیانندی طرز پر یہہ ہی کہ درخت بہی انکے نزدیک وہی روحیں رکھتی ہیں جو انسان رکہتے ہیں دیکھو صفحہ ۲۴۳ ستیارتھہ پرکاش جہاں لکھا ہی (جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے کوڑے مچھلی۔ سانپ۔ کچھوے۔ مویشی۔ اور مرگ (جنگلی چوپایہ) کا جنم پاتے ہیں ۴۲۔۱۲ منو اس قانون اور اعتقاد کی بنا پر ایک درخت کا کاٹنا اور مویشی اور مرگ کا قتل کرنا برابر ہو جاتا ہی۔ اس اصول کو مدنظر رکھہ کر آریوں پر فرض ہے کہ ایک درخت کے کاٹنے پر بھی وہی کائیں کائیں کریں جو گائے کے قتل پر شور برپا کرتے ہیں ورنہ دیانند کے بنائے ہوئے اصول کو وہ جوتیوں کے نیچے روندتے ہیں اور درختوں میں بیہوشی کا دعوے بیدلیل ہے۔

سوال نمبر ۳۸ ریشمی کپڑے اتنا سامان کہاں سے آئیگا۔ کون بُنیگا۔ ریشم کیڑوں کا فضلہ اور لعاب ہے۔

الجواب۔ سرب شکتیمان کے خزانہ سے جہاں سی تمام جگ کو ملتا ہے۔ سورج کی تیزی قائم رکہنے کیلیے

[1] ایک آن اور زیادہ سے زیادہ تیرہ منٹ۔ اور جسطرح ہم ذبح کرتے ہیں۔ اسطرح ایک سیکنڈ۔ منہ

نباتات کو اُگانے کے لئے اور حیوانات کیلئے کسقدر چیزوں کی ضرورت ہی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ الٰہی کارخانہ میں سب کے لئی پورا اسامان موجود ہے۔ زمین۔ پانی۔ ہوا اور خلامیں جسقدر ذی حیات ہیں۔ سب کے لئے کسقدر کثرت سے سامان مطلوب ہے۔ مگر سرب شکتیماں ہمہ قدرت کے کارخانہ میں سب کچھ موجود ہے ذرہ کمی نہیں۔

سرب شکتیماں اور قادر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسکے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہی۔ اور سُنو یہ ریشمی کپڑی وغیرہ نعمتیں تو عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ عرب خشن یعنے کھردری اور سادہ لباس کے عادی تہے۔ خدا تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کی جزا میں انکو بشارت دیگئی کہ عنقریب شام و ایران کے شاہی ریشمی لباس تمکو دیئے جائینگے۔ یہ فتحمندی کا وعدہ ہے آخر ریشمی لباس اُسیکو پہنایا جاتا ہی جسکے مناسب حال ہوتا ہے۔

ہمکو بعض وقت ریشمی لباس۔ ریشمی تہان۔ اور زیور اُمرانے دئے ہیں مگر کبھی ہمارے یا اُنکے خیال میں نہیں آیا۔ کہ وہ لباس یا زیور ہم پہنینگے وہ جن کے مناسب حال تہا انکو پہنا دیا گیا۔

اور سُنو! یہ قبل از وقت ہمارے سرور کا مشاہدہ ہی اور قبل از وقت نظارہ کو عربی میں رویا کہتے ہیں۔ اور ریشمی لباس کے متعلق علم رویا کا پرمان یہ ہی۔ اسکو غور کرو اور دیکھو کہ ہمارے نبی کریم کے مکاشفات آخرکار کسقدر صحیح اور صادق ثابت ہوئے۔ اور جو باتیں اس جہان میں قبل از وقت بطور دعویٰ کے بتائی جاکر روز روشن کی طرح اپنا ثبوت آشکار کردیں اسنے بڑھکر اور کون شی صدق کی مہر اپنے اوپر رکھہ سکتی ہے اب اُن معانی کو رویا کی کتابوں میں دکہلاتے ہیں۔

الثیاب الخضر۔ قوۃ ودین و زیادۃ عبادۃ للاحیاء وللاموات حسن حال عند اللہ تعالیٰ (منتخب الکلام صلا)	لباس سبز سے مراد ہی زندوں کیلئے قوت اور دین اور عبادت میں ترقی اور مُردوں کے لئی اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشحالی ہے۔
الدیباج والحریر وجمیع ثیاب الابریسم ھی صالحۃ لغیر الفقہاء فانھا تدل علےٰ انھم یعملون اعمالا یستوجبون بھا الجنۃ ویصیبون مع ذلک ریاسۃ	دیباج اور ریشم اور ہرقسم کے ریشمی کپڑی فقہا کے سوا اَوروں کے لئی بہت اچھی ہیں انکی معنی یہ ہوتی ہیں کہ وہ لوگ ایسی عمل کرینگے کہ جن سی جنت کے حقدار بنجائینگے اور اسکو علاوہ انہیں ریاست بہی ملیگی۔
والثیاب المنسوجۃ بالذھب والفضۃ صلاح فی الدین والدنیا وبلوغ المنے۔	اور سونے اور چاندی کے ساتھہ بُنی ہوئی کپڑوں سے مراد ہی بہتری دین میں اور دنیا میں اور مقصد پر پہنچ جانا۔

جو شخص دیکھے کہ اسکی ملک میں ریشم و استبرق کے لباس ہیں یا انہیں پہن رکہا ہی یا یاقوت کا تاج سر پر دیکھے ایسا شخص پرہیزگار و دیانت دار۔ غازی ہوتا ہی اور علاوہ برآں اسے سلطنت بہی نصیب ہوتی ہی اور دیکھو سوال نمبر ۴۰ کا جواب۔	ومن رای انہ یملك حلاۃ من حریر او استبرق او یلبسہا علی انہ تاج او کلیل من یاقوت فانہ رجل ورع متدین غاز وینال مع ذلك ریاسۃ (منتخب ص)

سوال نمبر ۳۹ - بہشت میں نہریں ہونگی۔ بعض کہتے ہیں کہ دودھ اور شہد کی نہریں۔

الجواب - او بدبخت!! اسلامی نہروں سے محروم۔ دیکھہ تیرے سام وید نے تجھے اب وید سے بہی متنفر کرانیکی تجویز کی ہے۔

جو کوئی کہ اُس خالص یعنی پومن (سوم) بجن کو جسے خدا رسیدہ لوگوں نے جمع کیا پڑہتا ہے اسکے لئے سرسوتی - پانی - مکھن دودھ اور مدہ برساتا ہے۔ دیکھو سام وید پر پاٹھک سوم پومن ص ۱۲ دیر پاٹھک ۹ سرسوتی)۔ ہاں اُس سات بہنوں والی پیاری نہروں میں نہایت پیاری سرسوتی نے ہماری تعریف حاصل کی ہے۔

وہ رس کی نہر کے ساتہ اپنے تئیں صاف کرکے زرد و سرخ رنگ ہو کر چمکتا ہے اسوقت جبکہ وہ مدح گویوں کیساتہ سات سو بنہ رکھنے والا تعریف کرنیوالوں کے ساتہ کل شکلوں کا احاطہ کرتا ہے۔ صفحہ ۱۵ وہ مضبوط پہاڑی ڈنٹھل مستانہ خوشی کیلئے نہروں میں چھوڑا گیا ہے باز کیطرح وہ اپنی جگہ قرار پذیر ہوتا ہی صفحہ ۵۳۔

اے اندر تیری نہر قوت کے ساتہ دیوتاؤں کی ضیافت کیلئے بہتی ہی اے سوم مدہ سی مالا مال ہمارے برتن میں نشست گاہ اختیار کر صفحہ ۶۴۔

دودھ انکی طرف اس طرح دوڑا ہی جس طرح طغیانیاں کسی چٹان پر دھکیلتی آتی ہیں۔ وہ اندر کے پاس صاف ہو کر آتے ہیں۔ صفحہ ۹۷

نیز اگر نہروں والی بہشت ناپسند تہے تو تمہاری آریہ کو جو تبت میں آباد تھی۔ جب اپنی ملکوں سی انہی کرتوتوں کے باعث (نتائج اعمال) جلاوطنی کا انعام ملا تہا۔ تو چاہئے تہا۔ کہ افریقہ کے ریگستان میں جاتے انہوں نے انڈیا کو کیوں پسند کیا جس میں دودھ اور شہد اور ہر قسم تعیش اور تنعم کی نہریں بہتی ہیں۔ تم کیسے شریر ہو۔ کہ معظمہ کا تذکرہ ہو۔ تو اُسے ریگستان سمجھتے ہو۔ اور اگر نہروں کا تذکرہ ہو۔ تو اسپر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہو۔ تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں نرگ میں بہیجدیا جاوی۔

حقیقی جواب نہر کے معنی کثرت کے ہیں۔ اور نہر کے معنی ندی کے ہیں۔ اور وہ آیات جن میں نہروں کے عطیہ کا تذکرہ ہی۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے حق میں انکی محنتوں۔ مشقتوں اور تکالیف کے بدلہ جو انہوں نے اپنی پاک نبی کی اتباع میں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کیطرف سے وعدہ تہا۔ کہ انہیں اسی جنم میں ریگستان عرب کے بدلہ۔ نہروں والے ملک عطا کرونگا۔ چنانچہ جیسے فرمایا تہا۔ ویسا ہی ہؤا اور آپکے سچے اور مخلص اتباع ان بلاد کے مالک ہوگئے جن میں دجلہ۔ فرات۔ جیحوں۔ سیحوں یردن۔ اور نیل بہتے ہے۔ اور اسی پیروی کی برکت سے مسلمانوں نے آریہ ورت کو بہی لیلیا۔ جس میں گنگا۔ جمنا۔ اور سرسوتی بہتے ہیں۔

سوچو۔ اور خوب غور کرو۔ کیسے قبل از وقت بتایا ہوا وعدہ پورا ہوا۔ اور مفصل بہشت کے مضمون میں آچکا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ ان لفاظ کے حقائق کے سمجھنے کیلئے ہمیں کتب تعبیر الرویا کیطرف رجوع کرنا چاہئے۔ چنانچہ نہر کے حقائق کی نسبت ان میں ہم یہ پاتے ہیں۔

النہر یدل علی اقلیمہ کسیحون وجیحون والفرات والنیل۔

نہر سے مراد یہ ہی کہ ایسی اقلیمیں جنمیں نہریں ہیں جیسے سیحوں اور جیحوں اور فرات اور نیل اسلام کے قبضہ میں آجائنگی اور آخر وہ آگئیں

والنہر فی المنام عمل صالح اور زق ونہر اللبن دلیل علی الفطرۃ ونہر الخمر دلیل علی السکر من حب اللہ تعالیٰ والبغض عن محارمہ ونہر العسل دلیل علی العلم والقران صفحہ ۳۲۶ تعطیر الانام

اور خواب میں نہر کو دیکہنے سے مراد ہوتا ہے۔ عمل صالح اور دائمی رزق دودہ کی نہر دیکہنے سے مراد ہے فطرۃ صحیحہ اور شراب کی نہر سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے نشاء سے سرشار ہونا اور اسکی حرام کردہ اشیاء سے بغض رکہنا اور شہد کی نہر سے مراد ہے علم اور قرآن کا حاصل ہونا۔

نہر الکوثر فی المنام نصرۃ علی الاعداء بقولہ تعالیٰ انا اعطینٰک الکوثر (تعطیر صفحہ ۳۲۵)

نہر کوثر کا رویا میں دیکہنا دلیل ہوتا ہی اعداء پر مظفر و منصور ہونیکی جیسا کہ خدا تعالیٰ کی کلام انا اعطینٰک الکوثر سے الکوثر سے مستنبط ہوتا ہے

چنانچہ بیچارگی اور بے سامانی کے زمانہ میں جبکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دشمنوں کی ہاتہوں سے شکار لاغر کی طرح دکہہ اٹہارہے تہے یہ وحی آپکو عالم الغیب قادر خدا کی طرف سے ہوئی کہ ہم نے تجھکو الکوثر عطا فرمایا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ مظلوم بیکس انسان جسے اپنے بیگانوں نے پاؤں کے نیچے مسلنا چاہا تہا۔ کس طرح اپنے اعداء پر منصور و مظفر ہوا اور اسکے قوی اور متکبر دشمن خاک میں مل گئے سوچو اور غور کرو۔ کہ یہ غیب کی باتیں کس طرح حرفاً حرفاً پوری ہوئیں اور خدا کے غضب سے ڈرو۔

من راے الملئکۃ یدخلون علیہ ویسلمون جو کوئی دیکہے کہ فرشتے جنت میں اسپر داخل ہوتے اور سلام کرتے ہیں

علیه فی الجنة فانه یصیر الی امر یصل به الی الجنة لقوله تعالیٰ والملٰئکة یدخلون علیهم من کل باب الآیة ویختم له بالخیر ص منتخب کلام

وہ ایسے کام کریگا جنکے باعث جنت میں پہنچے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اور فرشتے داخل ہونگے انپر ہر ایک دروازہ سے اور ایسے آدمی کا انجام اچھا ہوگا۔

ومن رای غلمانها یطوفون حوله نال مملکة ونعیمًا لقوله تعالیٰ ویطوف علیهم ولدان مخلدون (منتخب الکلام جلد اول ص)

اور جو کوئی جنت کے نوجوانوں کو دیکھے کہ اسکے اردگرد پہرتے ہیں۔ وہ بادشاہ ہوجائیگا اور نعمتیں حاصل کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور خدمت کو پہرتے ہونگے ولدان جنکی بالوں میں سفیدی آگئی۔

سوال نمبر ۴۰ - حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ پ۲۹ الدھر یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ پ کہف۔ بہلا کوئی شائستگی ہے کہ عورتونکا گہنا آدمی پہننے لگ جاویں۔ کیا بی اے مولوی ہیجڑوں کی طرح کنگن پہن کر پہرینگے پھر سہنی کی ہے۔

الجواب - حُلُّوْٓا کا ترجمہ زیور دئیے گئے۔ یُحَلَّوْنَ کا ترجمہ ہے زیور دیئے جائینگے۔ یہ بہی غریب عرب کو ایک وعدہ تہا۔ اور زبردست پیشگوئی ہے چنانچہ ایک شخص سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی نامی کو حضرت نبی کریم نے اسکے خالی ہاتہ دیکھکر (ان پر بال بہت تہے۔ اور بازو نہایت پتلے تھے) فرمایا۔

کانی بك قد لبست سواری کسریٰ | میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے۔

مدتوں کے بعد جب خدا تعالےٰ کے وعدہ کے دن آئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں نے آریوں کے بہائی ایرانیوں کے ملک کو فتح کیا۔ اور فتوحات ایران کا مال سونا۔ یاقوت۔ زبرجد۔ اور لولو کثرت آیا۔ اور اس میں خاندان شاہی کے زیورات آئے۔ تو حضرت عمرؓ نے خاص کسریٰ شہنشاہ کے کنگن اس عربی مدلجی کو پہنا دیئے۔ اسلئے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تہی۔ اور جو قرآن کریم میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو امام شافعی کی روایت ازالة الخفا صفحہ ۱۳۰ جلد ۲

اب ہم اسے رویا کی کتابوں سے حل کرتے ہیں۔

سوار ان کان اسورة من فضة فهو رجل صالح للسعی فی الخیرات لقوله تعالیٰ وحلوا اساور من فضة فان سورة ید السلطان فهو فتح

اگر کسی کو رویا میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں تو وہ شخص صالح آدمی اور اس قابل ہوتا ہے کہ بڑی بڑی نیک کام اسکے ہاتہ سے نکلیں اور یہ معنی مستنبط کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قول حلوا اساور من فضة سے اگر سلطان کے ہاتہ پر کنگن پہنائے جاویں

۱؎ مخلد اسی کو کہتے ہیں جسکے بالوں میں سفیدی آگئی ہو۔ منہ

یفتح علی یدیہ مع ذکر وصوت وان کان لہ اعداء فان اللہ یعینہ (منتخب الکلام جلد ۱) — تو اسکے معنی ہونگی کہ اُسی فتوحات نصیب ہونگی اور اُسکا آوازہ و شہرت دنیا میں مشتہر اور شائع ہوگی اور اگر اسکے دشمن ہونگی تو اللہ تعالیٰ اپر اُسی فتحمند کریگا۔

واقعات عالم اور ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نگاہ کرکے دیکھ لو کہ یہ ساری باتیں کس احسن طریق سے پوری ہوئیں اور بعد الموت اس سے اتم اور اکمل طور پر پوری ہونگی۔

سوال نمبر ۱۴۱ ۔حور و نپر اعتراض۔ گوری۔ کنواری۔ ہم عمر۔ نوجوان۔ سیاہ آنکھوں والی دوشیزہ عورتیں۔ ملینگی۔ برہمچاری اس قسم کی شلیل باتوں کو مُنہ پر لانا بھی مہاں پاپ سمجھتا ہے۔ قرآن کریم کے کلم طیبہ۔ اَبۡکَارًا۔ عُرُبًا۔ اَتۡرَابًا پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب کیا الٰہی کتب صرف برہمچریہ کیلئے ہوا کرتی ہیں نادان انسان اگر خاص خاص مذاق کے لئے الٰہی کتابیں ہوں۔ تو دوسرے مذاق والے کیا کریں وہ شتر بے مہار رہیں۔ بتا ان کی اصلاح کون کرے نیز چاہیئے کہ نہ تم نے ستیارتھ پرکاش پڑھنا اور نہ منو کا شاستر اور چاہیئے کہ تم وید کو بھی نہ پڑھو کیونکہ ۱۰۴۔ اور ۱۰۵ صفحہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔

اشونی۔ بھرنی وغیرہ ستاروں کے نام والی۔ تلسی گلابی وغیرہ پودونکے نام والی۔ گنگا جمنا ندی کے نام والی۔ پاربتی پہاڑ کے نام والی۔ پرندوں کے نام والی۔ اور اس قسم کے نام والیسے نکاح نکرنا نمبر ۹ میں کہا ہے نہ زرد رنگ والی۔ نہ بھوری آنکھ والی وغیرہ

نمبر ۱۱ میں کہا ہی جسکا نام زیبا جیسے بشودھا۔ سکھدا وغیرہ ہنس اور ہتھنی کے برابر جسکی چال ہو جس کے باریک بال۔ سر کے بال اور چھوٹے دانت والی ہو۔ اور جس کے سب اعضاء ملایم ہوں ایسی عورت کے ساتھ بیاہ کرنا۔ اسقدر حوالے غالباً اگر تم شریف الطبع ہو تو کافی ہیں۔ پس بتا اور مہاں پاپ کیا اُس پاپی نے جسنے ست کے ارتھ میں ایسی شلیل باتونکا ذکر کیا۔ اور اسکے پڑھنے کو کہا۔

بدبخت! کامل کتاب ضروریات اور حقیقی راحت بخش بات کا بیان نہ کری تو کیا چنڈالونکی کتابیں سچائی بیان کریں۔ کامل کتاب وہ نہیں ہو سکتی جس میں صرف برہمچریہ زندگی کا ہی تذکرہ ہو نہ وہ جس میں صرف چند اخلاقی باتوں کا ہی تذکرہ ہو۔ نہ وہ جس میں صرف سوشیل امور کا بیان ہو نہ وہ جس میں صرف سیاست و انتظام کا معاملہ بیان ہو۔ نہ وہ جو صرف امور آخرۃ کے متعلق بحث کرے نہ وہ جس میں صرف عبادات کا ذکر ہو۔ کامل کتاب تو وہ ہے۔ جس میں انسانی اخلاق و عادات۔ معاملات سیاست۔ تمدن۔ امور بعد الموت اور الٰہی تعلیمات کی تعلیم بوجہ اتم بیان ہو۔ یہ بھی ایک موقع اسلام

پر اعتراض کا بعض احمقوں کو ملا ہے۔ مثلاً کسی نے دیکھا کہ عورتوں کے متعلق قرآن شریف میں بحث ہے۔ پولیٹکل بحثیں ہیں۔ تو ایک نامرد و نامراد کس میرس بول اٹھا کہ ان مباحث کی کتاب الٰہی میں کیا ضرورت ہے۔ صرف بھجن اور توصیف الٰہی کے گیت کافی تھے۔ چند لڑکے انکو یاد کر لیتے۔ اور وہ ڈھولکی پر گاتے اور نگر کیرتن کرتے۔ ایک کنجوس اور غریب مفلس بول اٹھتا ہے کہ زکوٰۃ اور اعطاء صدقات کا کیوں قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

ہمیشہ کا مفتوح ملک اور جسنے کبھی ذرہ سر اٹھایا تو مونہہ کے بل گرا۔ شریروں۔ بدمعاشوں سے جنگ کا تذکرہ سنکر کیا خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ جسکو کبھی مکالمات الٰہیہ کا شرف حاصل نہیں ہوا وہ برہموت کا آدمی یا عام طور کا غافل یا جسکو یقین ہے۔ کہ الٰہی مکالمہ کا شرف دو ارب برس کے قریب ملہان وید کے بعد پھر کسیکو بھی نصیب نہیں۔ وہ انبیاء کی وحی و مکالمہ کو ڈھکوسلا نہ سمجھے تو کیا کرے یا جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور نہ انکو ضرورتیں پیش آئیں اور وہ نہیں جانتی ہے کہ بعض جگہ گائے کا دودھ اور جَو کے ستو اور ساگ نہیں ملسکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتی ہوں کہ ہمارے بزرگ چکرورتی راجہ تھے۔ وہ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ پ مائدہ کا ستر کس طرح سمجھے۔ تجربہ کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کیلئے ضروری البیان ہے بیان کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کتاب بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے۔ تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھیں یا نہ چاہیں۔ تو آپ کی خاطر کیوں ضرورتوں کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا برہمچریہ مذہب رکھتی ہے اللہ تعالٰی نے دماغ بریں اور اعصاب میں مختلف خواص رکھی ہیں ان خواص کو مدنظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہے۔

تثلیل کہنا تمہاری شیریں کلامی کا ثبوت ہے۔ اَبْكَارًا۔ عُرُبًا۔ أَتْرَابًا کے معنی کنواریاں اپنے خاوندوں سے محبت کرنیوالیاں۔ قریب العمر۔ کیا نیکو نکو ایسی نہ ملیں تو چڑ ملیں ملیں۔

سوال نمبر ۲۸ } يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا پ ۲۹ الدھر۔ پر اعتراض کیا یہ لڑکے آدمیوں کو ملیں گے۔ یا عورتوں کو۔ پھر آپ ہی جواب دیا ہے۔ کہ تارک اسلام کے نزدیک انصاف ہے کہ عورتوں کو بہت نوجوان یکدم بطور خاوند دیئے کے ملیں۔ کیونکہ جب ایک آدمی کو بہت سی حوریں ملگئیں تو ایک ایک عورت کو بہت نوجوان لڑکے ملنے چاہئیں۔

الجواب۔ آپکا انصاف ایک شریف الطبع انسان پسند نہیں کر سکتا۔ نادان غور کر! ایک عورت

ایک خاوند کے ایک بچہ کو یا اسکے دو تین بچوں کو ایک وقت میں بمشکل پیٹ میں رکھ سکتی ہے۔

ایک مرد آج کسی عورت کے بچہ دان کو اپنے نطفے سے مشغول کر دے۔ اور دوسرے دن دوسری کے تیسرے دن تیسری کے۔ علیٰ ہذا سال بھر تین سو ساٹھ بچہ مختلف رحموں میں پرورش کیلئے دیسکتا ہے۔ ہاں مرد قوی بہت عورتوں کے رحم میں بیج ڈال سکتا ہے۔ اسلئے عورتوں کو بہت نوجوانوں کا ملنا بے انصافی ہے اور اسپر دکھ ہے۔

نیز مرد ایک گونہ عورتوں پر حکمران ہے۔ پس ایک مرد کیلئے بہت عورتیں ہوں تو عورت کو آرام ہے کہ مرد کی حکومت اسکے سر سے کچھ ہٹ گئی۔ یا ایک عورت کے لئے بہت خاوند ہوں تو کیا عورت کو آرام ملسکتا ہے۔ کیا جسکے اوپر بہت ساری حکمران ہوں وہ آسودہ حال ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے خاوند کیا آپس میں جنگ نہ کرینگے۔ کیونکہ اگر بہت سارے مرد ایک عورت کے خاوند ہوئے تو ایک وقت ایک چاہتا ہے کہ یہ عورت میرے پاس اور دوسرا چاہے کہ میرے پاس آوے اسلئے اول تو وہ آپسمیں جوت پیزار کرینگے پھر وہ عورت بہرحال مصیبتوں میں مبتلا ہوگی۔ نافہم انسان سوچ اور غور کر۔ مگر تمکو غور کا مادہ کیونکر ملیگا۔ تمہارا مذہب تو ایسے امور کی پروا نہیں کرتا۔ کیونکہ نیوگ میں ایسے امور بہت پیش آتے ہیں۔

ششم بہشتی نعمتوں میں اسلام بیان کرتا ہے۔ کہ بڑی نعمت خدا کی رضامندی ہے۔ دیکھو قرآن کریم۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ پ۱۰ توبہ	اور اللہ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے بڑی ہے وہ اللہ کی پاکیزگی
دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ	بیان کرینگے اور آپس میں سلامتی اور صلح سے رہیں گے۔
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پ۱۱ یونس	اور آخری پکار اونکی یہ ہوگی کہ حمد ہے اللہ پروردگار کیلئے۔

پس سچے مسلمان الٰہی رضامندی کے گرویدہ ہوکر اسکی عبادت کرتے ہیں نہ اسبات کیلئے جسکی نسبت تم نے فضول گوئی کی ہے۔ ہاں دنیا کی نعمتیں اور دنیوی عیش و آرام اور دولتمندی آریوں کے اعتقاد میں نیکیوں کا پھل ہے اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولتمند ہندوؤں کے لوازمات میں داخل ہیں۔ پس کیا یقیناً یہ الزام آپ لوگوں پر نہیں ہو سکتا؟ بلکہ جب دیانند کے نزدیک یہی دنیا ہی سورگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہ ہے۔ گو چند اعمال کے بدلے ارواح چندے شواغل دنیا سے بھی آزادی اور انند میں رہینگے تو اس صورت میں دیانندی پنتھ کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہیں تو اور کیا ہیں! بات یہ ہے۔ کہ سخت عداوت کے سبب تمہیں غلمان کا قصہ سمجھ میں نہیں آیا۔ یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہے اور نہ سمجھا ہے۔ افسوس کہ اس ادعائی تہذیب کے زمانہ میں یہ درشت زبانی! تمام قرآن کریم کا اردو ترجمہ بھی تم دیکھ لیتے اور تھوڑا اسا قبل سے پڑھ لیتے تو بشرط انصاف تم ایسے خلاف تہذیب امر کے مرتکب نہ ہوتے

سنئے قرآن میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (پ ۲۷ طور)

ہم مومنوں کے ساتھ انکی مومن اولاد کو ملا دینگے۔ اور انکے عملوں سے کچھ بھی کم نہ کرینگے ہر شخص کو اپنی اپنی کمائی کا بدلہ ملیگا اور ہم انہیں میوے اور انکے پسند کے گوشت دینگے اور اس میں ایسے پیالے پینگے کہ انکا نتیجہ بیہودہ خیالات اور بدکاری نہیں۔ اور انکے اردگرد موتیوں کے دانہ جیسے بچے پھرینگے۔

باریتعالیٰ فرماتا ہے بہشتیونکی اولاد ان کے پاس پھرتی۔ وہاں مومن اولاد کی جدائی کا غم نہ دیکھینگے اور انکے لئے نہ ترسیں گے جب لفظ تا ثیم صریح اس کی صفت میں موجود ہے جسکے معنی ہیں گنہ میں ڈالنا۔ پھر آپ کو ایسا ناشایاں خیال کیوں گذرا۔ اس معنی کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورۂ دہر میں اور لفظوں کے ساتھ کی ہے اور وہاں غلمان کے بدلہ ولدان کا لفظ جو ولد یا ولید کی جمع ہے فرمایا ہے

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا۔ (پ ۲۹ الدھر)

اور ان کے اردگرد عمر دراز بچے پھرینگے تم انہیں دیکھکر یہی سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور سورۂ واقعہ میں ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ (پ ۲۷ واقعہ)

اور ان کے اردگرد عمر دراز بچے کوزوں اور لوٹوں اور خالص ستھری صاف پانی کو لئے پھرینگے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک بشارت ہے۔ جو فتوحات ایران و روم میں اپنے جلال کیساتھ ظاہر ہوئی جوان اور ادھیڑ شاہی خاندان کے شاہزادے اور شہزادیاں مسلمانوں کے خادم ہوئے۔ مخلد ادھیڑ کو بھی کہتے ہیں جسکے بال سفید ہوگئے ہوں۔

اور سن حضرت زکریا فرماتے ہیں۔ رب انی یکون لی غلام اے اللہ مجھ کب بچہ عطا ہوئے اور ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے۔ و بشرناہ بغلام حلیم ہمنے ابراہیم کو خوشخبری دی ایک عقلمند بچہ کی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السّلام کے قصہ میں آیا ہے۔ لقیا غلامًا فقتلہ موسیٰ اور خضر کے سامنے ایک جوان آیا اور خضر نے اسکو قتل کردیا۔ وغیرہ وغیرہ میں دیکھو۔ اولاد اور جوانوں کو غلام کہا گیا ہے بلکہ قاموس میں لکھا ہے کہ غلام وہ ہوتا ہے جسکی موچھیں نکل چکیں۔

نیز تجھے خبر نہیں کہ عورت اور مرد میں جناب الٰہی نے قدرت میں مساوات رکھی ہی نہیں بچہ جننے میں جو تکالیف عورتوں کو ہوتی ہیں اُن میں مردونکا کتنا حصہ ہے کیا مساوات ہے۔ کیا قویٰ میں مساوات

ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں ہمیشہ حیران کہ صرف دعورت میں مساوات کا خیال کس احمق نے نکالا۔

سوال نمبر ۴۳۔ قربانی لغو حرکت ہے۔ جس کا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔

الجواب۔ یہ کلمہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جسکا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔ قربانی کے مضمون کو ہم تین حصوں پر منقسم کرتے ہیں تو کہ سہولت ہو اور آسانی سی جواب سمجھا جاوے۔

حصّہ اول

قربانی کا مسئلہ بھی عجیب وغریب مسئلہ ہے۔ تمام دنیا میں بسائط عالم سے لیکر اعلیٰ مرکبات تک کی قربانی ہو رہی ہے۔ اور ایشیا کا مذہبی دارالعلوم مع یورپ وقدیم امریکہ افریقہ اور پولنیشیا کے اسکا عامل ہے مگر آجکل کی دنیا انکار کیطرف مایل ہے۔ او کسیجن ہر تنفس میں انسانی آرام کے لئے قربان ہوتی ہے کاربن درختوں کیلئے قربان ہوتی ہے۔ کروڑوں من لکڑی اور کوئلہ اگنی دیوتا کے لئے اسٹیمر ون ریلوں اور ورک شاپوں میں قربان ہوتا ہے۔ تب انسان کے سامان اگنی جی کی پرستا پر ہمیں ملتا ہے اور کھینے والے کہے جاتے ہیں قربانی لغو حرکت ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو ہر ایک چیز میں روح ہوتی ہے اور آریہ بھی درختوں میں روح مانتے ہیں۔ ستیارتھ میں بحوالہ منوجی لکھا ہے جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ درخت کیڑے مکوڑے کا جنم پاتے ہیں۔ اسلئے درختوں کا کاٹنا اور اپنے کام میں لانا ایسا ہی ہوا جیسا حیوان کا مارنا۔ پس درخت کیوں قربان کئے جاتے ہیں اور انسان کیخاطر ان کی قربانی کیوں جائز ہے۔ عذر کیا جا سکتا ہے۔ کہ انکی روح بیہوشی کی حالت میں ہے۔ پس یہ قربانی اسلئے جائز ہے۔ جیسے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۲ میں ہے۔ اپنے مطالب حل کرنیکو خوب عذر ہے۔ بھلا اس دعویٰ کا ثبوت کیا۔

کند مول وغیرہ چیزوں میں رہنے والے جیوں کو سکھ دکھ محسوس نہیں ہوتا دیکھو صفحہ ۵۹۹ تو کیا پھر بیہوش کرکے قربان کرلیں اور اسی طرح بیہوشی کے بعد قربانی کا فتویٰ آریہ سماج کیا دیگی؟ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو حیوانی قربانی کا سلسلہ بھی وسیع نظر آتا ہے۔ ایک انسان کو ویدان کا مرض ہوتا ہے۔ تو الٰہی کارخانہ میں ہزاروں ہزار ایسی دوائیں ہیں جنکو استعمال کرکے ان جانوروں کی قربانی اس مریض کے لئے کیجاتی ہے۔ اور ہزاروں ہزار جانور اس ایک جان کی خاطر ہلاک کئے جاتے ہیں تب وہ جانور ہلاک ہو کر مریض انسان کو اور حکیم کو راحت بخش ہوتے ہیں صرف تقریریں بنانا قوت رحم کو ضرور جوش دیتا ہے۔ مگر عملی حالت بتاتی ہے۔ کہ انسان اپنی ضرورت وآرام کیلئے کسقدر جانوں کو قربان کرنا لابد سمجھتا ہے۔ اس سے آگے چلکر دیکھیں تو سیاست مدن میں ادنے آدمی اعلے کے

لئے ہمیشہ قربان ہوتا ہے۔ سفرمینا اور دیسی ادنی سپاہی پہلے مارے جاتے ہیں پھرادنے افسر اور اسی طرح درجہ بدرجہ اور بادشاہ کی نوبت نہیں آتی۔

ہمنے ویدک احکام دکھلائے ہیں ویدوں میں لکھا ہے کہ جس طرح بجلی بادلوں کو اور آگ بن کے گھاس کو فنا کرتی ہے۔ اسی طرح سپہ سالاروں کو چاہیئے۔ کہ مخالفوں کو ہلاک کردیں دیکھو ہمارا صفحہ ۱۰ رگوید ۶۱۶ بلکہ دیانندی خیال کے مطابق تو جانوروں ورمویشی بلکہ گائیوں اور آدمیوں کو بھوکا مارکر اپنی فتح و اقبال کی خاطر قربان کرنا جائز ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۱۱

اور نوح کے وقت جل تھل کرنے پر اعتراض کہ بہت جیو اس وقت مارے گئے ہونگے اور یہ ظلم ہے۔ ایسے واقعات بیان کرنیوالی کتاب خدا کی نہیں ہوسکتی۔ کسیوقت مناسب سمجھی تو دشمن کو چاروں طرف محاصرہ کرکے روک رکھے اور اس کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی اور ہیزم کو تلف و خراب کردے۔ منو ۷۔ ۱۹۶

دشمن کے تالاب شہر کی فصیل اور کھائی کو توڑ پھوڑ دیوی۔ رات کے وقت انکو خوف دیوے۔ اور فتح پانیکی تجویز کرے منو ۱۹۷ ذرہ ان الفاظ د ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی ہیزم کا تلف کرنا تالاب توڑدینا) پر غور کرو کیا نرم دل کے مناسب حال قواعد ہیں جیسے پال کا دل ہے۔

آ ہ دوسرے مذہب کی تردید کیوقت کہنے کو انسان کو نرم دلی کا وعظ یاد آتا ہے۔ مگر اپنے گھر کی ضرورتوں پر کیسے احکام جاری کئے جاتے ہیں۔ اور جب اپنا نفع و نقصان ملحوظ ہو تو کن قویٰ سے کام لیا جاتا ہے۔ دھرمپال کا نرم رحمدل اور جنگوں سے متنفر دیکھئے۔ کیا تاویل گھڑتا ہے۔ یا ویدک مت کو ترک کرتا ہے مگر اغراض کے سامنے ایسے لوگ میری کیونکر سنیں گے۔

انسائیکلو پیڈیا برطانیکا کی جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۔ اور انسائیکلو پیڈیا ببنیکا جلد ۴ صفحہ ۴۱۸۷ تا ۴۲۴۰ میں ہے۔ ایران انڈیا۔ یونان۔ روم۔ عرب۔ افریقہ۔ قدیم امریکہ اور روما میں قربانی کا عام رواج تھا۔ اور قربانیاں رضاء الٰہی۔ کفارہ معاصی۔ ازالہ غضب اصنام کے لئے۔ غریب کی غربت شاعر کی قوت بڑھانے۔ بیمار کی شفا کے واسطے قربانی ہوا کرتی تہیں۔

عبرانیوں میں۔ شکریہ۔ کفارہ اور حمد الٰہی کے لئے لڑکے کے تولد۔ ختنہ۔ شادی پر اور مہمان کے آنے پر۔ فتحمندی۔ زمین کے جوتنے۔ کنوئیں کی بنا۔ بنیاد عمارت۔ باہمی معاہدہ۔ مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تہی۔

بابلی لوگ قیدیوں میں ایک انسان کی قربانی اور افریقہ میں حسین آدمی کی قربانی ہوتی

تھی۔ بابلیوں میں ہرن کی قربانی اور عبرانیوں میں بادشاہ اور رعایا کیطرف سے شاہی قربانی چھ لیلے اور ایک دنبہ ضروری تھا۔ سوختنی قربانی بھی اگنی دیوتا کے لئے ہوتی تھی۔ اور اسکو عَولی کہتے تھے۔ حضرت سلیمان نے جب ہیکل تیار کی تو قربانیوں کی نوبت لاکھوں تک پہنچی۔

روما میں سور کی۔ یونان میں شراب کی قربانی بھی معمول تھا۔ مکسیکو میں تین منزلہ مندر میں سبز پتھر پر قربانی ہوتی تھی۔ بڑٹانیکا جلد ۱۶۔ ۲۱۰ ضرور ملاحظہ ہو۔ دعا اور قربانی لازم و ملزوم جلد ۲۴۔ ۳۰۰

ڈاہومی میں بادشاہ کی وفات پر دو ہزار آدمی کی قربانی ہوتی ہے جلد ۱ نمبر ۱۵۔

انگلستان میں دو روایڈسن قوم میں قربانی تھی۔ انڈیا کی تمام اقوام میں جلد ۲۹۔ ۲۸۱ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قربانیاں ہوتی تھیں۔ مینے اپنی آنکھ سے جیپور کے پُرانے محلات میں وہ مقام دیکھا ہے۔ جس میں انسانی قربانی ہوتی تھی۔ اور اب امن کے باعث وہاں ہر روز ایک بکری کی قربانی ہوتی ہے۔ مینے جب اس پیچ در پیچ مکان کو دیکھا۔ تو مجھے انگریزی حکومت کی بعض برکتیں یاد آگئیں۔

مہاراج کشمیر کی بیماری میں جسقدر قربانیاں چرند اور پرند کی ہماری سامنے پنڈت لوگوں نے کرائی ہیں انکی تعداد کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ اور مذہبی ناٹکوں میں بیٹے بچوں کی قربانی اور اسپر والدین کا منگل گانا ہماری آنکھ کے سامنے کا نظارہ ہے۔ اور وہ ناٹک والے بھی پنڈت دیانند کے ملک کے ہی تھے

مسیحی دین میں مسیح نے قربانی کا بہت لحاظ رکھا ہے۔ اور تمام انبیا بنی اسرائیل قربانی کے مؤید رہے مگر مسیحی مذہب میں آپ کے ہمنام صاحب پال نے انکار کیا۔ پھر بھی ابتدا میں مسیحی لوگ قربانیاں کرتے رہے اور برّے کی اتباع اور بزبلی میں خدا کی اقتدا ہوتی رہی۔ اور سچ پوچھو تو عیسائیوں کی نجات ہی ایک انسانی قربانی یا خودکشی پر موقوف ہے۔ جب دنیا طلبی غالب ہوگئی۔ تو قربانیوں کا روپیہ قربانیوں کے قائم مقام ہوگیا اور اس بہار کے بدلہ اصل قربانی موقوف ہوگئی۔ برائے نام یا حقیقۃ اب بھی مسیح کا لہو اور گوشت عشاء ربانی میں کھایا جاتا ہے۔

پر جیسے آپ نے حق کا خون کر کے ہزاروں ہزار مسلمانوں کا دل دُکھایا ہے کیا تمہاری دل اور نرم دل نے اِسے جائز کر لیا ہے دل سے پوچھو؟ اگر ستیارتھ کے مصنف کو کوئی حقارت سے یاد کرے۔ تو کس طرح آریہ سماج آگ ببولا ہوتی ہے۔ مگر کیسی بے انصافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور قرآن اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحقیر کرتے ہوئے آپ لوگ دل کی نرمی اور شیریں کلامی اختیار نہیں کرسکتے اور کروڑوں مسلمانوں کا اس سے زیادہ دل دکھاتے ہیں جتنا کہ مذبوح

جانور اور اسکی ماں بہن کا دل دکھتا ہو کیا حیوانات کا دل دکھتا ہے۔

برٹانیکا انسائیکلو پیڈیا۔ کی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵ میں لکھا ہے۔ اسحاق کی قربانی کا باب اصلی نہیں اور نہ پُرانا ہے۔ اور سچ بھی ہے کیونکہ اسمعیل کے جیتے اسکی جوانی کے قریب زمانہ میں اسحق کا ذبح کرنا کوئی عظیم الشان امر نہیں۔ ایک تیرہ برس کا بچہ موجود ہی۔ اسوقت ایک سالہ کا قربان کرنا ایسا خطرناک نہیں۔ جیسے تیرہ سالہ اکلوتے کا قربان کرنا" پھر اسی کے جلد نمبر ا صفحہ ۵ میں لکھا ہی کہ کنعانیوں میں جو قدیم باستثنا فلسطین کے تھے ان میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ جناب ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی رؤیا کے مطابق جب بجائے لڑکے کے مینڈھا ذبح فرمایا تو اس طریق سے انسانی قربانی کا ازالہ فرماکر حیوانی قربانی اسکے قائم مقام کر دی۔ **ماں پال!** یہ تو بتاؤ کہ تمہارے یہاں اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کیلئے جو کچھ ڈالا جاتا ہی۔ اور اسے تم لوگ ہُبّ کہتے ہو۔ اور ہبّ میں کیا ہوتا ہی دیکھو یجر وید صفحہ ۹۴ تیسرا ادھیا منتر نمبر ا کی تفسیر۔ خوشبو دار کیسر کستوری وغیرہ۔ میٹھا گوڑ۔ شکر وغیرہ پشٹ گھی دودہ وغیرہ روگ ناشک گورچ وغیرہ چار قسم کا ساکل"۔ اس پر غور کرو۔

جب گھر گھر تمام دنیا میں ہر روز کستوری جلائی گئی تو اس قیمتی چیز کے طمع پر کسقدر کستوری کے ہرن مارے جائیں گے اور شکاری ان کے تباہ کرنے میں کسقدر کوشش کرینگے۔ شہد کے لئے کسقدر مکھیوں کی خانہ ویرانی کرنے پر پڑیگی۔

اب ہم اسلامی قربانی اور اسکے مقابل آریہ ورتی قربانیوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام قوموں کے مصلح ہوکر آتے ہیں۔ وُہ کل رسومات سابقہ کا استیصال کرنا نہیں چاہتے بلکہ انمیں جو رسم محض غلط اور توہم پر مبنی ہو اسکو توباطل کر دیتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھکر مضمون آئندہ پر نظر کرو۔

دوسرا مضمون قربانی پر

اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعًا حرام اور نیست و نابود کر دیاہے۔ اول وہ قربانیاں جن میں بت پرستی اور شرک ہو۔ کیونکہ شرک میں مبتلا انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کرکے اپنی دیوی دیوتا سے اُمید وار کامیابی کا ہوتاہے۔ اسلئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہی۔ اور دوسرے ان مشرکوں اور پُجاریوں کو اپنی اپنی دُکان گرم کرنیکے لئے صدہا جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں۔ اسلئے توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا۔ اور محرمات میں اس کو رکھدیا اور فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ	حرام کیا گیا تمپر مردار اور خون اور سور کا گوشت

اور وہ چیزیں جن پر اللہ کے سوا کا نام پکارا جاوے	وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ پ مائدہ

اور ہمارے صوفیا کرام نے تو یہانتک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا کا لفظ جو مَآ اُهِلَّ میں آیا ہے۔ وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے دیکھو فتوحات مکیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۲۱ و باب ۳۹۸

غیر اللہ کیلئے شعر کہنا مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے ہے کیونکہ نیت کا اثر چیزوں میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے اور نہیں حکم کئے گئے وہ لوگ مگر اس بات کا کہ عبادت و پرستش کریں اللہ کی صرف اسلئے خالص کرنیوالے ہوں اپنے دین کو۔	وَالشِّعْرُ فِیْ غَيْرِ اللّٰهِ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَاِنَّهٗ لِلنِّيَّةِ بِهٖ اَثَرٌ فِی الْاَشْيَآءِ وَاللّٰهُ يقول وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (پ بینہ)

ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے پرہیز کیا ہے۔ جو کسی محبوب مجازی کے حق میں یا غیر اللہ کے لئے وہ شعر بولے گئے۔ کیونکہ وہ ما اھل لغیر اللہ ہیں اور وہ حرام ہیں دوم ان تمام سوختنی قربانیوں سے روک دیا گیا ہے۔ جو اشیا ر آگ میں تباہ کیجاتی ہیں اور جن کا ذکر صدہا بلکہ ہزار ہا بار یجر۔ رگ سام ویدوں میں ہوا ہے۔ تمہارے مشرک بہائیوں نے اسوقت بھی حضرت نبی کریم پر یہی اعتراض کیا جیسے انکا قول خدا تعالٰے نے نقل کیا اور فرمایا۔

اللہ نے سنی بات انکی جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولتمند ہیں۔ اور پھر یہ تمہارا اعتراض نقل کیا اور کہا ہے۔ وہ جنہوں نے کہا کہ ہم رسول کی بات نہیں مانیں گے جب تک ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کہا جاتی۔ (سوختنی قربانی) تو کہہ مجھسے پہلے رسول بینات لیکر اور تمہاری مانگی ہوئی چیز (سوختنی قربانی) کو بھی لیکر آئے پھر تم نے انہیں کیوں قتل کیا اگر تم صادق ہو۔	لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ (پ آل عمران) اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پ آل عمران)

تیسری وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں۔ جن میں یہ خیال پیدا ہو سکے۔ کہ وہ ترا کیب ہمارے گناہوں بدکاریوں نافرمانیونکا کفارہ ہونگی۔ ایسی ہی قربانیوں نے جو ایک بکرے کی ہوئی یا نہ ہوئی تمام عیسائیونکو دلیر و بے باک کر دیا ہے۔

ایسی ہی قربانیاں بعض جگہ منوجی نے ویدوں سے بیان کی ہیں چونکہ منوجی ایسی معتبر کتاب ہے۔

جسکے ذریعہ سے تمام ستیارتھ بھرا پڑا ہے ہمیں امید ہے کہ آریہ سماج اسکو تسلیم کریگی واِلاّ دکھائیگی - کہ منوجی کے وہ اقوال کس ویدک منتر کے ورد ہیں - منوجی ادھیائے تین شلوک نمبر ۶۸ - میں لکھتے ہیں - گرستھ کے گہر میں چولہا - سِل - بٹہ - جہاڑو - اوکھلی - موسل - پانی کا گھڑا ان سب سے کام لینے میں جیو مرتے ہیں -

شلوک نمبر ۶۹

ان پانچوں کے پرائشچت کے لئے پانچ مہان یگیہ کو گرستھ لوگ نیتہ ہی کریں -

شلوک نمبر ۷۰ - پانچ مہایگیہ یہ ہیں - وید کا پڑھنا - برہم یگیہ - پتروں کا ترپن - نپر یگیہ - ہون کرنا دیو یگیہ - بل دینا - اتتھ کا پوجن - منشہ یگیہ -

شلوک نمبر ۷۱ - جو کوئی سامرتھ کے موافق ان مہایگیہ کو کرتا ہے وہ روزمرہ کی ہنسا (جان کشی) کے پاپ سے چھوٹتا رہتا ہے -

قربانی کے مضمون کا آخری تیسرا بقیہ

ہمنے اس مضمون کے پہلے حصہ میں بتایا ہے - کہ قربانیاں کرنا انسانی فطرتوں کا مقتضے ہے اور اسکو واضح کرکے دکہایا ہے - کہ قربانی کرنے میں شامیوں - یافث اور حامیوں کی کوئی خصوصیت نہیں پھر دوسرے حصہ میں یہ بھی بتایا ہے - کہ اسلام نے قربانی میں کیا اصلاح فرمائی ہے اور کن قربانیوں سے روکا ہے اب ہم تیسرے حصہ کو جو اس مضمون کے متعلق ہے بیان کرتے ہیں - اور دکھاتے ہیں کہ اسلام نے کن قربانیوں کو جائز رکہا ہے - سو اول انسانی قربانی کا ذکر کرتے ہیں - مگر قبل اسکے کہ اسکا بیان کریں قربان کے لفظ کی جس سے قربانی کا لفظ نکلا ہے تشریح کرتے ہیں - سنو اس لفظ قربان کی لغت عرب میں کیا معنی ہیں -

قرب الشی قربانًا	خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز -
القربان بالضم ما قرب الی اللہ	قُربان پیش کے ساتھ جو اللہ کیطرف نزدیک کرے -
وما تقربت بہ	اور قربان وہ ہے جسکے ذریعہ تو اللہ کے نزدیک ہو -
والقربان جلیس للملک وخاصۃ	قربان بادشاہ کا مجلسی اور اسکا ممتاز
ومنہ الصلوٰۃ قربان کل تقی	اسی محاورہ پر ہے کہ نماز ہر ایک متقی کیلئے قربان ہے -

اور حدیث میں آیا ہے -

مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احببتہ - فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی
میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میری قریب ہوتا ہی رہا ہاں تک کہ میں اسی پیار کرتا ہوں اسکے کان بنجاتا ہوں جس سے وہ سنتا

یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا (بخاری)	ہو اور آنکھ بنجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں جسے چلتا ہے۔

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اُسکے نزدیک کرنا اور اسکے خاصوں میں ہو جانا۔ جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ اوسکو کسی کیساتھ مخلوق میں ذاتی رنج وغضب ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کیساتھ مخلوق میں سے ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہے۔ اس کی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتی ہے۔ اور اسکا بغض بھی ہوتا ہے مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتا ہے وہ فانی باللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا صرف اسلئے ہوا کرتا ہے۔ کہ جناب الٰہی نے کُلُوْا کا حکم دیا ہے۔ اور ایسے آدمی کا پینا اسلئے ہوتا ہے کہ اسکو پینے میں الٰہی ارشاد ہے۔ وَاشْرَبُوْا۔ اور اسکا بیبی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پ۴ نسا) کا حکم ہے۔

پس شہوت و غضب طمع و جزع۔ عجز و کسل۔ بے استقلالی وغیرہ رذایل اس میں نہیں رہتے۔ وہ انعامات کے وقت اگر شکر کرتا ہے۔ تو ارشاد الٰہی سے اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضا الٰہی کے لئے وہ اپنے اور دوسرے کے معاصی پر اسلئے ناراض ہوتا ہے کہ اس کا مولیٰ ان باتوں پر ناراض ہے۔ وہ مشرکوں بے ایمانوں شریروں پر تلوار اُٹھاتا ہے۔ مگر الٰہی ہتیار بن کر۔ یہی قربانی ہے جسکے بارے ارشاد ہے۔

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ۔ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (پ۶ مائدہ)	جب ان دونوں نے قربانی دی آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد ہوئی۔ اُس نے کہا میں تجھے مار ڈالونگا اسنے کہا اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔

دوسری انسانی قربانی جسکو اسلام نے جائز رکھا ہے جوانان قوم اور مدبران ملک کی قربانی ہے۔ مگر اسوقت کی بڑے بڑے سیاسی بلاد یورپ و امریکہ تاں عام بلاد کا ذکر کیوں کریں خود انگلستان نے میری ذرہ سی شخصی زندگی میں جہان انڈیا۔ کابل۔ پنجاب۔ دہلی کے غدر۔ سوڈان۔ خرطوم۔ ٹرنسفال اور سمالی لینڈ وغیرہ جزائر میں صرف تجارت یا یوں کہو۔ حکومت کیلئے لاکھوں نیز اور ڈیڑ قربانی کئے ہیں۔ تو وہاں ان تراشے گلوں نے اپنے ملک و قوم کو تو دنیا کے صراط پر سے کیا گذارا دنیا کی جنت میں پہنچا دیا ہے اور وید کی تعلیم نے تو ہزار ہا منتروں میں اس نرمیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہے بس کہاں تک گن کر دکھاؤں۔ مشتے بطور نمونہ یا دانہ از خروارے لکھتا ہوں۔

اول دیکھو سوال نمبر ۴ کو جہاں میں نے مفصل حوالے دئیے ہیں ستیارتھ صفحہ ۲۵۵ رگوید بہاش نمبر ۱۶۱ اور

منبر ۷۰ و منبر ۱۶ اور اسکے علاوہ دیکھو یجرو ید ادھیا نمبر ا منتر ۵ حصول راج اور لکھشمی کیلئے کیا شغل تجویز کیا ہے اور اسی ادھیا کے منتر نمبر ۶ و منتر ۲۶ میں جہان دشمن کے باندھنے اور نہ چھوڑنے کا حکم ہے قابل غور ہے اور منتر ۲۸ میں ہے۔ بغیر لڑائی اور طاقت کے دشمن کبھی نہیں ڈرتے۔ یجرو ید ادھیا پانچ منتر ۲۲ میں ہے جیسے مین دُشٹ سبھاؤ شتروں کے شر کاٹتا ہوں۔ تو بھی کاٹ۔ یجرو ید ادھیا نمبر ۶ منتر ا جیسے میں بد اطواروں کی گلو تراشی کرتا ہوں ویسی ہی آپ بھی کیجئے''۔

اسلام نے اس قربانی کو صرف دفاعی جنگوں میں منحصر اور محدود کر دیا۔ جب مخالف دشمن مسلمانوں کو قتل کریں اور اسلام کا استیصال کرنے لگیں تو اسوقت کیلئے فرمایا۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ پ ۱۷ حج	اجازت دیگئی اُن لوگوں کو جن سے لڑائی کیگئی اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ انہیں دشمن پر غالب کر دینے پر قادر ہے

اور فرمایا ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ پ ۲ بقرہ	مقابلہ کرو اعلاء کلمۃ اللہ میں ان سے جو تم سے مقابلہ کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑہنا۔

اسکے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشین نے یہ کئے ہیں کہ لڑکے عورتیں۔ بڈہے۔ فقیر اور تمام صلح جو نہ مارے جائیں۔

وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ پ ۲ بقرہ	اور فرمایا مقابلہ کرو یہاں تک کہ فتنہ اور شرارت نہ رہے

اسلام کا خدا تعالےٰ نے دونوں طرح کا غلبہ دکہانا چاہا ہے ایک وقت تہا جب دشمن نے اسلام کے استیصال کیلئے تلوار اُٹھائی۔ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ تو اسلام نے مسلمانوں کو بغاوت سے روک دیا۔ کہ غدر کرنا اسملک سے نکلجاؤ۔ جہاں تکلیف ہے۔ اسلئے مکہ معظمہ کا ملک چھوڑ دیا گیا جب دشمن کو اسپر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اُٹھائی اور کامیاب ہو گیا۔

پھر اس وقت چودہویں صدی میں صرف حجج کے اسلحہ سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتیاروں سے اب کام نہیں لیتی تو اسلام نے بھی براہین نیرہ اور حجج ساطعہ اور دلایل واضحہ (ترک رشی) سے مقابلہ شروع کیا۔

بُت پرست قومیں اسلام کے مقابلہ سے ہار کر بُت پرستی کے دعوے سے باز آ رہی ہیں اور بالکل اس مسألہ میں صلح جو ہو رہی ہیں۔ کیونکہ انڈیا میں کچھ برہموں ہو گئے ہیں۔ اور کچھ آریہ سماج ادہر یورپ و امریکہ میں یونی ٹیرین۔ فری تھنکروں کا سمندر موج مار رہا ہے اور کیا خوب ہوا حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے۔ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی

الْمُؤمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ ﴿پ حشر﴾ مخلوق اسلام کے مقدس مذہب میں آرہی ہے دہرمپال یا اور اسکے چند بھائی اس طرح اسلام سے نکل گئے۔ جس طرح بال مکھن سے الگ ہوجاتا ہے تو کہ مقدس مذہب اسوقت خس وخاشاک سے پاک ہوجاوے۔

ہمارے مولوی تو علی العموم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اگر اسوقت وہ مہدی آنیوالا ہوتا۔ جسکو خونی جنگ کرنی ہے۔ تو ایجاد اسلحہ اور اتحاد قومی و ملکی اور عصبیت کا جلوہ مسلمانوں میں روز افزوں ہوتا نہ یورپ میں۔ عصبیت کے سوائے جنگ کی وساطت سے دنیوی سلطنت کا ملنا خیال است ومحال است وجنون میرے دیکھتے ایک طرف سلطنت اودہ ودہلی۔ زنجبار مراکش۔ مسقط۔ مصر اور دوسری طرف یارقند۔ سمرقند۔ خیوا۔ بخارا۔ سرویہ۔ مانٹی نیگرو۔ ہرزگوینا و جزائر سائپرس۔ کریٹ بلکہ اور حصص مملکت ترک بھی اور عرب کے حصہ ہائے کویت اور عدن ویمن بتدریج کچھ نکلگئے اور باقی نکل رہی ہیں۔ اسیواسطے تو مہدی صادق علیہ السلام نے یہ نظم لکھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتوےٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلینگے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند
یعنے وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولینگے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سنکے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ **مسیح** کے آنے کا ہے نشاں
کردیگا ختم آکے وہ دین کی **لڑائیاں**

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ **ہمت** نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تمکو غیر قوموں پہ **سبقت** نہیں رہی

وہ اُنس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

سو سو ہیں گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی

خوان تہی پڑا ہی وہ نعمت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

مولیٰ سے اپنے کچھ بھی **محبت** نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی

تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں یہ ہی ہے کہ وہ **حاجت** نہیں رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں **غیر قوم** سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا **فسق** اور گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم! تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو **دعاؤں** میں اب وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے — اس یار سے بشارت عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے — تم خود ہی غیر بنکے محلِ سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہی اب کہاں — وہ صدق اور وہ دین امانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ **ایماں** نہیں رہا — وہ نور مومنانہ وہ **عرفاں** نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے **قوم لیجیے** — آیت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ یاد کیجیے
ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا — اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں — بہتان ہیں۔ بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ **تو آچکا** — یہہ راز تم کو **شمس و قمر بھی بتا چکا**
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے — تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
تھوڑے نہیں نشان جو دکھلائے گئے تمہیں — کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے اُن سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ — مُنہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے **یہہ مائدہ**
بُخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں — خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں — حق کیطرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں — مخفی جو دل میں ہے وہ سُناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں — اوسوقت اوسکو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جسکو **دین و دیانت** سے ہے پیار — اب اُسکا فرض ہی کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ **وقت مسیح** ہے — اب جنگ اور جہاد **حرام** اور **قبیح** ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا — اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا **خدا**

تیسری قربانی جسکو اسلام نے بعض جانوروں کو اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی یاد کرکے ذبح کرنے اور انکا گوشت پکا کر استعمال کرنیکا حکم دیا ہے۔ اس قربانی کے منشا بہت ہیں۔

اول تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السّلام کی اس سچی قربانی کی یادگار ہی جو ان دونوں نے اس فرمانبرداری میں کر دکھائی اور جسکا بیان اس آیت میں ہے۔

اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو غور کرکے بتا کہ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے میرے باپ تو وہ بات کر جسکا تجھے حکم دیا جاوے تو مجھے انشاء اللہ صابر پائیگا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔ (پ ۲۳ صافات)

اور جب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور اُسے ماتھے کے بل لٹایا ہمنے اُسے آواز دی کہ اے ابراہیم تونے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور فرمایا

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ ۸ انعام)

میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے ہاتھ ہے جو پروردگار ہے جہانوں کا اُنکا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھی حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمانبردار ہوں۔

دوم۔ مشرکوں، بُت پرستوں کو دکہایا ہے کہ تمہاری دیوی دیوتا کی قربانیاں سب لغو ہیں۔ انکی ذرہ ضرورت نہیں۔ اگر یہ ضروری ہیں۔ تو دیکھو میں جانوروں کو ذبح کرتا ہوں۔ مگر پہر بہی ان دیوی دیوتا کی نذر و نیاز میں نہیں چڑہاتا اور نہ انکے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور نہ میں اگنی وغیرہ میں انکو ڈالتا ہوں مگر میرا ذرا نقصان نہیں ہوتا۔ اگر کوئی خونخوار دیوی اور دیوتا ہے۔ اور میں اسکی مخالفت میں اسکے نام کی قربانی نہیں کرتا۔ تو چاہیے کہ میرا کوئی بال تو بیکا کرکے دکہلائے جب نہیں کرسکتا تو معلوم ہوا کہ یہ قربانیاں لغو ہیں۔

پس جیسے ہمارے سب کام الٰہی رضامندی کے لئے ہونے چاہئیں اسی طرح قربانیاں بھی اسی کے نام کی ہونی چاہئیں۔ سجدہ ہو تو اسی کا۔ تعظیم ہو تو اُسی کی۔ ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ۔

سوم۔ چونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اسلئے یہ ظاہری نظارہ کہ ہمنے کس طرح ایک جانور کو جو ہمارے ماتحت ہے ذبح کردیا ہے۔ جناب الٰہی کی کبریائی کو یاد دلاتا ہے کہ ہم اور ہمارے اطبا اور ہمارے مدبر و محافظ اور دعائیں اور شفاعت کرنیوالوں کی تمام کوششیں اس محدود زندگی کے لئے انکی محنتیں بے سود ہوجائینگی۔ اور بے سود ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح حق سبحانہ و تعالےٰ کیطرف سے جب حقیقی طور پر وفات و موت کا وقت آتا آگیا جو ہمارے لئے مقدر ہے۔ ہزار ہاتھ پاؤں ہلائیں گے کچھ مفید نہ ہوگا۔ اس قربانی کے اس نظارہ سے انشاء اللہ اُمید ہے کہ آخر انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاوے اگر سلیم الفطرت ہو کہ دُنیا روزے چند عاقبت کار با خدا وند بھی کامل فرمانبرداری حق سبحانہ و تعالیٰ کی چاہیئے۔

چہارم۔ جہانتک نظام کائنات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ عناصر بسیطہ سے لیکر حیوانات تک بلکہ ادنےٰ انسانوں سے لیکر متوسطین تک اعلےٰ درجے کے انسان کیلئے نیابت کرتے ہیں اور نظارے جانے دو۔ بیل جی زمین کے پہاڑنے۔ پانی کے دینے۔ باربرداری کیلئے ہر وقت

انسان کی محنتوں کے بدلہ اپنے آپ کو لگائی ہوئی ہیں۔ اور کوئی عقلمند یا رحیم مذہب اس سے مضائقہ نہیں کرتا۔ خود گاؤ تمہاری ماتاجی چرواہے کے قبضہ میں تمام دن کاٹتی ہے اور اسکا بچہ اس سے الگ "بلبلاتا ہے" اور تڑپتا ہے" پر ہمارا لوگ اپنے لیئے اور اپنی ہٹ اور ہون کیلئے کوئی آریہ سماجی رحم نہیں کہاتا۔

اسی طرح فوجیں اور اسکے متوسط افسر اعلیٰ انسان کیلئے کٹوائے جاتے ہیں اور ماری جاتے ہیں تو کیا اس سے یہ چوتھی وجہ قربانی کی نہیں نکل سکتی کہ ہم بیماروں کی جان کے بدلہ ہی انکو قربان کریں +

سوال نمبر ۴۴ - مردار۔ سور۔ اور خون حرام ہے" (۱) مُردار کی تعریف کہ جسکی روح الگ ہوگئی ہو۔ گو ذبح ہو۔ (۲) خون حرام ہے تو گوشت کیوں حلال ہے تمام جسم کی بالیدگی خون سے ہوتی ہے (۳) مادہ کے رحم میں نطفہ مادہ کے خون سے بنتا ہے اور اسی سے پرورش پاتا ہے۔ (۴) سور کیوں حرام ہے"

الجواب - (۱) جو تعریف آپ نے مُردار کی ہے وہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے اسلام میں مُردار اُس جانور کو کہتے ہیں۔ جو ذبح اور نحر اور شکار کے سوا خود بخود مر گیا ہو۔ مردار سے علی العموم خون نہیں نکلتا (۲) خون میں تیس سے زائد قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ خون کہانیوالے لوگوں میں ان زہروں کے استعمال سے بہت سے قویٰ تباہ ہوجاتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ مُردار خوار اور خونخوار قوموں کی عقل اور ذہنی قویٰ نہایت کثیف اور کودن ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شدید تغیرات سے احکام بدل جاتے ہیں۔ چنانچہ تمہارے نزدیک بھی یہ امر مسلم ہے کہ ہر ایک جزو حیوان کا خون سے بنتا ہے مگر تم لوگ دودھ کو جو خون سے بنتا ہے پیتے ہو۔ اور ذرہ تامل نہیں کرتے گوشت اگر خون سے بنتا ہے۔ تو دودھ۔ دہی۔ مکھن بالائی بھی خون سے ہی بنتی ہے۔ غور کرو اور نکتہ چینی کے وقت عقل اور انصاف کی حد سے باہر نہ نکلا کرو۔ اور یہ بھی مسلم امر ہے کہ غذا کا اثر غذا خور پر پڑتا ہے۔ اسیواسطے لکھا ہے کہ برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر کو ناپاک یعنی بول و براز وغیرہ کی میل سے پیدا ہوئے۔ ساگ پہل۔ مول وغیرہ نہ کھانا چاہئے۔ اور جو جو چیزیں عقل کہونیوالی ہیں انکا استعمال کبھی نہ کریں دیکھو صفحہ ۲۵۷ و ۲۵۸ ستیارتھ پرکاش۔

(۱) سور نرسے میل کرتا ہے اسواسطے اکثر سور خور ساڈومی کے عمل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (۲) جماع کا بڑا خواہشمند ہے اسواسطے وہ لوگ زیادہ تر زانی ہوتے ہیں (۳) گند سے اسے محبت ہے اسیواسطے کل جلالہ گندخور جانور اسلام میں حرام ہیں (۴) ہاگ کالرا کی جڑ ہے۔ (۵) سور اپنے بچوں اور سانپ کو بھی کہاتا ہے (۶) بڑا حریص ہے۔

سور میں نقصانات ذیل اور بھی ہیں۔ (۱) ٹی نیا سولیم۔ یعنی کدو دانے۔

(۲) ٹی نیا سیائی ریلیس - یہ بھی ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہی جو سور کے گوشت کے ساتھ پیٹ میں چلا جاتا ہے اور انتڑیوں میں انڈے بچے دیکر اسکی نسل پھیل جاتی ہے بچے اور خود کیڑے بھی معا کی دیواروں میں سوراخ کرکے شریانوں میں گھس جاتے ہیں اور خون کے ساتھ عضلات میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے ہوجاتے ہیں اور اپنے اوپر چھلی بنا لیتے ہیں اس سبب سے عضلات خراب و کمزور ہوجاتی ہیں اور امعاء میں جریان خون اور جگر میں چربی پیدا ہوجاتی ہی عضلات میں درد اور تکلیف رہتی ہی اور اگرچہ امعاء کے کیڑے جلاب سے دور بھی ہوسکتی ہیں مگر جو عضلات میں پہنچ چکے انکا کچھ علاج نہیں سوائے اسکے کہ خود ہی مرجائیں (۳) ہائی ڈے ٹڈ آف دی لور - جگر کی رسولی جس میں ٹی نیائی کائی نوکاکس کا کیڑا جگر میں گھر بنالیتا ہی - اس کیڑے کا اصل تخم بھیڑیا سور میں پایا جاتا ہی اور پھر وہاں سے منتقل ہوکر کتے میں آتا ہی اور کتے میں سے نکلکر اگر انسان میں داخل ہوجائے تو یہ جگری رسولی پیدا کرتا ہی - انتہی -

سوال نمبر ۴۵ - خون حرام ہے - گوشت بھی منجمد خون ہی وہ کیوں حلال ہوا -

الجواب - قرآن مجید میں جس خون کو حرام فرمایا ہی اسکی تفصیل بھی کردی ہی جیسے فرمایا ہی -

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا -	تو کہہ میں اپنی وحی میں کسی کھانیوالے پر کوئی شے حرام نہیں پاتا سوائے اسکے کہ مردار ہو یا گرا ہوا خون ہو -

آیر وید کو پڑھو اسمیں بھی تو لکھا ہی کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں منجملہ ان کے کاربانک ایسڈ اور ٹومین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا استرخا اور تشنج پیدا ہوتے ہیں -

پیشاب کے اجزاء

۱ - **یوریا** - اسکا اچھی طرح خارج نہ ہونا مرض یوریمیا پیدا کرتا ہے - اور اکثر گردونکی بیماری میں جب پیشاب خارج نہیں ہوتا یہی بیماری ہلاکت کا باعث ہوتی ہے -

۲ - **یورک ایسڈ** { ایسڈ سوڈیم یوریٹ ۲ سوڈیم یوریٹ } ان کی زیادتی سے مرض گوٹ پیدا ہوتی ہے - خاصکر ایسڈ سوڈیم یوریٹ سے -

۳ - **کری ایٹے نین** - اس پر مصنوعی طور سے تجربہ کیا گیا ہی کہ جب یہ دماغ پر لگائی جاوے - تو تشنج شروع ہوجاتا ہے -

۴ - **ہپ یورک ایسڈ** - (۵) **کیلیسیم اکسلیٹ** -

۶ - سلفیٹس { ایتھیریل - مثلاً پوٹاسیم فی نل سلفیٹ۔ ۱ - دھاتی - مثلاً پوٹیسیم اور سوڈیم کے۔ }

۷ - کلورائیڈز { ان میں سے سب سے زیادہ نمک ہوتا ہے۔ }

۸ - فاسفیٹس { ۱ - سوڈیم اور پوٹاسیم کے ۲ - کیلسیم اور میگنیزیم کے } یہ خاصکر اعصاب کا فضلہ ہوتے ہیں۔

۹ - رنگ وغیرہ مثلاً (۱) یوروکرم (۲) یوروبائی لین (۳) انڈی کین۔

پوٹاسیم کے جتنے نمک ہیں ان پر تجربہ کیا گیا ہے۔ اگر وہ دماغ کی سطح پر لگائی جائیں تو تشنج پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر خون میں زیادہ ہوجاویں یا دوا کے طور پر استعمال کی جائیں تو دل کو کمزور کرتے اور دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔ اسی واسطے ان دواؤں کو جنمیں پوٹاسیم ہو دماغ اور دل کی بیماری میں نہیں دیتے۔ علاوہ اسکے یہ عام طور پر عضلات کو بھی ضعیف کرتے ہیں۔

زیادہ تر یہی چیزیں پیشاب کے راستہ خارج ہوتی ہیں اور انکا نقصان اسیوقت بہت جلد اور بہت سخت ہوتا ہے جب یہ خون میں رہیں اور پیشاب کے راستہ صاف نہ کرلی جائیں۔

خون۔ خون میں سے جو فضلات نکلتے ہیں۔ وہ اکثر وہی ہیں جو پیشاب کے راستہ نکلجاتی ہیں البتہ کاربونک ایسڈ گاس پھیپھڑوں کے ذریعہ سے نکلتی ہے۔

چند اور بھی ہیں مثلاً لیوسین۔ ٹاٹروسین۔ کولیسٹرین اور لیک ٹک ایسڈ وغیرہ وغیرہ اور امونیا کے نمک یہ آخر سب تغیر پاکر یوریا میں تبدیل ہوکر پیشاب کی راہ سے خارج ہوجاتے ہیں۔ ان میں سے لیک ٹک ایسڈ ایک ایسی چیز ہے۔ جو عضلات کا فضلہ ہے اور جب آدمی بہت کام کرتا ہے تو یہ چیز عضلات میں جمع ہوجاتی ہے اور آدمی تھک جاتا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ تھکان کا باعث یہ چیز ہے جب یہ دور ہوجاوے۔ تو پھر عضلات کام کرنیکے لائق ہوجاتے ہیں اور تکان دور ہوجاتی ہے اور قرآن کریم نے تو اصول **محرمات** کے چار بتائی ہیں۔

اوّل۔ وہ چیزیں جن سے صرف جسمانی قوے پر بُرا اثر ہوتا ہے۔ جیسے مردار خوار حیوانوں اور انسانوں میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مردار خوار چوہڑوں۔ بھنگیوں سانسیوں اور بعض اگھوریوں کے بدنوں۔ چمڑوں۔ اور زنانگی کرختی کو غور سے دیکھو۔ اور ان سے اتر کر بازکی شکل۔ چیل۔ کرگس۔ اور مردار خور سیاہ کوے کو دیکھو کیسے بدشکل۔ دون ہمت سُست اور کاہل ہوتے ہیں۔ **دوم**۔ وہ چیزیں جن سے دقیق فطری قوی پر بد اثر پڑتا ہے جیسے خون کو

کہانیوالی قومیں موٹے موٹے مسایل سے بھی ناواقف ہیں۔ مثال کے طور۔ چوہڑوں۔ بھنگیوں۔ سانسیوں۔ اگھوریوں۔ اور کانگڑہ ویلی اور جموں کے پہاڑوں میں خون کہانیوالے لوگوں کو دیکھو۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی باریک مسألہ الٓہیات کا یا سوشیل اور مارل کے دقائق انکو کوئی سمجہا سکے میننے تجربتًا بارہا ان لوگوں کو سمجہانا چاہا ہے مگر حیرت زدہ رہکر کہدیا کرتے ہیں کہ یہ باتیں دانائوں اور پنڈتوں کے سمجہنے کی ہیں۔ **سوم**۔ وہ جن سے اخلاقی قوے تباہ ہوتے ہیں جیسے سور اور شراب۔

چہارم وہ اشیا رحرام ہیں جو روحانی اور اعتقادی قوتوں کو تباہ اور ہلاک کرتی ہیں۔ جیسے خدا کے نام کے سوا بتوں کے نام اور غیراللہ سے تقرب کیلئے ذبح کئی جانور بلکہ تمام وہ چیزیں جو بت پرست بتوں پر چڑہائیں۔

گوشت تو منجمد خون نہیں یہ تشریح شاید آپنے من گہڑت تجویز کی ہے جس طرح گوشت خون سے بنتا ہے اسی طرح دودہ۔ دہی۔ مکہن۔ گہی اور بہت ساری چیزیں جن سے تمہاری پرورش ہوتی ہے خون سے بنی ہیں۔ کیوں تم استعمال میں لاتے ہو۔ ہاں بیدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ **جل** آگ سے بنا ہے جل تو پیتے ہو آگ کیوں نہیں کہاتے۔

سوال نمبر ۴۶ بیت اللہ میں خون مت گراؤ۔ کیا خدا کا گہر عرب کے ایک کونے کی چار دیواری میں محدود ہے۔ باقی دنیا شیطان کا گہر ہے کب ہوگا کہ بیکس اور معصوم لیلے اور بکری کے بچہ کی دردناک آواز ہمیں ایسی بیچین اور بیقرار کردیگی۔ جیسے ان کے عزیز بچہ کی بلبلاہٹ ثبوت کیلئے پیش کیا ہے

(۱) وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ۔ پ۲ بقرہ۔

(۲) حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ پ۷ مائدہ۔

(۳) يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا اٰمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ پ۶ مائدہ

الجواب قربانیوں میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے باتباع تو نرد نبہ (گوسپند) سینگوں والا قربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور دودہ والی بکریاں جن کے نیچے بچے ہوں اور دودہ والی گوسپند مادہ قربانیوں میں ذبح نہیں کی جاتی تہیں۔ مگر تم یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو تم رحیم کریم۔ دیالو۔ کرپالو مانتے ہو یا نہیں؟ پھر یہ بھی مانتے ہو کہ نہیں کہ وہی موت دیتا ہے اگر مانتے ہو تو بتاؤ مخلوقات میں ہزاروں عورتیں بچے والیاں بیمار ہوتی ہیں ہزاروں مرتی ہیں اور انکے بچے بلبلاتے ہیں۔ ان کی دردناک آوازیں آپ کو بیچین و بیقرار کرتی ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کو بیقرار کرتی ہیں تو خدا کو کہو کہ ایسا انتظام تونے کیوں کر رکہا ہے۔

نیز تمہاری گائیں اور بکریاں باہر چرنے کو جاتی ہیں اور تم لوگ اپنے دودہ کے طمع سے اونکے

اونکے بچوں کو مادہ سے الگ کر دیتی ہو اور وہ بیقرار بلبلاتے اور چلاتے ہیں مگر تم لوگ ذرا پروا اپنے
طمع کیلیئے نہیں کرتے اور ہر روز یہی معاملہ درپیش ہی۔ نیز گاؤ ماتا کے خاوند صاحب کو صبح سے اپنے
اقسام اقسام کاموں اور ہل میں لگاتے ہو اور دوپہر تک چابک مارتے اور اسپر کیسے کیسے آوازے کستے
ہو کہ الامان تم کو رحم نہیں آتا کہ کھیتی باڑی چھوڑ دو اور بچوں اور اُنکی ماؤں کو آزاد کرو۔ تمہاری
گاؤ ماتا کے خاوند اور ٹٹو جن عذابوں میں گرفتار رہیں کیا وہ فرج سے کم ہیں۔
آیات کا مطلب توصاف ہے۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہی۔ کہ عزت والی مسجد کے پاس اُن سے
(مکہ والوں سے) جنگ مت کرو۔ جبتک وہ تم سے وہاں جنگ نہ کریں۔ اس آیت کا منشاء صرف یہ ہے
کہ عبادت گاہ مقام جنگ نہیں اور دوسری آیت کا منشاء یہ ہی کہ حالت احرام میں شکار مت کرو۔
احرام کیحالت حج کی عبادت میں داخل ہونیکا نشان ہی اور ظاہر ہی کہ عبادت کے وقت شکار
کا وقت نہیں۔ بیت اللہ کو خدا کا گھر کہنے پر اعتراض ہی عجیب ہے۔
اوّل تو اسلئے کہ تمہاری منو کے پہلے ادھیا نمبر ۱۰۔ اشلوک میں ہے۔ سنسکرت میں پانی کو نارا کہتے
ہیں۔ وہ پہلے پرماتما کا گھر تہا۔ اس وجہ سے پرماتما کو نارائن کہتے ہیں۔
دوئم۔ اسلئے کہ آپکے یہاں لکھا ہی۔ ہمیشہ سرشٹی کے پہلے چار آدمیوں کے ہردے پرمیشور کا گیان
وید جلوہ گر ہوا تو کیا دوسرے تمہاری بزرگ لوگوں کے ہردوں میں شیطانی گیان تہا۔
سوم بنسبت تو دوسرے تعلق سے پیدا ہو جاتی ہی جیسے تم اب سماجی ہو یا ہم عربی ہیں۔ اسی طرح مکہ معظمہ
کی مسجد چونکہ ابو الحنفاء شرک سی پوری بیزار ابراہیم سے بلکہ اس سے بہی پہلے الٰہی عبادت کیلیئے
بنائی گئی۔ اسواسطے وہ بیت اللہ کہلائی جیسے فرمایا۔
اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ پ۴ آل عمرٰن
پہلا گھر جو خدا کی عبادت کیلئے تو مونکے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہی مبارک اور ہدایت ہی لوگونکے لئے۔

سوال نمبر ۷ } احرام کے دنوں میں شکار نہ کرو۔

الجواب ۔ احرام سے عبادت حج شروع ہوتی ہے تو کیا عبادت کیوقت اور اشغال[1] مناسب
ہیں۔ تم نہیں جانتے کہ ایک شغل دوسرے شغلوں کا مانع ہوتا ہی۔ تمہاری یہاں سینت کیوقت
گرہست آشرم[2] کب جائز ہے۔ اور شکار تو بڑے اشغال کا موجب ہے۔

سوال نمبر ۸ ۔ (۱) موسیٰ کی لاٹھی کو خدا نے سانپ بنا دیا (۲) ساحرونکے ڈنڈونکو جو سانپ

---
[1] ترک اشغال دنیا اور شغل عبادت ۱۲ [2] رشتہ داری اور عیال کا تعلق ۱۲۔

بنگئے تھے۔ کہا گئی (۳) وہ ڈنڈی ساحروں کے چالیس گدہوں کا بوجھ تھا۔
(۴) کئی سو من وزن موسیٰ کی لاہٹی سب کو کہا گئی۔ (۵) ڈکار بہی نہ لیا۔ جگالی بہی نہ کی
(۶) لوگ جو ڈر کر بہاگے چالیس ہزار آدمی اس گھمسان میں مرگئے (۷) موسیٰ کو اس کثرت سے لوگوں کے
مرنے پر رحم آیا۔ (۸) اسوا پنی سانپ کو جو پکڑا پھر لاہٹی کی لاہٹی (۹) ایک یفار مرنے اس قصہ پر ملمع چڑہانا
چاہا۔ مگر سب بے سود۔

الجواب تمہاری اصل نمبر ۴ میں ہے ست کو لینا اور اَسّت کو چھوڑنا چاہئے پس کیا اس سوال نمبر ۸ ۴
کے نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ میں ذرہ بھی تمنے صداقت۔ راستبازی اور شرم وحیا سے کام لیا ہی اور نمبر ۹
میں جس ریفارمر کا ذکر کیا ہی۔ اُس نے تو بقدر اپنی فہم وفراست کے نیک نیتی سے کام لیا ہی لعد یہی ہمارا انکی
نسبت اعتقاد اور یقین ہی مگر دیانند نے جس ملمع سازی اور روبہ بازی سی کام لیا ہی اور ویدکے چہرہ پر
تہ برتہ برقعے چڑہائے ہیں اُس سی ایک جہان واقف ہی اسکی یہ چالاکی کیا چشم پوشی کے لائق ہی کہ طبع
اول کی ستیارتھ کو جو اُسکے شاگرد اور ایک راجہ کے اہتمام سی تیار ہوا تہا رد کر دیا اور وید بہاش کی متعلق
آخر آریہ مسافر نے یہ پردہ برا ندازی کی کہ اسکا ناگری ترجمہ اور بہاؤ ارتھ غلط ہی اور پوپوں کی دست برد
سے محفوظ نہیں رہا۔ غور کرو دیانند نے وید کا بہاش لکہا اس خیال سے کہ پرانے بہاش غلط ہیں۔ مگر
بد قسمتی اور خذلان کو دیکھیے کہ اول تو اپنا بہاش تمام نہ کرسکا۔ پہر اس میں اسکی مرضی کے خلاف پوپوں
کا وار چل گیا۔ دانشمند خدا ترس اس کارروائی سے صاف سمجھ سکتا ہی کہ خدا تعالی کی مشیت ہمیشہ سے
ویدوں کے ابطال واعدام کے درپے ہی انکی اشاعت اُسکا مقصود کبھی نہیں ہوا۔

اب رہا نمبر ۱ و ۲ و ۸ اسمیں نمبر ۲ کے بیان میں تمنے پہر حماقت اور جہوٹ سے کام لیا ہی اور بیہودہ
فقرہ بازی کی ہی۔ قرآن کریم میں تو یوں آیا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۔ پ ۱۶ طه

انکی رسیاں اور سونٹے قوت متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے۔ اور ایک فرمایا ہے۔

وَسَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ پ ۹ اعراف

اور ان ہتکنڈے بازوں نے لوگونکی آنکھوں کو دہوکا دیا اور انہیں ڈرانیکی کوشش کی اور بڑا دہوکا کیا

اب ہر شخص دیکھہ سکتا ہی کہ یہ کہاں لکہا ہی کہ ساحروں کے ڈنڈے اور رسی واقعی سانپ بنگئے تھے۔
خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے رسی اور ڈنڈے اُنکے واہموں اور تخیلوں کو چلتے نظر آئے۔
اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دہوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دہوکا کیا یہ نظارہ

قانون قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہو کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں۔

اور نمبر ۲ میں جس لفظ کا ترجمہ تمنے " سانپ بنگئی تھی۔ اور کہا گئی " کیا ہو وہ لفظ ہو فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَأْفِکُوْنَ پ۹ اعراف) اس میں تلقف اور یا فکون کے معنی پر غور کرنی چاہیئے۔

تَلْقَفُ مجرد ہے۔ قاموس اللغتہ میں ہو۔ لقفہ کسمع لقفا و لقفانا محرکۃ تنا ولہ بسرعۃ اسکا ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔ یافکون بھی مجرد ہے اسکے معنی قاموس اللغہ میں لکھے ہیں افک کضرب وعلم افکا و افو کا کذب۔ ترجمہ جھوٹ بولا۔ جھوٹی کارروائی کی اور سارے جملہ کا ترجمہ ہے کہ وہ انکی جھوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنے انکا تانا بانا اُدھیڑ دیتا ہو۔

اب رہا نمبر ۱ و نمبر ۸ اسکے جواب کے لئے پہلے میں تم کو ملزم کرتا ہوں منو کے ۱۲ - ۵۰ اور ستیارتھ کے ۲۴۴ میں ہو " جو اعلےٰ درجہ کے ستو گنی ہو کر عمدہ تریں کام کرتے ہیں وہ برہما یعنی سب ویدوں کے جاننے والے وشو سرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے دبان۔ غبارہ وغیرہ سواریاں بنانیوالے دہارمک اور سب سے اعلےٰ عقل والے ہوتے ہیں اور اویکت یعنی لطیف تریں مادہ کو شکل میں لانے اور پرکرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

پھر تمکو بتاتے ہیں پاتنجل سوتر نمبر ۱ پاذ چہارم میں لکھا ہے۔ اور پاتنجل کو دیانند نے تسلیم کیا ہے۔ یوگی جب ریاضت کرتا ہو تو اسکو اشٹ سدھیاں نصیب ہوتی ہیں۔

۱۔ انما۔ لطیف صورت بنجانا۔
۲۔ مہما۔ بڑا جسم بن جانا۔
۳۔ گرما۔ وزندار ہوجانا۔
۴۔ لگہما۔ ہلکا ہوکر اُڑ جانا۔
۵۔ پراپتی۔ سورج چاند کو ہاتہہ سے چھو لینا۔
۶۔ پراکامیہ۔ ناکام نہ ہونا کامیاب ہونا۔
۷۔ اشتوم۔ الٰہی طاقتیں حاصل کرنا۔
۸۔ بشتوم۔ ہر ایک شے اپنے قابو میں کر لینا۔

ان اشٹ سدھیوں کو مدنظر رکھہ کر تم اپنے اعتراض نمبر ۸ کے تمام نو نمبروں کو سیدھا کر لو۔ اور شرم کرو یا ویدک دہرم چھوڑ کر سائنس دانوں اور فلاسفران یورپ کا مذہب اختیار کرو مگر یاد رکھو تمہیں وہاں سے بھی دھتکار ہی ملیگی۔ کیونکہ وہاں ہی پہلے مسمریزم نے ان معجزات کی حقانیت کیطرف توجہ لائی اور اسکے بعد اسپریچولیزم نے ثابت کردیا ہو کہ تمام صداقتیں ہیں جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابوں میں ہے اور جنکے دکہانیوالی انبیاء و رسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہیں۔

ساحروں کے سحر یعنے دہوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتی ہیں وہاں بڑے بڑے مرتاض یوگی جن اور ان سب سے برتر جناب الٰہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل اور انکی مخلص اتباع کی

حقیقت بھرے آیات و معجزات ہوکے بازوں کے جھوٹ اور افترا کو تباہ کرکے واقعات کا اظہار دنیا پر کردیتے ہیں۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو اور جن کو کھانے پینے۔ ہنسی اور دیگر اغراض خسیسہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں اس صداقت تک کیونکر پہنچ سکتے ہو۔

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ۔ میںنے اس مضمون کو قبل از نماز عشا حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کیخدمت میں پیش کیا۔ آپنے فرمایا۔ ان اعتراضوں کی اصل ہی معجزات اور خوارق کا انکار۔ لوگ اسنے ایک مد میں ان تمام ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئی۔ اور یہ لوگ اور انکے دل و دماغ کے نیچری بھی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں یا وسوسوں میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا اسے ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑا دیا۔ اس وقت مناسب ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تحدی سے دیا جاوے کہ جسقدر معجزات اور خوارق انبیا علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیقت کے ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے۔ جسکا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالےٰ کیطرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیا علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسی علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اسکے ہاتھوں پر دکھانیکو موجود ہے۔ اور تیار ہے۔ کوئی ہے جو آزمائش کیلئے قدم اٹھائے غلام کے ہاتھ سے آقا کی صداقت کو دیکھے۔

سوال نمبر ۴۹ موسی نے لاٹھی مار کر سمندر کو پھاڑ دیا۔ اور فرعون معہ لشکر کے غرق ہوا۔ اور موسی کی قوم بچ گئی۔

الجواب دیکھو جواب نمبر ۴۸ نیز لیکھرمنو کے ۱۲-۵۰۔ اور ستیارتھ ۴۳۳ میں جو لکھا ہے وہ جھوٹ ہے۔ جو اعلےٰ درجے کے ستوگنی ہوکر عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنے مست ویدوں کے جاننے وشوسرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے وہان عنبارہ وغیرہ سواریاں بنانے والے دھارمک اور سب سے اعلےٰ عقل والے ہوتے ہیں اور آدیکت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل میں لانے اور پرکرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اگر تم لوگ کا ابھیاس۔ اسپریچولیزم وغیرہ اور اشٹ سدھیاں اور اہل کمال کے علوم مصدقہ آیات و معجزات کو جانتے تو ایسے بیہودہ اعتراض نہ کرتے ایسے اعتراض کرنا اہل مذاہب و ارباب نقل کا کام نہیں۔ بہرحال اگر تم وہ راہ راست نہیں جانتے تو آپ کو ایک راہ دکھاتی ہیں اصل آیت یہ ہے۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَا — اور جب الگ کر دیا ہمنے تمہارے لئے دریا کو پھر بچا لیا

تمہیں اور غرق کر دیا ہمنے فرعونیونکو۔ اور تم دیکھتے رہے	الِ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پ بقرہ

اور سورہ طٰہٰ میں ہے۔

| یہ کہ رات کو چل میری بندونکو پہر چل انکی لئے ایک خشک راہ جو دریا میں ہے مت ڈر کسی کے احاطہ سے اور کسی قسم کا خوف کر۔ چل اپنی فرمانبردار جماعت کے ساتھ اس بحر میں پس وہ کہلا تھا اور ہر ایک ٹکڑا تھا جیسے بڑی ریتی کا ٹیلا۔ | اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَہُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَکًا وَّلَا تَخْشٰی پ طہ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ۔ پ ۱۹ شعرا |

اضرب بعصاك کے بدلہ سورہ طٰہ میں اسر بعبادی اور فاضرب لہم طریقا۔ پس معنی ہوئی لیجا جماعت فرمانبردار کو یا جا ساتھ جماعت اسلام کے بحر میں جو خشک پڑا ہی پھر بچایا تمکو اور غرق کر دیا فرعونیونکو تمہارے دیکھتے۔

سوال نمبر ۵۰۔ موسیٰ نے ڈنڈا مار بارہ چشمے نکالدیئے۔

الجواب۔ دیکھو جواب نمبر ۴۸ و ۴۹۔ اچھی لوگ مادہ اور پرکرتی پر قابو رکھتی ہیں دیکھو منو ۱۲-۵۰ اور ستیارتھ صفحہ ۲۴۳۔ پہر اشٹ سدھی اور اسپرچولیزم۔ مسمریزم وغیرہ فنون کے عجائبات سی تو تم آگاہ نہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزات کے منوانیکے لئے دنیا میں بہت سامان رکھی ہیں انکے لئے لوگا ابہاس والوں سے پوچھو۔ اگر شک رہی تو پہر دیکھو ہمارا صفحہ نمبر ۵۳۔ ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ معجزات پر۔ اگر تم ایسی ہی محرومی میں ہو تو تمکو ایک آسان راہ بتاتے ہیں۔ سنو! لکھاہی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے پانی طلب کیا اسپر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

| اپنی جماعت کو لیکر پہاڑ پر چلا جا پس بارہ چشمے ایسے جاری ہیں۔ | فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ پ بقرہ |

اس آیت میں تین لفظ ہیں ان کے معنے سنو!۔

| ضرب کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری پر مارنا۔ گردن کا مارنا۔ خیمہ کا لگانا۔ اور ذلت کی مار مارنا۔ اسی سی نکلاہی اور ضرب کے معنی ہیں زمین میں جانا اور اسی سی ہی جب تم زمین میں جاؤ اور زمین کی مشرق و مغرب میں جاؤ۔ اور اسی محاورہ سی ہی یعسوب دین چلا یعنی فتنوں سے بہاگ کر جلدی کہیں کو نکل گیا یعسوب الدین ہو مرتضی ع | ۱- الضرب- ایقاع شئ علی شئ ومنہ ضرب الرقاب ثم ضرب الخیمۃ وضرب الذلۃ ۲- والضرب فی الارض الذھاب فیہ ومنہ اذا ضربتم فی الارض واضربوا مشارق الارض ومغاربھا- ومنہ ضرب یعسوب الدین ای اسرع الذھاب فی الارض فرارًا من |

لہ مجاہدات اور ریاضت کرنیوالے لوگ ۱۲۔

الفتن۔ لسان۔ تاج۔ مجمع البحرین۔ علیہ السلام کا لقب ہے۔)

۳۔ والضرب الاقامۃ حتیٰ ضرب الناس بعطن ای رویت ابلہم حتی بوکت واقامت یقال ضرب بنفسہ الارض ای اقام۔
اور ضرب کے معنی ہیں اقامت کرنا۔ محاورہ ہے لوگوں نے اپنے اپنے ڈیروں میں آرام کیا کیا معنی اونٹ پانی پیکر بیٹھ گئے اور ٹھہرے۔ اپنے آپ کو زمین میں ٹھیرایا۔

والضرب یقع علےٰ کل فعل وعلی جمیع الاعمال الا قلیلا۔ تاج۔ لسان۔
ضرب کا لفظ ہر فعل پر و تمام اعمال پر بجز اندک کے اطلاق پاتا ہے

خلاصہ۔ ضرب کے معنے ہوئی کسی چیز کا کسی پر ڈالنا۔ کہیں جانا۔ کہیں اقامت کرنا۔ یا کوئی کام کرنا

۲۔ العصا۔ جماعۃ الاسلام۔ قاموس۔ اور صحاح میں ہے۔
شقوا عصا المسلمین ای اجتماعہم وایتلافہم | مسلمان لوگوں کی اتفاق اور باہمی محبت و الفت کو توڑ دیا انہوں نے اور لاٹھی کو اسلئے عصا کہتے ہیں کہ اسپر انگلیاں اور ہاتھ جمع ہوتے ہیں۔

۳۔ حَجَر کے معنی بادیہ۔ وادی۔ ویلی۔ پتھر۔ حدیث۔ حباسہ ودجال میں ہے۔ یتبعہ۔ اھل الحجر۔ ای اھل البادیۃ۔ پس آیت کا ترجمہ ہوا پس کہا ہمنے لیجا اپنی فرمانبردار جماعت کو یا جا ساتھ اپنی فرمانبردار جماعت کے فلاں بادیہ۔ یا وادی میں پس چل رہی تہی۔ وہاں بارہ چشمے۔ بتلاؤ اس ترجمہ پر اعتراض کیا ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ا ۵۔ پہاڑ بنی اسرائیل کے سر پر کہڑا کر دیا۔

الجواب۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ پ بقرہ
اور جب لیا ہم نے مضبوط وعدہ تمہارا اور اوپر رکہا ہمنے تمپر طور کو۔ لو جو دیا ہمنے تمہیں قوت سے اور عمل کرو جو اس میں ہے۔ تو کہ تم متقی بن جاؤ۔

دوسرے مقام پر رفعنا کے بدلے آیا ہے۔ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَہُمْ کَاَنَّہٗ ظُلَّۃٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّہٗ وَاقِعٌۢ بِہِمْ۔ مجاہد جو قرآن کے معانی بیان کرنیمیں عظیم الشان تابعی ہے اُس نے کہا ہے نَتَقْنَا کے معنی زَعْزَعْنَا کے کئے ہیں۔ زعزعنا کے معنی ہوئی ہلا دیا ہمنے۔ اور فرّا نے کہا ہے نتقنا کے معنی رفعنا کے ہیں۔ اور رفعنا کے معنی ہیں اوپر رکہا ہمنے۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ راوی لاہور کے نیچے بہتی ہے اور لاہور راوی کے اوپر آباد ہے۔ ٹیمس لنڈن کے نیچے بہتا ہے۔ پہاڑوں میں ایسے نظارے عام ہیں کہ پہاڑ سر پر ہوتا ہے۔ اور اگر زلزلہ پہاڑ میں آ رہا ہو اور پہاڑ آتش فشاں ہو تو اور بہی وہ نظارہ بھیانک ہو جاتا ہے۔

سنو! اگر تمہیں فہم و فراست ہوتی اور تمہاری فطرت سلیم ہوتی تو تمکو تمہاری مذہب کے رو سے اور بہی اسکی فہم میں سہولت ہوتی۔ ستیارتھ کے صفحہ ۲۵۴۔ اسم۔ برہم۔ اسمی کے ارتھ میں لکھا ہے کہ یہاں تاتستہا پادمی ہے کیا معنی۔

یہاں استعارہ ظرف ومظروف کا ہی۔ پس معنی آیت کے اس صورت میں یوں ہوئے۔ جب بلند کیا تمپر اس چیز کو جو طور میں نازل ہوئی۔ آگے کا فقرہ اس معنی کیطرف راہ نمائی بہی کرتا ہی۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ۔ پ بقرہ — لو جو دیا ہمنے تم کو بڑی قوت سے اور عملدرآمد میں لاؤ۔ جو اس میں ہے۔

سوال نمبر ۵۲۔ سلیمان سے چیونٹے نے بات کی۔

الجواب ۔ اول دیکہو سوال نمبر ۵۳ کا جواب اور پہر سنو!۔ اگر سلیمان نملہ سی بات نہیں کر سکے اور نہ اس کی بات سُن سکے ہیں تو یقین پڑتا ہی۔ کہ اگنی۔ وایو۔ ادت۔ انگرہ کے ذریعہ وید کا پہنچنا بہی غلط ہی۔ **سنو!** نملہ کیڑے۔ تو آخر حیوان ہے۔ آگ۔ ہوا۔ ادت۔ سورج۔ انگرہ تو بسائط وعناصر ہیں جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا۔ تو عناصر کیونکر بات کر سکتے تہے۔ پہر مادری اور کنتی کے متعلق یہ کہنا کہ اُنہوں نے سورج۔ وایو۔ چندرمان سے بیٹے لئے۔ کیونکر صحیح ہوگا۔ عناصر کیونکر جماع کر سکتے تہے۔ اور اُنکا نطفہ کیونکر رہ سکتا تہا۔ **پہر ارجن نے ناگنی** (سانپنی) سے شادی کس طرح کی۔ سمولاس نمبر ۴ صفحہ ۲۹۸- دیانند نے ستیارتہ میں پاربتی۔ ناگی۔ تلسی۔ گلابی۔ گیندا۔ گنگا۔ کوکلا سے شادی کرنیکی کیوں ممانعت کر دی۔ بتاؤ تو سہی کیا کوئی ان نباتات وحیوان سے شادی کر سکتا ہی؟ اور **سنو!** تمہارے آریہ ورتی اعتقاد رکہتے تہے۔ کہ زمین بیل کے سہارے قایم ہی۔ مگر آجکل کی نکتہ چینی سے بچنے کیلئے تمہارے بہارشی نے اکہشا کے معنی میں جسکے سنسکرت میں بیل کے معنی بہی ہیں کہدیا کہ یہاں یہ معنی مناسب نہیں کیونکہ یہاں سورج کو زمین کے سیراب کرنیکی وجہ سے سورج کو اکہشا کہا گیا ہی۔

اب ہم اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ قاموس اللغہ میں برقہ لغت کے نیچے لکہا ہی۔ البرقة من مياه نملة یعنے برقہ نملہ قوم کے پانیوں (چشموں) سے ایک چشمہ ہی۔ **طائف** عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے اور یمن کے درمیان یہ وادی نملہ واقع ہے اس وادی میں سے سونا نکلتا ہے سونے کے باریک ذرّوں کو جو قوم چُنتی اور اکٹہا کرتی ہی۔ اسکو نمل کہتے ہیں کیونکہ چہوٹے چہوٹے ذرات کا جمع کرنا کیڑوں کا کام ہی ہمارے ملک میں بہی تہوڑا تہوڑا طعام جمع کرنیوالوں کو کیرا کہتے ہیں اور ایسی عورتیں اپنے آپکو اور لوگ انکو کیری کہتے ہیں۔ اور کیری کا ٹہیک ترجمہ نملہ ہے۔

گوندل کی بار میں ڈڈ۔ چوہے۔ اور مالیر کوٹلہ میں مور کٹانے قومیں اب بہی موجود ہیں **اکہشا** کا ترجمہ بیل کی جگہ سورج بنانیوالو! تمہیں سمجھہ پیدا ہو۔ بیل کے بدلہ سورج تو بنا لیتے ہو۔ اور دوسری قوموں پر اعتراض کرنیکو تیار ہو جاتے ہو اگر چہ انکی ہاں قرائن قویہ مرجحہ موجود ہوں اس بیدادگری اور ناحق کی دل آزاری سے تم کس دہرمندی اور بہشتو کی توقع رکہتے ہو!!!

سوال نمبر ۵۳۔ سلیمان جانوروں کی باتیں سنتے تھے جیسے ہُدہُد کی۔

الجواب۔ اس کا جواب سننے کیلئے ہماری سوال نمبر ۵۲ پر نظر کرو اور سنو! کیا تم مانتے ہو کہ ہنس کیا ہمہ تعالےٰ جانورونکی باتیں سُنتا اور سمجھتا ہے اگر سنتا ہے اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ گیانی چیت سروپ ہے تو پھر اسکے مقرب اور اس میں لئے ہونیوالے پاک بندے اِن جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سُن سکتے۔

ہمنے پرتیکش تجربہ کیا ہے۔ کہ ایک دنیا کے جاہ وحشم والیکے ساتھ جسقدر کسی کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اسی قدر جاہ وحشم والیکی طاقتیں اس مقرب پر اپنا عکس (پرتے بمب) ڈالتی اور وہ مقرب بھی صاحب گو نہ جاہ وحشم ہوجاتا ہے۔ تو سرب شکتیمان عالم کل۔ ہمہ طاقت جناب الٰہی کے قرب سے مقرب کو اِن طاقتوں سے ذرا اثر نہ ہو۔ یہہ کیونکر خیال میں آسکتا ہے جبکہ ہمنے تو جانوروں سے بدتر کلام کرنیوالے پال کی بات کو سمجھہ لیا سلیمان جانورونکی باتیں کیوں نہ سمجھے ہوں **اور سنو!** اگر ہدہد سے بات نہیں ہوسکتی تو اگنی سے رگوید کو تمہاری بڑوں نے کس طرح اور کیونکر سُنا۔ کیا آگ بات کرسکتی ہے کہ وید جیسی بانی تمکو سُنا گئی اور آئندہ بھی سنائیگی۔

سُنو اور غور کرو۔ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں مشہور نیکبخت والدین کے فرمانبردار فرزند راجہ رامچندر جی گذرے ہیں جب انکوبن باس کیوقت لنکا کے شریر راجہ نے دکھہ دیا تو ہنومان جی انکے بیر اور داس نے انکی کیسی خدمت کی ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ بانر (بندر) تھے اور رات دن رامچندر جی سے باتیں کرتے اور رامجی اس بندر سے باتیں کرتے۔ اُسی بندر کی وجہ سے آریہ ورت کے بندر آجتک مکرم و معظم ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور رامچندر سے اُنکا مکالمہ ہوتا تھا۔ تو ہدہد اور سلیمان کے مکالمہ پر تمہیں تعجب کیوں ہے۔ سُنو جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہے۔ وہی ہدہد کے نیچے ہے کاش تم **سمجھو**

سوال نمبر ۵۴۔ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی۔ کوئی بیلوں اور ریل پیش نہ کری۔

الجواب۔ کیوں پیش نہ کری۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تمہاری دیانند نے لکھا ہے دیکھو ستیارتھ ۲۷۴ جب رامچندر جی سیتاجی کو لیکر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے چلے اکاش کے راستہ غبارہ پر بیٹھہ ایودھیا کو آرہے تھے۔ تب سیتاجی کو کہا تھا۔ کہ یہاں آہ۔ **او ظالم!** رامچندر لنکا سے ایودھیا کو بیلوں میں آسکیں اور سلیمان علیہ السلام کی قصہ میں کوئی بیلوں کو پیش نہ کرسکے۔ کیا یہ عقل و انصاف ہے۔ **او ظالم** انصاف بابرکت جزم [illegible]

اور یہاں قرآن کریم میں تو صاف صاف بتایا گیا ہے کہ بادی جہازوں کے ذریعہ حضرت سلیمان سفر کیا کرتے تھے اور یہہ وہاں تو بحر قلزم بحیرہ روم اور خلیج فارس تھی۔ یہاں سیلون۔ لنکا۔ ایودھیا کے درمیان خشکی ہی خشکی ہے تم کیا عذر تراش سکتے ہو؟

قرآن کریم میں حضرت سلیمان کے قصہ میں یہ الفاظ کسقدر وضاحت سے بیان کرتی ہیں کہ آپکا سفر بادی

جہازوں کے ذریعہ ہوتا تہا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتاہے۔

وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهٖ۔ (پ ۲۳ ص)

ہمنے ہوا کو اُسکے کام میں لگایا۔ وہ اسکے حالات اور مقاصد کے موافق چلتی تہی۔

اس کا مطلب یہ ہی۔ کہ اسکے جہازوں کے سفر میں باد موافق چلا کرتی تہی اور اسکے سفر کامیابی اور شادکامی کو ہمراہ لئے ہوتی تہی اور جیسا کہ آجکل یورپ کے سٹیمر باوجود قسم قسم کے بچاؤ کی تدابیر کے آئے دن سمندر کی خونخوار موجوں کے لقمہ تر بنتے ہیں حضرت سلیمان کو اسکے خلاف کبھی تباہی پیش نہیں آئی۔

ایسے صاف واقعہ پر اعتراض کرنا اور لنکا سے ایودھیا تک بیلوں کے سفر کو تسلیم کرنا کوئی رشید ہے۔ کہ اس قوم کے ظلم عظیم کی داد دے! اپنی مطلب برآری کیوقت وعاوی بیدنیل اور توجہات رکیکہ اور لنکا اور ایودھیان صنائع بدائع اور استعارات میں پناہ ڈہونڈنی اور دوسروں پر اعتراض اور ظلم کرتے وقت جو منہ میں آئے کہتے چلے جاویں خدا تم کو راہ نمائی کرے۔

سوال نمبر ۵۵۔ شہد کی مکہی کو بہی وحی ہوئی۔

الجواب۔ کلما القیتہ الی غیرك فہو وحی۔ جو بات کسیکو پہنچائی جاوے وہ وحی ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ عام ہے حتی کہ زمین کی نسبت بہی فرمایاہے۔ کہ اُسے وحی ہوتی ہے چنانچہ فرمایاہے

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا۔ (پ ۳۰ زلزال)

اُسدن وہ اپنی خبریں بیان کریگی اس لئے کہ تیرے ربنے اُسے وحی کی۔

ہاں انبیا اور رسل کی وحی اور چیز ہے اس وحی کے ذریعہ الٰہی علوم اور سچے حقائق اور پاک تعلیمات کا فیضان جہان کو ہوتاہے۔ غرض ہر ایک شے کو اسکی استطاعت اور قویٰ کے موافق خدا تعالیٰ کیطرف سے وحی ہوتی ہے اور یہ بات قانون قدرت کے مشاہدہ سے عیاں ہے آفرین اے نکتہ چین تیری عقل و دانش پر۔ ایسی صاف اور موٹی باتیں اور انپر اعتراض۔ ارتداد کی خلعت آپنے انہی وجوہ سے زیب تن فرمائی ہے!!!

سوال نمبر ۵۶۔ طَيْرًا اَبَابِيلَ۔ کہجا ہاتہی اور کہجا کرم خور جانور۔

الجواب۔ قبل اسکے کہ ہم آپ کو اس سوال کا جواب دیں ضروری سمجہتے ہیں کہ آپکے سوال میں جو الفاظ آئے ہیں انکے معانی بتلائیں۔ پہلا لفظ کَيْدٌ ہے کید کے معنی مفصل ہمنے سوال نمبر ۲ میں لکہدیئے ہیں مگر یہاں یاد رہے کہ کید کے معنی لڑائی کے ہیں۔ دوسرا لفظ تَضْلِيلٍ ہے تضلیل کے معنی باطل کرنے اور ہلاک کے ہیں تیسرا لفظ ابابیل ہے ابابیل جمع ہے ابیل اور ابول کی ابیل اور ابول کے معنی جماعت کے ہیں۔ ابابیل کے معنی ہوئے بہت سی جماعتیں۔ ہماری زبان میں ترجمہ ہوا۔ ڈاروں کی ڈار چنانچہ

لسان العرب میں لکھا ہے۔ قال الزجاج فی قولہ تعالی طیرا ابابیل جماعات من ھھنا و جماعات من ھھنا۔ وقیل یتبع بعضہا بعضا ابیدا ابیدا۔ ای قطیعاخلف قطیع۔

دوسرا۔ سوال اسکے بعد یہ پیش آتا ہے کہ دشمن کی فوج کی ہلاکت کو جانوروں سے کیا تعلق ہے۔ سو اسکے واسطے سام وید فصل نمبر۳ پرپاٹیک نمبر۶ کی عبارت دیکھو اس میں لکھا ہے (۱) کوؤں اور مضبوط بازو والو پرندوں کو انکے تعاقب میں بھیج۔ ہاں تو اس فوجکو گرگسوں کی غذا بنا۔ اے اندر ایسا کر۔ کہ کوئی ان میں سے نہ بچے کوئی نیک شخص بھی نہ بچے انکے پیچھے تو تعاقب کرنیوالے پرندوں کو جمع کردے۔

پھر سام وید فصل دوم پرپاٹھک نمبر۲ میں یوں ہے:۔ اے روشن اشاس جب تیری وقت رجوع کرتے ہیں تو کل چوپائے اور دوپاؤں والے حرکت کرتے ہیں۔ اور تیرے گرد بازو والے پرندے آسمان کی تمام حدود سے اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ **عربی** میں بھی ایسے محاورات بکثرت ہیں اور انہی معنوں در استعارہ میں پرندوں کے الفاظ وہاں مستعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ النابغۃ الذبیانی کا شعر ہے۔ ؎

اذا ماغزا بالجیش حلق فوقہم	جب وہ لشکر لیکر دشمنوں پر چڑھتا تو پرندوں کی غولوں کے
عصائب طیر تھتدی بعصائب	غول دشمنوں کی لاشوں کی کھانیکو جمع ہوجاتے ہیں۔

ایک مولوی صاحب نے اس موقعہ پر ایک شعر لطیف لکھا ہے وہ ہمارے جواب کیساتھ بڑی مناسبت رکھتا ہے۔ گو مولوی صاحب نے اسکے معنی کچھ ہی کئے ہوں مگر وہ ہماری وہ ذکر کردہ دلیل کا ہی مثبت ہے اور وہ شعر یہ ہے

این المفر لمن عاداہ من یدہ والوحش والطیر اتباع تسائرہ

یہاں طیر سے مراد وہی مردار خور پرندے ہیں۔ اور سباع بھی وہی مُردار خور ہیں جو فتحمندی کا نشان ہیں۔ اسی قسم کے انداز بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالی اشارہ کرتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہلاک کئے جاوینگے جیسے فرماتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ (پ۱۴ نحل)	کیا وہ اُن پرندوں کی حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کے جو میں قابو کر رکھا ہے ہم ہی نے تو انہیں تھام رکھا ہے (اور ایک وقت آنیوالا ہے کہ انہیں نبی کریم کے دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دینگے) مومنوں کیلئے ان باتوں میں نشان ہیں۔

یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان کیا ہے۔ جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موذی تھی۔ اور اسلام کو عیب لگاتی تھی اور بہت سے اموال جمع کرکے فتح کے گھمنڈ میں مکہ پر انہوں نے چڑھائی کی۔ یہہ

لہ لطیفہ۔ نیکوں کے لئے بھی بد دعا ہے۔

ایک حبشیوں کا بادشاہ تہا جسنے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑہائی کی جبکہ حضرت رحمۃ للعالمین نبی کریم پیدا ہوئے
جب یہ شخص وادیٔ محصر میں پہنچا اوسنے عمائد مکہ کو کہلا بہیجا کہ کسی معزز آدمی کو بہیجو تب اہل مکہ نے
عبدالمطلب نامی ایک شخص کو بہیجا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا تہے جب عبدالمطلب اس
ابرہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے۔ وہ مدارات سے پیش آیا جب عبدالمطلب چلنے لگے اس نے کہا کہ آپ کچھ مانگ
لیں انہوں نے کہا کہ میری سو اونٹنیاں تمہارے آدمیوں نے پکڑی ہیں وہ واپس بہیجدو۔ تب اُس بادشاہ
نے حقارت کی نظر سے عبدالمطلب کو کہا۔ کہ مجھے بڑا تعجب ہے۔ کہ تمہیں اپنی اونٹنیوں کی فکر لگ رہی ہے اور ہم
تمہارے اس معبد کو تباہ کرنیکے لئے آئے ہیں عبدالمطلب نے کہا کیا ہمارا مولیٰ جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے جب یہ
معبد اُسی کے نام کا ہے اور اسی کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کریگا اگر وہ اپنے معبد کی
خود حفاظت نہیں کرنا چاہتا۔ تو ہم کیا کرسکتے ہیں آخر اُس بادشاہ کے لشکر میں خطرناک وبا پڑی۔ اور
چیچک کا مرض جو حبشیوں میں عام طور پر پہیل جاتا ہے اُنپر حملہ آور ہوا اور اوپر سے بارش ہوئی اور اس
وادی میں سیلاب آیا بہت ساری لشکری ہلاک ہوگئے۔ اور جیسے عام قاعدہ ہے کہ جب کثرت سے مُردے ہوجاتے
ہیں اور اُنکو کوئی جلانیوالا اور گاڑنیوالا نہیں رہتا۔ تو اُن کو پرندے کہاتے ہیں۔ اُن موذیوں کو بہی اسی طرح
جانوروں نے کہایا۔ یہ کوئی پہیلی اور معما نہیں تاریخی واقعہ ہے پر افسوس تمہاری عقلوں پر !!!

مکہ معظمہ کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہیگی۔ کوئی تاریخ دنیا میں ایسی نہیں جو یہ بتا سکے۔
کہ اسلام کے مدعیوں یا ابراہیم کے تعظیم کرنیوالوں کے سوا کوئی اور بہی اسکا مالک ہوا ہو۔ یونانی سکندر
بگولے کی طرح یونان سے اُٹھکر تمہارے ملک میں پہنچا اور اُسی پامال کیا۔ اور رچرڈ ساری یورپ کے ساتھ
اسلام کی بربادی کو اُٹھا اور **نپولین** مصر تک پہنچگیا۔ مگر عرب کی فتح سے یہ سب ناکام اور نامراد رہے
اس میں خدا ترسوں کیلئے بڑے نشان ہیں۔ **پہلا** بابل میں ہلاک ہوا اور **دوسرا** ملک شام سے نامراد واپس ہوا
اور **تیسرا** اسینٹ ہلینا کے قلعہ میں بے انتہا حسرتوں کو دل میں لیکر مرا۔

تمہارے آریہ ورت کو ہم دیکھتے ہیں اہل اسلام اسکے مالک ہوئے۔ یا اُنکے ساتھی اہل کتاب ہیں تمہارے
ہری دوار اور کاشی وغیرہ کی حکومت دوسروں کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کوئی معبد غیر مفتوح نہیں رہا۔
غیر قوموں کے گھوڑوں کے سُموں نے سدا اونہیں پامال کیا۔ یہ عجائبات اور معجزات ہیں۔

سوال نمبر ۵۷۔ معتقد بنانے کو خاص اونٹنی پیدا کی"

الجواب۔ قرآن کریم میں توکہیں نہیں لکہا کہ خاص اونٹنی اسوقت پیدا کردی صرف اتنی بات قرآن میں ہے
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاكُلْ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے اُسے خدا

فِیْ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (پ ۸ اعراف)	کی زمین میں چرنے چگنے دو اور دُکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اسبات کے حل کرنیکے لئے خود تمہاری ملک کی رسوم اور عادات بڑی جابی ہیں اس ملک میں جہاں جہاں سکھ مالک و نمبردار ہیں وہاں کیا ہوتا ہی کون نہیں جانتا ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدلہ میں کیا گت بنتی ہے تمہاری بازاروں میں بیکار نکمے۔ مال مردم خور بیل پھرتے ہیں بتاؤ؟ کوئی مسلم اُنکو چھیڑ سکتا ہی اگر اتفاقی بھی چھیڑے تو تم کیسے اسکے گرویدہ ہو۔ تم مفتوح۔ وہ بیل۔ نرم دنوںکا تو حال یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہوں کا بادشاہ۔ حاکموں کا حاکم ہے کہدیا کہ میری رسول صالح کی سچائی کا یہ نشان ہے۔ کہ اگر اس کی خلاف ورزی کروگے اور اُس اونٹنی کو جو اب خصوصیت رکھنے والی اونٹنی ہے ستاؤ گے تو ہلاک ہوگے عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رعب ڈالنے اور اپنی شوکت کے اظہار کیلئے نہ صرف اونٹ چھوڑے جاتے تھے بلکہ گھوڑی اور دُنبے بھی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں کے بچوں کو بھی اسی طرح آزاد کرتے تھے۔

ناقہ صالح کی مثال رسومات عرب میں۔ میدانی نے امثال میں لکھا ہے کہ حیرہ کے بادشاہ کسریٰ نے اپنی قوت سلطنت اور بطش کے باعث عربوں میں بڑا رعب جمایا تھا اسکو مضرط الحجر کہتے تھے اوس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دُنبہ کو خوب پالا اور پوسا۔ پھر اُسکے گلے میں چھری اور چقماق ڈالدیا اور اُسے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے عربوں میں کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تھا آخر بنو یشکر قوم تک پہنچا اور علیا ابن ارقم کی نظر پڑا تب وہ بول اٹھا میں اس دنبہ کو کھاؤنگا۔ تب قوم کے لوگوں نے اُسے روکا اور ملامت کی لیکن علیا اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ تب اُنہوں نے اس بات کو اپنے سردار تک پہنچایا۔ اوس نے یہ فقرہ کہا جو اب کہاوت کے طور پر مشہور ہے انك لا تعدم الضان ولكن تعدم النفع لوگوں نے ملامت تو بہت کی۔ مگر علیا نہ ٹلا۔ اور دُنبہ کو ذبح کرکے کھا گیا اور بادشاہ کے پاس چلا گیا اور کہا کہ مینے ایک بدی کی ہے۔ اور بہت بڑی بدی کی ہے۔ لیکن آپکا عفو اس سے بھی بڑھکر ہے۔ اور اپنا سارا ماجرا سنایا تب بادشاہ نے کہا اب میں تجھے قتل کر دونگا۔ تب علیا نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جسکا ایک شعر ہم نقل کرتے ہیں۔ ؎

وان يد الجبار ليست بصعقة ولكن سماء تمطر الوبل والديم

سوال نمبر ۵۸۔ بنی اسرائیل کو بجلی سے ہلاک کیا۔

الجواب۔ انتشاری بجلی سے ہلاکت اور نقصان اگر تمنے نہیں سُنا تو کسی سائنسدان سے دریافت کرو۔ اور کچھ ہم بھی بتا دیتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ جسوقت جناب موسیٰ علیہ السلام چند منتخب لوگوں کو طور کے قریب لیگئے اس وقت پہاڑ پر آتش افشانی ہو رہی تھی۔ اور بجلیاں اپنی چمک دمک دکھلا رہی

نہیں جناب موسیٰ علیہ السلام نے حسب ارشاد الٓہی قوم کو روک دیا تھا۔ کہ پہاڑ کے اوپر کوئی نہ جاوے۔ اور ہمنے ظاہر کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہی۔ کہ بائبل کو قرآن پر پال نے ترجیح دی ہی۔ پس اُس نے بائبل کو پڑھا ہوگا۔ کتاب خروج میں مفصل موجود ہے۔ اور قرآن کریم کے ان کلمات طیبات پر اعتراض کیا ہے۔

۱ - فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ	پکڑ لیا تمکو کڑک نے اور حال یہ ہی کہ تم دیکھتے تھے۔
۲ - ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ	پھر اٹھایا تمکو تمہاری موت کے بعد تو کہ تم قدردانی کرو۔

صاعقہ - صعق سے نکلا ہی۔ صعق کے معنی میں لکھا ہی۔

الصعق ان یغشی علیہ من صوت شدید یسمعہ وربما مات منہ (مجمع البحار)	صعق یہ ہی کہ بیہوشی پڑجاوے کسی پر کسی سخت آواز سے جسکو اس بیہوش ہونیوالے شخص نے سنا اور کبھی اس سے موت بھی ہو جاتی ہی

قرآن کریم میں آیا ہی۔ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ پ۹ اعراف۔ موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے پس جب افاقہ آیا

پھر مجمع البحار میں لکھا ہے۔

ینتظر بالمصعوق ثلاثا مالم یخافوا علیہ نتنا وھو المغشی علیہ او من یموت فجاءۃ ولا یعجل دفنہ	جسپر صاعقہ گرے اوسکو تین دن تک دفن نہ کیا جاوے جبتک سڑ جانیکا ڈر نہ ہو۔ اور یہ وہ ہی جسپر غشی ہو یا اچانک مرجاوے دفن میں جلدبازی نہ کیجاوے۔

مفردات راغب میں لکھا ہی۔ الصَّاعقۃ تین قسم کا ہوتا ہی۔

(۱) موت فرمایا ہے۔ صَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ پ۲۴ زمر

(۲) عذاب فرمایا ہے۔ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ پ۲۴ فصلت

(۳) آگ فرمایا ہے۔ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ پ۱۳ رعد۔

اس بیان سے اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ صاعقہ۔ بیہوشی۔ موت۔ عذاب اور نار کو کہتے ہیں۔ دوسرا لفظ قابل غور مَوْت کا لفظ ہے موت کے معنی مجمع البحار میں جو لغت قرآن و حدیث کی جامع کتاب ہی یہ ہیں۔

(۱) موت کے معنی سو جانا۔ حدیث میں آیا ہے۔ احیانا بعد ما اماتنا (۲) موت کے معنی سکون کیا معنی حرکت نہ کرنا۔ ماتت الریح ہوا ٹھہر گئی (۳) موت۔ حیوٰۃ کے مقابلہ ہوا کرتی ہی اور حیوٰۃ کے معنی میں آیا ہی۔ قوت نامیہ کا بڑھنا قرآن کریم میں آیا ہی۔ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پ۲۷ حدید زمین کو اللہ تعالےٰ اسکی موت کے بعد زندہ کرتا ہی (۴) قوت حسیہ کے زوال پر موت بولتے ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہی يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (پ۱۶ مریم) کیا معنی بچہ جننے سے پہلے میری قوت حسیہ نہ رہتی کہ درد تکلیف دہ ہوتا۔

(۵) جہل ونادانی کو موت کہتی ہیں۔ قرآن میں یہ معنی آئے ہیں۔ اَفَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ ۔
(۶) حزن (۷) خوف مکدر کو موت کہتی ہیں قرآن میں یہ محاورہ آیا ہی یَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ پ۱۳
ہر طرف سی اسپر خوف اور غم آتے تھے۔ (۸) احوال شاقہ۔ فقر۔ ذلت۔ سوال کرنا۔ بڑھاپا۔ اور معصیت
وغیرہ کو موت کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہی۔ اول من مات ابلیس۔ اور آیا ہی۔ اللّبن لا یموت زندہ سی
جو جزو الگ ہو وہ مُردہ ہی۔ مگر دودہ۔ بال۔ اون مردہ نہیں ہوتے۔ یہ موت کے معنے ہوئی۔ اور اسی طرح
مفردات راغب میں موت کے بہت معنی بتاسے ہیں۔
اور تیسرا لفظ بعث کا ہی۔ بعث کے معنی بھیجنا۔ قرآن میں ہی وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا پ۱۴ نحل
اُٹھانا۔ قرآن میں ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ (پ۱۵ کہف) حدیث میں ہی۔ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ۔
متوجہ کرنا۔ قرآن میں ہی۔ وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ پ۱۰ توبہ لیکن خدا نے اُنہیں متوجہ کرنا نہ چاہا۔
جگا دینا۔ اتانی اتیان فبعثانی ای ایقظانی من النوم۔ اُنہوں نے مجھے نیند سے جگایا۔
بھڑک اٹھنا۔ قرآن میں ہی۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا۔ جبکہ ان میں کا بڑا بدبخت بھڑک اُٹھا۔
اور بعث بمقابلہ موت کے بہی ہوتا ہی اسلئے جسقدر موت کے معنی ہیں انکے مقابلہ میں بعث ہوگا قرآن
میں ہے۔ بَعَثْنَاكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پ۱ بقرہ

صاعقہ۔ موت اور بعث کے معنی جب معلوم ہوئے اور سمجھے گئی تو معلوم رہی کہ صاعقہ کی دو طرق
ہیں اسکا آنا اور گرنا۔ اسمیں تو نقصان کم پڑتا ہے اور ایک دو تین سی زیادہ آدمی اس میں نہیں مرتے دوسرا
واپس ہونا۔ اور اسکا انتشار کرنا واپسی کیوقت بجلی یا صاعقہ بہت لوگوں کو دُکھ دیتی ہی غشی ہوتی۔ ہڈیاں
ٹوٹتی۔ نفاطات نکلتے ہیں۔ اب ہر دو آیہ کریمہ کے معنی بتاتے ہیں۔ مگر اتنا اور یاد رہی کہ یہاں جناب الٰہی
نے اَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ فرمایا ہی۔ اَهْلَكَكُمُ الصّٰعِقَةُ نہیں فرمایا۔ پھر اسکے ساتھ بتایا ہی کہ وَاَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ اسکے کیا معنے کہ جنہیں بجلی یا صاعقہ نے پکڑا وہ دیکھ رہی تھی۔ لہذا اس آیت شریفہ اَخَذَتْكُمُ
الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پ۱ بقرہ کے یہ معنی ہوئے کہ تمکو خاص صاعقہ نے پکڑ لیا اور تم دیکھ
رہے۔ خاص کا ترجمہ ہمنے لفظ اَل سے لیا ہی جو الصاعقہ کے پہلے ہی۔ اور اس صاعقہ سی مراد وہ صاعقہ ہی جو رجعت
کے وقت انتشار کرتی ہی اور دوسری آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہی۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ
پ۱ بقرہ۔ پھر اوٹھایا ہمنے تمکو تمہاری موت کے بعد۔ چونکہ موت کے معنی میں دکھ اور تکلیف بہی آیا ہے
اسلئے یہاں تکلیف ہی لیں گے کیونکہ معانی مختلفہ میں حسب قرینہ وامکان معنی لئی جاتے ہیں۔
آریہ سماج کا بانی اس بات کو تسلیم کرتا ہی۔ وہ صفحہ ۲۴ وید بہاش بہومکا کے دیباچہ مترجم میں لکھا ہی۔

۳۸ شپتتھ براہمن میں لفظ سوم کے سولہ معنی لکھے ہیں پھر اسکا نقشہ دیا ہے۔ پس ویدوں میں لفظ سوم کے معنی محل و موقع کے مناسب ان سولہ میں سے کوئی ایک لئے جاوینگے جائے غور ہے کہ ویدوں کی قدیم تفسیروں میں سوم کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہیں۔ اسی طرح ستیارتھ میں ویدونکی پیدایش پر کہا ہے۔ جہاں معنی میں غیرامکان پایا جاتا ہے۔ وہاں لکھشنا ہوتا ہے۔ (لکھشنا کے معنی استعارہ کے ہیں) پر جلد بازی سے کام لینا۔ اور ذرا غور و فکر نہ کرنا۔ کیا شریف عاقبت اندیش خداترس اور سعادتمند انسان کا کام ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی قوم صاعقہ میں سخت مبتلا ہوئی۔ اور امید زیست نہ رہی اور ایک قسم کی موت انپر طاری ہوگئی تو جناب موسیٰ کی اس قوم پر الٰہی رحم ہوا اور آخروہ بچگئی۔

سوال نمبر ۵۹ ۔ من و سلوے بنی اسرائیل کیلئے نازل کیا۔

الجواب ۔ سخت محنت کے بغیر جو رزق ملتا ہے۔ اُسکو عربی میں مَنّ کہتے ہیں اسلئے لکھا ہے کہ الکمأۃ من المنّ یعنی کھنبی بھی مَن سے ہے۔ اور ترنجبین اور اسی کے معنی میں شیرخشت اور تمام جنگل کی اشیاء ان سب کو من میں داخل کیا گیا ہے۔ ایکدفعہ پنجاب میں قحط پڑا تہا۔ بہت بڈھے ابھی تک اسکو جاننے والے موجود ہیں۔ اس میں مرکن نام ایک بوٹی بہت پیدا ہوئی تھی۔ اسی پر لوگونکا گذارہ تہا۔ اسی واسطے اس سال کو مرکن کا سال کہتے ہیں۔ اسی طرح خداتعالےٰ نے بنی اسرائیل کو جنگل کے درمیان مصیبت کے ایام میں جنگلی اشیا رسی سہارا بخشا ہے اور بہوک کے عذاب سے ہلاک نہ ہونے دیا۔

سوال نمبر ۶۰ ۔ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ پ۱ بقرہ پر اعتراض کیا ہے۔ بنی اسرائیل کو دہوپ نے ستایا تو خدانے اُنپر بادل بہیجدیا۔ اور بطور سائبان کام دینے لگا"

الجواب } بات تو صرف یہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل چالیس برس اس ملک میں رہے جو ملک فلسطین اور بحیرہ قلزم کے درمیان ہے انسانی ضرورتیں بغیر پانی کے پوری نہیں ہوسکتیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان دنوں ضروری وقتوں پر مینہ برسائے یہ ان پر خاص فضل تہا۔ اور کرم کی نگاہ تھی ورنہ خشک سالیوں میں ہلاک ہوجاتے۔

جب موسیٰ علیہ السّلام کے قصہ میں مشکلات پیش آویں۔ تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملات سے وہ مشکل بخوبی حل ہوسکتی ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کا قصہ بسط کیساتھ قرآن کریم میں صرف اسی واسطے ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے لئے ضرورت کے موقع پر اللہ تعالےٰ نے بادل کا سایہ کردیا۔ جیسے کہ غزوۂ بدر اور احزاب

ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بارش کی سخت ضرورت پیش آئی۔ تو اسوقت خدا تعالےٰ نے بارش کے ذریعہ مومنوں کو ہلاکت سے محفوظ رکھا۔ استسقا کی نماز ایسے ہی وقتوں کیلئے مسنون ہوئی۔ تعجب اور پہر تعجب ہے۔ کہ ایسے واقعات پر جو انسانی زندگیوں میں قانون قدرت کیموافق ہمیشہ واقع ہوتے رہے ہیں۔ اعتراض کرنا اور پہر یہ دعویٰ کرنا کہ ہم لوگ سچ کو لینے والے ہیں۔ اے عقلمندو غور کرو اور ان تیز ذہن نکتہ چینوں کی خردہ گیری کی داد دو۔

سوال نمبر ۶۱۔ گائے کا ذبح کرانا بنی اسرائیل میں۔

الجواب۔ گائے اور پھر وہ ذبح ہو تمہارا دل بہت دُکھا ہوگا۔ مگر جسقدر زند جو اور آریہ مسافر نے پھر تمنے راستبازوں کو گالیاں دیکر مومنوں کا دل دکھایا اتنا تو نہیں دُکھا ہوگا۔ سُنو! انبیاء بنی اسرائیل شرک اور بُت پرستی کے دشمن تھے۔ بعض نادان فرقوں میں ایک گائی کی پرستش ہوتی تھی۔ اور وہ اُن میں درشنی گائے تھی۔ چنانچہ تَسُرُّ النَّاظِرِيْنَ اور لَا تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا پ بقرہ۔ اس کا صاف پتا لگتا ہی اسکا ذبح کرنا بُت پرستی کی جڑ کاٹنی تھی۔ تم لوگوں نے بہی اپنے زعم میں بُت پرستی کی بیخکنی میں بڑی کوشش کی ہی۔ مگر اس جانور کی عظمت کچھ ایسی دل میں جاگزین ہے کہ باوجود اس قدر دعویٰ کے جو تم توحید کی نسبت کرتے ہو۔ اس جانور کی تعظیم تمہارے نزدیک بت پرستی اور دیوتا پرستی سے کم نہیں۔ زبانوں سے کچھ کہو یا نہ کہو بت پرستوں کے افعال میں اور تمہارے اعمال میں اس لحاظ اور خصوص میں ذرا بہی فرق نہیں آیا۔ عملی طور وہی رویہ ہے۔ جو تہاں اب ظلم زیادہ کرتے ہو +

سوال نمبر ۶۲۔ ٹڈی۔ مینڈک۔ چیچڑی وغیرہ کا عذاب نازل کیا"

الجواب۔ ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بارہا ٹڈی دل آیا۔ اور کہیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور نشیب نمناک ہو جاتی ہے وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہاں قسم قسم کے ہوام۔ حشرات الارض چیچڑیاں بہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ سب عذاب ہیں کیونکہ دکھ دائک ہوتے ہیں ان صریح نظاروں کا انکار کرنا کیا عقلمندی ہی۔

سوال نمبر ۶۳۔ بچھڑے کی پرستش سامری نے کرائی۔ جبرائیل کے گھوڑے کے سُم کی مٹی سے ایک بچھڑا بنایا۔ (۲) دہات سے بنا ہوا بچھڑا کس طرح بولا۔ بالکل گپ ہے۔

الجواب۔ جبرائیل کے گھوڑے کا ذکر تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبی رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں ہرگز ہرگز ہرگز نہیں۔ دہات سے بنی ہوئی کھلونے ہر روز یورپ سے آتے ہیں کیا وہ نہیں بولتے۔ ہمنے چہچہاتی چڑیاں اور اور مصنوعی جانور ایسے دیکھے ہیں کہ بعض عامی انکو اصلی یقین کرتے ہیں تمہاری سرسوتی نے ستیارتہہ کے ۲۶۴ و ۲۶۵ صفحہ میں لکھا ہے۔ کالیا کنت کابت سیو کون کو حقہ پلاتا ہے اور شعر بھی لکھا ہے۔

رنگ ہے کالیا کنت کو جسنے حقہ پلایا سنت کو

جگن ناتہہ۔ جوالا مکھی۔ ہنگ لاج کے عجائبات اور امرناتہہ کے کبوتروں کی بارہ میں جو لکھا ہے اگر تم پڑہتے۔ تو سامری کے کرشمہ پر تعجب نہ کرتے۔ اب ہم آپ کو ان آیات کا پتہ دیتے ہیں جن میں بچھڑے کا ذکر ہے۔

اول۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ۔ پ ۹ اعراف)

دوم۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي۔ پ ۱۶ طه

پہلی آیت شریفہ کا مطلب اتنا ہے۔ کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیور سے ایک بچھڑا بنایا۔ جو صرف جسم تہا۔ اس میں روح نہ تہی ہاں اسکی آواز تہی اور ایک جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے اور اس مہمل آواز کی حالت بتائی ہے۔ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (پ ۱۶ طه) اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ محض بیجان چیز تہی اسمیں نفع رسانی یا ایذا دہی کی کوئی طاقت نہ تہی۔ دوسری آیہ شریفہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا اے سامری تیری یہ بڑی بہاری کارروائی کیوں ہوئی۔ بولا کہ میں بصیرت حاصل کرچکا ہوں ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کیساتھ ان لوگوں کو بصیرت نہیں پہر قبض کرلیا تہا میں نے ایک قبضہ اس رسول کے اثر میں سے پہر پھینک دیا اسکو اور اسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے بہلا کرکے دکہایا اس مقام پر تسویل کا لفظ قابل غور و تامل ہے۔

التسویل تزئین النفس لما یحرص علیہ تصویر القبیح منہ بصورۃ الحسن قال اللہ تعالیٰ بل سولت لکم انفسکم امرا۔ تسویل کے معنی ہیں نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کرکے دکہانا چنانچہ اسکی گواہی قرآن شریف کی اس آیہ سے ملتی ہے۔ جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے بات کی بلکہ تمہاری نفسوں نے بری بات کو خوبصورت کرکے دکہایا۔ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس بت پرستی کے بانی سامری سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا۔ تو اس نے بتایا کہ میں ایک بصیرت پر ہوں جس بصیرت سے یہ لوگ ناآشنا ہیں میںنے موسیٰ رسول کے احکام سے کچھ مانا ہوا تہا۔ سو اب میں اس موسوی مذہب کے مانے ہوئے حصہ کو ترک کر بیٹھا ہوں۔

سوال نمبر ۶۴ - ابراہیم کو کہا بیٹا ذبح کر۔ چہری نے کاٹ نہ کی۔ ایک دنبہ بدست جبرائیل بہشت سے

ف۔ کیا پس نہیں دیکھتے کہ وہ لوٹ کر ان کو جواب نہیں دیتا اور انکے نفع و ضرر کا مالک نہیں۔

بھید یا اسمٰعیل کی گردن تانبہ کی بنگئی۔ یا کٹ جاتی تو پھر ملجاتی۔ یہ دنبہ ہابیل والا تھا جو دوبارہ زندہ ہوا۔

اَلجواب۔ قرآن کریم میں صرف اسقدر آیا ہی۔ باقی محض جھوٹ اور قرآن کریم پر تمہارا افترا ہی۔

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

میرے پیارے بیٹے مجھے خواب میں دکہایا گیا ہی کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو سوچ کر بتا تیری کیا رائے ہی اُسنے کہا میرے پیارے باپ تو اپنی ماموریت پر عمل کر مجھے تو انشاءاللہ صابر پائے گا۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔

جب وہ دونوں خداتعالی کے حکم پر راضی ہو گئے اور ابراہیم نے اُسے مُنہ کے بل زمین پر لٹایا ہمنے آواز دی اے ابراہیم تو نے اپنی رُویا کو سچا کر دکہایا ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ۔ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (پ ۲۳ صافات)

یہ بڑا بہاری امتحان اور انعام ہی اور ہمنے اسکے عوض میں ایک بڑی قربانی کو فدیہ دیا اور آئندہ آنیوالی نسلوں میں اسکا ذکر خیر باقی رکہا ابراہیم پر سلامتی۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے مومن بندوں سے تہا۔

باقی جو کچھ آپنے لکہا ہی سب کا سب جھوٹ اور افترا اور محض لغو ہی اور قرآن اور احادیث صحیحہ میں اسکا ذرہ ذکر نہیں اور جسقدر قرآن میں ہی اسپر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس سی اتنا معلوم ہوتا ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکہا۔ کہ وہ بیٹے کو ذبح کرتے ہیں نہ یہ کہ ذبح کر دیا جیسے قرآنی لفظ اِنِّیۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیۤ اَذْبَحُكَ گواہی دیتا ہی اس قابل قدر عرفان سے بہری ہوئی .... واقعہ پر اعتراض بجز سیاہ دل کور باطن حقیقت ناآشنا کے اور کون کر سکتا ہی۔ سنو۔ ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسوقت ننانوے برس کی تہی اور اسمعیل انکے اکلوتے بیٹے کی ۱۳ برس کی اتنے عمر کے باپ کو آئندہ اور اولاد کی امید کہاں اور بیٹے کی اُمیدیں اور اُمنگیں مرنیکے بعد کہاں۔ باپ کا اپنے خواب کے خیال کو اظہار کرنا اور بیٹے کا یہ کہہ دینا اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سچی الٰہی محبت کا نشان ہی جسکی قدر بجز زندہ دل کے کون کر سکتا ہی اسبات کو ہم قربانی کے مسئلہ میں کسی قدر تفصیل سے لکہہ چکے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ا صفحہ نمبر ۵۰ میں ہی۔ کنعانیوں میں جو قدیم باشندے فلسطین کے تہے۔ انسانی قربانی کا رواج تہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوان میں مانے ہوئے بزرگ اور ذی رعب تہے۔ باہمہ جاہ و حشمت بیٹے کی قربانی پر باینکہ بیٹا بھی راضی ہو چکا تہا۔ مینڈہا ذبح کر دیا۔ اور اس

طریق سے انسانی قربانی کے بجائے حیوانی قربانی قایم کردی اور اب تک گویا کروڑوں جانوں کو بچالیا بارک اللہ علیک یا ابراہیم۔

سوال نمبر ۶۵ ابراہیم کیلئے آگ سرد ہوئی۔ پھول کھل پڑے۔ چشمے جاری ہوگئے۔ لیٹمر کریمر کی تو کیوں سرد نہ ہوئی جیسے لکھا ہے قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علے ابراہیم۔

الجواب۔ پھول کھلے چشمے جاری ہوئے قرآن کریم میں تو نہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے یہاں کی متواتر کہانی پہلاد کی کیا بتاتی ہے۔ متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہے۔ اور اگر اسکے منکر ہو تو منوجی اور بھرگ سنگتا میں کیا لکھا ہے۔ اسی پر ۔ ۔ دیکھو اسکا ادھیا آٹھ شلوک ۱۱۶۔ اگلے زمانہ میں تیبش رش کے چھوٹے بھائی نے انکو عیب لگایا اور تیبش رش نے اپنی صفائی کے واسطے آگ کو اٹھایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بد جاننے والے اگن نے رش کا ایک بال بھی نہ جلایا۔" کیا تم اب اپنی کسی نیکی پر اگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک کو غلط قرار دیتے ہو یا اسکی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منو کا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد کرتے ہو۔ اصل بات قرآن کریم میں اسقدر ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ - قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ - وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ پ۱۷ صافات۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ پ۲۰ عنکبوت۔ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ (پ۱۷ انبیاء)

انہوں نے کہا اسے جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ مگر کچھ کرنا ہے ہمنے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی ہوجا۔ انہوں نے ابراہیم سے جنگ کرنی اور خفیہ تدابیر سے انہیں ایذا دینی چاہی مگر ہمنے انہیں زیاں کار کیا اور ہمنے ابراہیم اور لوط کو مبارک زمین میں پہنچایا۔ اور دوسری جگہ ہے اس کی قوم کا جواب یہی تھا کہ اسے مار ڈالو یا جلادو سو خدا نے اسے آگ سے بچالیا اور تیسری جگہ ہے۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ اسکے لئے ایک مکان بناؤ اور اسے آگ میں ڈالو انہوں نے ابراہیم کی نسبت ایذا رسانی کا منصوبہ کیا سو ہمنے انہیں اس منصوبہ میں پست اور ذلیل کیا۔

ان آیتوں سے کس قدر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو تمنے سمجھا ہے بالکل لغو اور غلط ہے۔ اس قصہ میں یہ چند کلمات طیبات ہیں جو مقام غور اور توجہ کے قابل ہیں۔ پہلا کلمہ ہے۔ اَرَادُوا بِهِ كَيْدًا دوسرا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ۔ تیسرا۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ چوتھا۔ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک گذشتہ نبی

کا قصہ ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے پیرؤں کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہی اس لئے ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو ضرور ہوا کہ حضرت نبی کریم اور مولنا رؤف رحیم کا ماجرا اس بارہ میں دیکھیں۔ اس لحاظ سی جب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو اپنی نبی رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم الیٰ یوم الدین کے بارہ میں یہ کلمات ہمیں ملتے ہیں۔

(۱) اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ پ۹ انفال۔ اور اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا (پ۳۰ طارق) (۲) آپ کے دشمنوں کا ذکر کرنیکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہی۔ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ۲۸ مجادلہ) (۳) کلمہ طیبہ ہی جو بخوبی آگ کے مسائل کو حل کرتا ہی۔ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ (پ۶ مائدہ) (۴) کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا پ۲۴ مومن۔

ان مقامات کا مقابلہ دونوں قصوں قصۂ حضرت نبی کریم اور قصہ حضرت ابراہیم کے ساتھ کرو۔ وہاں اگر جناب ابراہیم کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حرّقوا کا فتوی دیا تو یہاں تمام بلاد عرب نے نار الحرب[۱] کو جلایا۔ اور صدہا مسعّر الحرب[۲] اٹھ کھڑی ہوئی اور جس طرح وہاں ابراہیم علیہ السّلام کیلئے آگ کو بَردا اور سلام بنایا اسی طرح ہمارے ہادی و مقتدا کیلئے خاص اللہ تعالے نے اس آگ کو بجھا دیا اور فرما دیا۔ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ یعنی جب کبھی ہماری نبی کریم کے دشمنوں نے آتش جنگ جلائی اللہ نے اُسے بجھا دیا۔

سُن اے نکتہ چین! ابراہیم کے زمانہ پر ہزاروں برس اور ہماری شفیع پر صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو برس گذرتے ہیں اور تونے اور ایک تیری اس معاملہ میں مؤید و ہمزبان تیز زبان نوجوان **امرت سری** مولوی نے ہمیں اس طرح خطاب کیا ہی۔ چاہئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہو کر خدا کے ساتھ عیسے یا موسیٰ کی طرح باتیں کرنیکا دم بھرتا ہی۔ ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جاوے اگر آگ گلزار ہو جاوے۔ تو سمجھیں کہ قرآنی معجزے سب سچ ہیں۔ امرت سری مولوی پھر اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ یہ مرزا صاحب **قادیانی** کیطرف اشارہ ہی۔ مرزا جی کے دوستو کیا کہتے ہو۔ (ترک اسلام)

سُن اے تارک اسلام اور دیکھ اے بزدل نادان **ترک اسلام** ہم خدا تعالی کے فضل سے کامل یقین اور پورے اعتقاد سے دعوی کرتے ہیں اور تمہیں اور تمام جہان کو سناتے ہیں کہ ہمارا مہدی اور عیسے بن مریم اسوقت موجود ہی اور اسکو وحی ہو چکی ہے۔ پھر سنو اور غور سی سنو۔ وہ وحی الٰہی جو امام زمان کو ہوئی ہے یہ ہی۔

[۱] جنگ کی آگ۔ [۲] آگ جلانیوالا۔

نَظَرْنَا اِلَیْكَ مُعَطَّرًا وَقُلْنَا یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ

اس وحی الٰہی میں ہمارے امام مہدی موعود علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد کو ابراہیم کہا گیا ہے۔ اسکے علاوہ عالم الغیب قادر خدا نے آپ کو یہ بھی وحی کی ہے۔ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ **ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے**" اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کمثلک دُرٌّ لا یضاع یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز ضائع نہیں کیا جاتا۔ **غور کرو**۔ تمہاری ان فضول گوئیوں کا جواب برسوں پیشتر خدا تعالیٰ دے چکا ہے اور تم نے اپنے ہاتھوں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری کر دی اور خدا کے منہ کی باتیں تمہارے منہ سے سچی ثابت ہو گئیں۔ مگر کون جانتا ہے کہ تمہاری خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا پ بقرہ۔

مگر از بسکہ تم لوگ کودن ہو۔ اسلئے ضروری ہے کہ بات کو کھولکر بیان کیا جائے۔ سنو! تبش رشی نے تو خود آگ میں ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خود آگ میں نہیں کودے تھے اور نہ مومنوں مخلصوں استبازوں اور اللہ کے رسولوں کا یہ فعل ہوتا ہے۔ کہ اللہ کو آزمائیں بلکہ انکو حکم ہے۔ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (پ بقرہ) یعنی اپنے تئیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اسی سنت الٰہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گرے تھے۔ بلکہ لوگوں نے کہا۔

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ - (پ۱۷ انبیا)

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارا جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور عداوتیں ہمارے امام مہدی اور مسیح کو آگ میں ڈالکر دیکھ لیں۔ یقیناً خدا تعالےٰ اپنے زندہ اور تازہ وعدہ کے موافق اس مہدی کو اسی طرح محفوظ رکھیگا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے اسلئے ضرور ہے کہ احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکات اور ثمرات اسی حاصل ہوں جیسے خدا تعالےٰ نے اسکے متبوع کو واللہ یعصمك من الناس کا وعدہ دیا اسی طرح اسے بھی برسوں پیشتر یعصمك اللّٰه ولولم یعصمك الناس کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا مسیح اور مہدی یقیناً تمہاری آگ سے بچے گا۔ اور ضرور بچے گا۔ اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آنیوالی ہے اور کہا۔ کہ میرے لئے آسمان پر ٹیکا لگ چکا ہے آخر وہی ٹیکا سچا نکلا اور زمینی ٹیکا بیکار ہو گیا۔

عیسائی لوگوں۔ برہموؤں۔ سکھوں اور آریہ سماج نے بخصوصیت سے لیکھرام کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ۔ سنی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ متصوفوں اور انکے شرکا نے کیا کوشش میں کمی کی ہے

اور کیسی کیسی آگیں نہیں جلائیں۔ مگر سب خائب و خاسر ہوئے۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی زیادہ آگ کو لگا کر دیکھو۔ پھر تم دیکھوگے یہ تمہاری آگیں بھسم ہوتی ہیں کہ نہیں یہ بھی رسولوں کے رنگ میں ہے تم اعداء الرسل کی طرح اسکا مقابلہ کرو۔ اور دیکھو اس موعود انبیاء اور جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین کیلئے بھی اسی طرح تمہاری آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں یاد رکھو۔ وہ برد و سلام ہوگی اور ضرور ہوگی مگر تم نادانی سے کہتے ہو کہ وہ خود آگ میں جاویں کیا یہ اتباع انبیاء و رسل ہے دیکھو قرآن میں ہے حرقوہ سو تم بھی حرقوہ کا حکم اپنے ذریات اور سواروں اور پیادوں کو کرو۔ اور پس پھر دیکھو ابراہیم کیطرح آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں۔

ن بے ریبلے **ٹی م** بشپ بادشاہ انگلینڈ ایڈورڈ ششم کا درباری تہا ۱۵ اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے عہد سلطنت میں پراٹسٹنٹ مذہب پر قایم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا۔
رڈلے بشپ پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لٹیمر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔
کرینمر آرچ بشپ پراٹسٹنٹ ہونیکی وجہ سے قید کیا گیا تہا اس نے توبہ کی مگر وہ خفیہ تہی باہر آکر پھر پراٹسٹنٹ ہونیکا اقرار کیا اور یہ بھی قرار کیا کہ موت کے ڈر سے میںنے اپنا مذہب چھوڑنیکا وعدہ کیا تہا ۱۵۵۶ء میں آگ میں جلایا گیا۔ مگر یہ تو تہا وہ ثالوث۔ شلث خدا کو ماننے والے تین میں ایک۔ ایک میں تین کے معتقد تمام الٰہی شریعت کو جو توریت میں تہی لعنت کہہ کر اسپر پانی پھیرنے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کرکے بدوں اعمال بہشت کے وارث بننے والے ابراہیم کی طرح کیوں بچائے جاتے۔ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک موحدوں کی جگہ پیدا کرتا ہے؟ **نادان پال**! یہ سب لوگ ابراہیم کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد ہیں جہانتک تاریخ پتہ دیسکتی ہے اللہ تعالیٰ کے مرسل و مامور اپنے اعداء کے سامنے ناکام ہوکر نہیں مرتے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ ماموروں کیساتھ جدال و قتال ہوتا ہے۔ جسکا ذکر فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (پ ۴ آل عمران) اور فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پ بقرہ) میں ہے مگر یہ مقاتلہ و مقابلہ کرنیوالے ناکام و نامراد مرتے ہیں اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر و منصور اور کامیاب ہوکر دنیا سے جاتے ہیں کیا تمنے نہیں سنا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ ۶ مائدہ) کی آواز کس نے سنی۔ کیا اس بدانجام نے جو ویدوں کا ترجمہ ہی کامل۔ کرسکا اور جو کیا اس میں بھی پنڈت لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہوگیا جسکے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہے اور تمکو ۔ گا بھی نہیں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ ۳۰ نصر) کی وحی کسی کو ہوئی۔ حزب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے۔ اور حزب شیطان ہمیشہ خائب و خاسر مرتا ہے۔ یہی

بات تو ہی۔ جسپر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکھرام کو آگ لگی اور جلکر کباب ہوگیا اور اس کا مخالف اب تک عیش و آرام میں ہے اسکے لئے اسکے گھر میں باغ ہیں اور چشمے جاری ہیں ؎ خدا خود سوزد آں کرم تو نی را ٭ کہ ہست از کینہ داران محمد۔

سوال نمبر ۶۶۔ موسیٰ ایک خدارسیدہ شخص سے ملنے گئے پتہ یہ کہ جہاں بھونی مچھلی زندہ ہوکر پانی میں چلی جائے۔ وہاں پر ہے۔

الجواب۔ بھونی مچھلی کا پتہ قرآن میں نہیں اور نہ احادیث صحیحہ میں اور نہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بھونی مچھلی زندہ ہوجاوے اس قصہ میں تین واقعات کا ذکر ہے جو خود موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کے قریب قریب ہیں قرآن کریم میں ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا پ کہف۔ جب وہ ملنے کے موقعہ پر پہنچے مچھلی کو بھول گئے بتاؤ اس میں بھونی ہوئی مچھلی اور اسکی زندگی کا ذکر کہاں ہے کیا تمہارا سفید جھوٹ ثابت نہیں ہوا۔ اس میں تو اتنا ہی ذکر ہے۔ کہ مچھلی انکی یاد سے اُتر گئی اور ندی میں چلی گئی۔ اور یہ انکے لئے مقرر نشان تہا کہ جہاں اُن میں مچھلی کو بھول جانے کا واقعہ پیش آئیگا وہاں وہ مرد خدا انہیں ملیگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ خدا تعالیٰ نے جو غیب سے انہیں ایک نشان دیا تہا وہ پورا ہوا یہ ایسے واقعات ہیں جو مردانِ خدا کی سوانح زندگی میں ملتے ہیں اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ اُن سے سالکان منازل الٰہیہ کے قلوب و ایمان تازہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۷۔ حضرت عیسٰے مٹی کے کہلونے بناکر اُن میں روح ڈالدیتا تہا۔

الجواب۔ قرآن کریم میں نہ تو کہلونے کا کوئی لفظ ہے نہ روح ڈالنے کا قرآن کریم میں صرف دو جگہ ایک ذکر ہے۔

۱۔ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ ۔ میں مٹی سی پرندہ کیسی ایک چیز بناتا ہوں اور پہر اسمیں پہونک مارتا ہوں پہروہ خدا کے اذن سی اُڑنے لگتا ہے۔ دوسرا مقام فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ پ آل عمران۔ یہ ہے جب تو مٹی سی پرندہ کیسی ایک چیز بناتا میرے اذن وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي سے اور اسمیں پہونک مارتا پہروہ اُڑنے والا ہوجاتا میرے فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي پ مائدہ اذن سے۔

اب بتاؤ یہاں کہلونے اور روح کا کونسا لفظ ہے کیا تمہارا صریح کذب نہیں اور کیا یہ بے ایمانی اور فریب سے لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کی چال نہیں۔ دوسرے سوال کے جواب میں اسکا حل پڑہو۔

سوال نمبر ۶۸۔ حضرت عیسٰے مردوں کو زندہ کرتے تہے۔

الجواب۔ جب بیمار بہت ہی خطرناک حالت اور غشی کی شدت میں مبتلا ہوجاتا ہے یا سکتہ در جع

کی ناامید کردینے والے دوروں میں پکڑا جاتا ہی اسوقت راستبازوں کی دعائیں اوسکو زندہ کردیتی ہیں۔
ہمنے ان نظاروں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی اور یہی معنی مسیح کے احیاء کے ہیں۔
اور سنو۔ مُردے تین قسم کے ہوتے ہیں اور ان کو تین ہی اشیا زندہ کرتی ہیں۔ **ایک** معمولی مُردے جنکے جسم سے روح کا تعلق الگ ہوجاتا ہی۔ انکی نسبت قرآن کا فرمان یہ ہی۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ (پ بقرہ) اور رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (پ۳ بقرہ) اس سے صاف ثابت ہوا کہ اس قسم کا زندہ کرنا تو صرف اللہ تعالےٰ کا کام ہی۔ اور **دوسرے** انبیاء ورسول اور کاملین کے ہاتھ سے مُردے زندہ ہوتے ہیں انکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (پ۹ انفال) ایمان والو مان لو اللہ اور اسکے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی باتوں کیلئے کہ جس سے تمہیں زندہ کرے۔
تیسرا۔ بہان متیوں کا زندہ کرنا کہ وہ بازاروں میں رسیوں کے سانپ بنادیا کرتے ہیں یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نہ خدا تھے کہ انکی طرف پہلی قسم کے زندہ کرنیکو منسوب کیا جاسکے اور نہ بہان متیوں کے بھائی تھے کہ انکی طرف لہو اور تماشا کو نسبت دیجائی۔ وہ رسول تھے اور یقیناً خدا کے پیغمبر تھے انکی طرف وہی بات منسوب ہوگی۔ جو منہاج نبوت کے موافق اور انبیاء کی شان اور افعال کے مطابق ہوگی اس راہ کے لئے قرآن کریم امام اور رہبر ہی اس نے اس عظیم الشان رسول کی سنت سے جسے اسنے تمام جہان کے لئے اُسوہ اور رسولوں کا نمونہ بنایا ہی یہ دکہا دیا ہی کہ انبیاء علیہم السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا کس رنگ کا ہوا کرتا ہے اسکے خلاف جو شخص حضرت مسیح کیطرف خدا کی مانند احیاء موتی کو منسوب کرے وہ خدا کی کتاب کے انکار کا داغ اپنی پیشانی پر لگاتا ہی۔ ایسا ہی قرآن نے قاعدہ بتایا ہی کہ خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ (پ۱۴ نحل) اللہ کے سوا جو لوگ معبود بنائی گئی ہیں انکے معبود نہ ہوسکنے کا نشان یہ ہی کہ وہ کسی شئی کے خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ یہ تو خدا کی صفات کے بارے میں قول فیصل ہے کہ حقیقی خالق وہی ہے۔ اب لفظ خلق جو وسیع معنی رکہتا ہی۔ اگر مخلوق کا فعل اسے کہا جائے گا۔ تو ضرور ہے کہ مخلوق ضعیف کی شان اور حیثیت کے لائق ہوگا۔ اس سے سمجھ لو کہ ایک ناتوان انسان مسیح کی گہڑت اور خلق کیسی ہوگی۔ وہ مٹی تہی اور مٹی ہی رہتی تھی۔ زندہ حیوان نہ تھی ❖

سوال نمبر ۶۹ - یہود نے نہ عیسے کو مارا - اور نہ پھانسی دیا - بلکہ وہ اُٹھ گئے اور انکی جنس مشابہت کا مارا گیا - چالیس پچاس کوس اوپر سانس کس طرح لے سکتے ہیں -

الجواب - یہود نے نہ عیسیٰ کو مارا اور نہ پھانسی دیا - بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے - اُڑ گئے جس لفظ کا ترجمہ ہو سکتا ہے وہ لفظ نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں - قرآن شریف کو سنو وہ کہتا ہے -

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (پ۶ - مائدہ)

"مسیح ابن مریم رسول تھا - اور اس سے پہلے اس جنس کے رسول سب مر گئے"

اس آیت میں قد خلت کا لفظ ایسا صاف ہے - کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اول نے اس لفظ سے استدلال فرما کر تمام ان صحابہ کرام کو جن کو وفات میں تامل ہوا تھا - اپنے نبی کی وفات کا قائل کر دیا - چنانچہ وہ آیت جسمیں ویسا ہی قد خلت موجود ہے یہ ہے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - (پ۴ ال عمران) محمد ایک رسول ہے اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قد خلت کو یکساں دیکھکر جسکا ترجمہ یہ ہے "مر چکے" حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات میں فرق اور شک کر سکتا ہے - قرآن کریم کے نزدیک گذشتہ نبیوں کے حالات سربستہ کے حل کے لئے ہمارے نبی کریم کی زندگی کے واقعات کلید ہیں - پھر حضرت مسیح کے حق میں فرمایا ہے - اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰے عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (پ۳ آل عمران) ہمنے ایک جگہ کُن کے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ یہ بعد الموت حالت سے تعلق رکھتا ہے - دیکھو سوال کُن نمبر ۱۵ - اور فرمایا -

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (پ۳ آل عمران)

"میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھانیوالا اور کافروں سے پاک کرنیوالا اور تیری پیرووں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب کرنیوالا ہوں"

غور کرو یہ کیسی عظیم الشان اور صادق پیشگوئی ہے کہ مسیح کے اتباع ہمیشہ مسیح کے منکروں پر غالب اور فوق رہینگے - اسکی تصدیق کے لئے دیکھ لو کہ ایک طرف مسلمان یہود کے اصلی مرکز سنٹر بیت المقدس پر قابض ہیں - یہود اصلی منکر اور مسلمان اصلی پیروان مسیح ہیں - دوسری طرف آریہ ورتی عارضی منکروں پر عارضی اتباع نصاریٰ حکمران ہیں - اور یونہی ہی ہمیشہ رہیگا ممکن ہے کہ جملہ رافعك الی کو نہ سمجھ کر تم ضلالت کے گڑھے میں گر سے ہو سو یاد رکھو اسکی تصریح بل رفعه اللہ نے کر دی ہے - جو قرآن کریم کی دوسری جگہ میں ہے - اسکے معنی ہیں - اللہ نے اُسے رفعت اور بلندی بخشی - یعنی جسے خدا بلند اور رفع کرنا چاہے اور کر دے - کوئی دشمن اُسے گرا نہیں سکتا - چنانچہ خدا نے یہود کی گندی اور ذلیل منصوبوں سے اُسے بچایا اور رفعت دی

یہی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو بھی ایک عرصہ سے ہو چکی ہے اور براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ یَا عِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اس نمونہ سے جو ہمارے زمانہ کے راستباز سے ظاہر ہے۔ خدا کی واقعی وحی کا پتہ لگ سکتا ہے اسلئے کہ جو وعدہ تطہیر اور رفع اور توفی اور فوق کا حضرت مسیح کو دیا گیا تھا وہی ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کو دیا گیا ہے آپکے حالات و واقعات بڑی بھاری چابی ہیں گذشتہ حالات کے قفلوں کے لئے۔ پھر بڑا قابل غور لفظ توفی ہے یہ بھی ایسا صاف اور واضح ہے۔ کہ عام بول چال میں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ متوفی مُردہ کو کہتے ہیں۔ پھر اسکے حل کے لئے بڑا عجیب موقعہ وہ ہے جہاں حضرت یوسف کے باپ نے بیٹوں سے کہا۔ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ پ بقرہ کہ تم نہ مرو مگر مسلمان ہونیکی حالت میں اس ارشاد کی تعمیل میں اس شخص نے جو اسکے بیٹوں میں سب سے افضل و اکرم اور احب تھا۔ جب اپنی کامیابی کے لئے دعا کی تو انہی لفظوں میں کی۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا (پ یوسف) ای خدا مجھے مسلم ہونیکی حالت میں وفات دے اس بین دلیل اور صداقت کے بعد اور کیا دلیل چاہتے ہو۔ انکی جنس کا کون مارا گیا تھا۔ وہ دوست تھا۔ یا دشمن اگر وہ دشمن تھا تو چپ کیوں رہا اور کیوں شور اور پکار نہ کی اور دوست بے قصور کیوں پکڑا گیا۔

احمق انسان! اگر مسیح اڑ گیا تھا۔ تو کہتا لو میں اُڑا جاتا ہوں۔ مجھے پکڑو بدلہ میں دوسرے کو پھانسی کیا معنی اور پھر اڑتا کسی کو نظر نہ آیا۔

اور تمہارا کہنا کہ چالیس پچاس کوس اوپر سانس کیونکر۔ جب اصل ہی غلط ہے تو فرع کا کیا ذکر مگر بتائیے تمکو اوپر کے پچاس کوس حالت کا کیوں کر پتہ لگا۔ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ جس بیان میں رامچندر جی لنکا سے اجودھیا تک آئے۔ اس میں کس طرح سانس لیتے تھے +

سوال نمبر ۱۰ } ابراہیم علیہ السلام سے چار پرندے ٹکڑے کرا کے زندہ کئے مفسروں نے کوا کبوتر فاختہ۔ مینا کہا ہے۔ اور سر اپنے پاس رکھے۔

الجواب۔ وہ آیت جس پر دار و مدار اعتراض کا ہے وہ یہ ہے۔ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا پ بقرہ اس میں پہلا قابل بحث لفظ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ہے سو سنو! صُرْهُنَّ اَمِلْهُنَّ تحول من الصور ای المیل پس صُرْهُنَّ کے معنی ہوئے اپنی طرف مائل کر لے مفردات القرآن اور کتب لغت میں ہے۔

حضرت ابراہیم کو ان کے ایک سوال پر اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل بتائی ہے۔ کہ کس طرح مُردے زندے ہونگے اسپر فرمایا دیکھو ان جانوروں کو جو جسم اور روح کا مجموعہ ہیں تیری ذرا سی پرورش کے سبب سے تیرے بلانیپر

پہاڑیوں سے تیری آواز سنکر چلے آئینگے۔ تو کیا میں جو ان کا حقیقی مالک اور رب پرورش کنندہ ہوں میرے بلانے پر یہ ذرات جیوان کے جمع نہیں سکینگے۔ اس نظارہ اور فعل پر بتاؤ کیا اعتراض ہے۔

پس ترجمہ آیت کریمہ کا یہ ہوا فرمایا۔ پس لے پرندوں سی چار پہر انکو مائل کرلے اپنی طرف یعنی اپنے ساتھ ہلالے پھر رکھ پہاڑی پر ان میں سے ایک ایک کو پس بلا ان کو تیرے پاس آئینگے دوڑتے ۔

سوال نمبر ۲۷۔ ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنے والوں کو خدا نے سور۔ بندر بنا دیا ۔

الجواب۔ اس کا جواب ایسا صاف ہے کہ اسکے لئے ان آیات کا لکھنا اور ترجمہ ہی کافی ہی جنمیں یہ واقعہ مذکور ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا ذراسی غور سی سمجھ لیگا۔ کہ بات کسقدر صاف ہی۔ اور یہ دنیا کی پرستار قوم حقائق کے فہم سے کسقدر دُور اور کورانہ تعصب سی کسقدر قریب ہی۔ ہمارے نزدیک اسکے حل کیلئے اس سی زیادہ بہتر طریق نہیں کہ ان آیات کو یکجا لکھکر دکہایا جاوے۔ جنمیں یہ قصہ ہی۔ خاص غور کیلئے ایک لفظ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ جسکے معنی ہیں۔ کہ انمیں اچھے صالح ہونیوالے بہی ہیں۔ اور دوسرا لفظ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ جسکا ترجمہ ہی کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ یہ باز آجاویں۔ اور تیسرا لفظ اِذَا جَآءُوْكُمْ کہ یہ بندر اور سور شیطان کے بندی تمہارے یہاں بہی آئے۔ اور چوتھا لفظ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ (پ ۶ مائدہ) ہی جسکے معنی ہیں کہ یہ کافر آئے اور کافر ہی نکلے انپر اور ایسے الفاظ پر عقلمند غور کریں جو اس قصہ میں آئے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

جب وہ ہماری منع کردی ہوئی باتوں سی باز نہ آئے ہمنی کہا جاؤ ذلیل بندر بنجاؤ اور تیرے ربنے خبر دی ہی کہ ایسا ہوگا۔ کہ میں قیامت تک ایسی لوگوں کو انپر حکمران کرونگا۔ جو انہیں بری عذاب دینگے بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم بہی ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا

(پ ۹ - اعراف)

ہمنے انہیں گروہ گروہ بناکر زمین میں منتشر کردیا بعض ان میں اچھے نکلے اور بعض ان کے خلاف اور ہمنی بہلائی اور برائی پہنچاکر انہیں امتحان میں ڈالا تو کہ باز آئیں اور ان کے بعد انکے ایسے جانشین اور کتاب کے وارث ہوئے۔ جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے ہم بخشے جائینگے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ

انہیں کہدے کتاب والو تم اسلئے ہم سی بیزار ہو کہ ہم ایمان لائے

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ۔ وَتَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ لَوْلَا یَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ (پ ۶ مائدہ)

اللہ پر اور اُسپر جو ہمپر نازل کیا گیا۔ اور اسپر جو پہلے نازل کیا گیا۔ اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہی۔ کہ تم حدود الٰہیہ کو توڑنیوالے ہو۔ اِن سے کہہ میں تمہیں ان قوموں کی خبر دوں جنہیں خدا کیطرف سی انکی ایسی افعال کا بہت برا بدلہ ملا وُہ وہ ہیں جنہیں خدا نے بندر اور سور اور شیطان کی پرستار بنا دیا یہ بہت بُرے پایہ کی لوگ ہیں اور سب سے زیادہ راہ حق سی دور بھٹکے ہوئی ہیں۔ جب تمہارے پاس آتے ہیں آمنا کہتے ہیں۔ حالانکہ کفر دل میں لیکر آتے ہیں۔ اور کفر کو لیکر نکلتے ہیں اور جو کچھ دل میں مخفی رکھتے ہیں۔ اُسے خدا خوب جانتا ہی بہت سے ان میں سی تم خوب دیکھتے ہو بدکاری اور بغاوت اور حرام خوری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں بہت ہی بُرے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ ان کے عالموں اور درویشوں کو چاہیئے تہا کہ انہیں ناجائز باتوں اور حرام خوری سے روکتے بہت ہی بُری کرتوتیں ہیں۔ جو یہ کرتے ہیں۔

یہ آئیتیں بغیر کسی تفسیر اور شرح کرنیکے صاف بتا رہی ہیں کہ بندر اور سور بن جانیکی حقیقت کیا ہے۔ اور بندر اور سور کے ساتھ جو لفظ یعنی شیطان کے پرستار لکھ دیا ہے۔ وہ اور بھی حقیقت امر کو واضح کئے دیتا ہی۔ اسمیں مدینہ کے یہود کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب و مخالف تہی اور اسلام کی بیخکنی کے لئے طرح طرح کی منصوبے اور ناجائز حیلے کرتے تھے۔ ملزم کرنے اور انکے انجام بد کی آیندہ کی خبر دینے کے لئے اللہ تعالےٰ انکے باپ دادوں کا واقعہ سناتا ہے۔ جنہوں نے اپنے وقت کے ماموروں کے مقابل ایسی ہی گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں اور آخر سور اور بندروں کی طرح طرح طرح کی ذلتیں اور عذاب اُنہیں پہنچے۔ خدا کی کتاب مدینہ کے یہود کو اطلاع دیتی ہے۔ کہ اس نبی کی مخالفت میں بہی تمپر ویسی ہی سزائیں نازل ہونگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا جو اسلام کی تاریخ کے پڑھنے والے پر مخفی نہیں +

کیا ان خبیث یہودیوں کے جو افعال و اعمال ان آیتوں میں مذکور ہوئے ہیں۔ اور جن قباحتوں اور شناعتوں سے انکی خدا نے پردہ اُٹھایا ہے۔ وہ بندروں اور سوروں کیسی عادت اور افعال نہیں ہیں؟

سوال نمبر ۳۔ چند فٹ لمبی چوڑی کشتی میں روئے زمین کے تمام چرند پرند درند معہ خوراک کے آ گئے۔

الجواب۔ نوح کی کشتی کتنے فیٹ تھی۔ چند فیٹ تھی۔ یہ تم نے قرآن پر افترا کیا ہے چند فیٹ لمبی یہ بھی جھوٹ اور افترا ہے۔ چند فیٹ چوڑی یہ بھی افترا ہے۔ روئے زمین یہ بھی افترا ہے۔ تمام چرند۔ پرند۔ درند یہ بھی افترا ہے۔ مع خوراک یہ بھی افترا ہے اتنے افترا اور راستبازوں سے جنگ کر کے کامیابی کی اُمید زیر اعتراض یہ آیت ہے۔ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ (پ۱۲۔ ہود) اول اسمیں مِنْ کا لفظ ہے جسکا ترجمہ سے اور بعض ہے کُلّ کا لفظ ہر ایک موقعہ کے لیئے الگ الگ معنی دیتا ہے قرآن کریم کے محاورات دیکھو۔ ایک عورت یمن کے بادشاہ کی نسبت فرماتی ہے۔ أُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (پ۱۹ سبا) مجھی کل شے دیگئی اور ذوالقرنین کی نسبت ہے۔ آتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (پ۱۶۔ کہف) ہمنے اُسے کُل قسم کا اسباب دیئے اب کیا اس کُل سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کے جزوی و کلی اسباب سے ایک ذرہ بھر باقی نہیں رہا تھا جو اُن کے قبضہ میں نہ آیا ہو۔ یہ تو قانون قدرت اور عادۃ اللہ اور عادۃ الناس کے خلاف ہی ہر ایک بولی میں یہ لفظ اپنے رنگ میں آتا ہے جیسے ہماری زبان میں "سب" کا لفظ ہے اور متکلم ذہن میں ایک بات رکھکر بولتا ہے اور مخاطب متکلم کے معہود فی الذہن منشاء کے موافق عین موقعہ پر اُسے اُتارتا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہی کہ ہر قسم کی ضروری اشیاء میں سے جو تجھے مطلوب اور تیرے کام کی ہیں۔ کشتی میں اُٹھا لے اسمیں کہاں لکھا ہی۔ کہ تمام چرند پرند اور درخت اسمیں رکھ لئے گئے۔

سوال نمبر ۴۔ عورت مرد کا چہرہ بھی نہ دیکھے تو بچہ جن سکتی ہے جیسے مسیح علیہ السلام کی پیدائش میں دکھایا گیا۔

الجواب (۱) جو اسلام قرآن کے صحیفہ فطرت نے ہمکو سکھایا ہی اسمیں تو کہیں نہیں لکھا کہ تم اسلام لاؤ کہ مسیح بے باپ تھے۔ (۲) ہمکو نبی کریم نے نہیں فرمایا کہ اسلام میں یہ بھی ہی کہ تم مان لو کہ مسیح بے پدر تھا (۳) ہماری پیارے صحابہ کرام اور ہماری ائمہ اربعہ فقہا اور دیگر ائمہ عظام نے ہمیں کہیں ہدایت نہیں کی کہ اسلامی ضروریات سے یہ ہی کہ مان لو مسیح بے باپ تھا (۴) ہمکو ہمارے صوفیاء کرام نے اپنی تعلیمات میں کہیں تاکید نہیں فرمائی۔ کہ اسلام میں قرب الٰہی کے مدارج و مسالک و اصلاح نفس و حصول اخلاق فاضلہ کے لیئے لابد ہی کہ یہ بھی یقین کرو کہ مسیح بے باپ تھی (۵) مسیح علیہ السلام کے ماسوا کسقدر انبیاء و رسل اور اللہ تعالیٰ کے مامور گذری ہیں کیسکا نسب نامہ قرآن کریم میں لکھا ہی؟ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ پس سب کے وجود کا علم بھی ضروری نہیں چہ جائیکہ وہ کس طرح پیدا ہوئے۔

پھر عیسائیوں کے مذہب میں بلا باپ پیدا ہونا مسیح کی الوہیت کی دلیل ہی نہیں انکے یہاں تو ملک صدق آدم

سب بلا باپ پیدا ہوئی۔ پھر یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں تو یہ مسئلہ تمکو باعث ترک اسلام کیوں ہوا۔ علم تحقیقات
کے مسائل میں یہ مسئلہ بھی ہے۔ میں خود مدت تک بااینکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے اس بات کو مانتا رہا
گو اب میں اسبات کا قائل نہیں رہا۔ مگر آریہ صاحب تمہارے نزدیک تو بے باپ ہونے میں تو تامل نہیں ہوسکتا
کیونکہ دیانند نے تو سملاس فقرہ ۴ صفحہ ۲۳۴ میں لکھا ہے " دہرم راج یعنے پرمیشور اس جیو کے پاپ پن کے
مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ (روح) ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے دوسرے
کے جسم میں ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے بعد داخل ہونیکے سلسلہ وار منی میں جاکر حمل میں قائم
ہوکر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے۔ نیز اگنی۔ وایو۔ ادت اور انگرہ کا کون باپ تھا۔ یہ تو تمہارے مہارشی
اور ویدوں کے مصنف اور تمہارے سلسلہ مذہب کے اصل بانی ہیں۔ کیا سبب بلاباب نہیں دیکھو ستیارتھ
سملاس نمبر ۸ فقرہ ۴۰ وغیرہ میں بتلایا ہے۔ کہ ایشری سرشٹی اور میتھنے سرشٹی اور میتھنے سرشٹی اور اور
قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ یہ تو تمہاری اور ہر ایک بدقسمت قوم اور متنزل لوگوں کی عادت ہے کہ غیر ضروری
مسائل پر بہت بحثیں کی جاویں اور ان کو مذہبی رنگ دیا جاوے بہرحال شاید تمہیں ہدایت ہوجاوے۔ کچھ
اور سنو۔ جب نطفہ فضاء فرج میں جاتا ہے تو اسمیں سے اسپرماٹوزوا الگ حرکت کرتے ہیں تو بہت سارے
اس پر میٹوزوا رحم میں چلے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک اس کرہ میں جو خصیۃ الرحم سے آتا ہی داخل ہوجاتا
ہے۔ پھر اس نشوونما میں جو غالباً رحم میں ہوتا ہے یہ کرہ جو مجموعہ دو چیزوں اسپرماٹوزون اور اوام کا ہے
منقسم ہونا شروع ہوتا ہی۔ اسی طرح ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے آٹھ۔ آٹھ سے سولہ۔ اس طرح بےشمار
کرات بن جاتے ہیں۔ اور ان سے تین دائرہ نما پردے بنتی ہیں جنمیں سے صرف ایک ضلع بچہ بننے کو مخصوص
ہوجاتا ہے اور باقی سے جھلیاں وغیرہ بنکر آخر الگ ہو جاتی ہیں۔ **کوئی ہے جو بتاوے**۔ کہ وہ
ضلع کس کے اجزاء میں سے نشوونما یافتہ ہے پھر خط و خال عادات و اطوار۔ معتقدات و یقینیات میں
یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی لڑکا اپنے باپ کے رنگ و روپ۔ اخلاق و عادات پر ہوتا ہے یا باپ کے
خاندان پر اور کوئی ماں یا ماں کے خاندان پر خط و خال اخلاق و عادات میں ہوتا ہی بعض کی حالت دونوں میں
مشترک۔ **ادھر** قرآن کریم میں پاتے ہیں کہ حضرت زکریا بالکل بوڈھے تھے۔ اور اُن کی بیوی بانجھ تھی
گویا ان کی پیدائش عام نظارہ ہائے قدرت سے الگ تھی۔ اور ان کے بعد حضرت مسیح کا قصہ بیان فرمایا
ہے۔ گویا ترقی ان مظاہر قدرت میں بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اور جسکی جزو میں چاہتا ہے۔ بناتا ہی۔

سوال نمبر ۷۵ قوم لوط کی بستیاں اُلٹ کر پھینک دیں۔ پتھروں کا مینہ برسایا جبرائیل نے
پروں سے وہ شہر اُلٹا دیا۔

الجواب پھر کیا الٰہی کاموں میں یہ بڑی بات ہے تمہارے مذہب کی رو سے تمام پرکرتی تباہ ہوجاتی ہے سب کچھ جل بجاتا ہے اور جل بھی تباہ ہوجاتا ہے تو آگ بن جاتا ہے سو وہ بھی تباہ ہوکر ہوا بجاتا ہے پھر وہ بھی تباہ ہوجاتی ہے بلکہ سب کچھہ تباہ ہوکر صرف الیشور سامرتھیہ ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بدکاروں شریروں کے لئے ایسے نمونے ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیا تم نے جاوا۔ پیلے کی تباہی کی آگہی حاصل نہیں کی اور جاوا۔ سینٹ پیری تو انہیں دنوں کے واقعات ہیں۔

لوط کی قوم شریر۔ حق کی دشمن۔ حقیقت کی عدو تھی۔ گندی اعمال اور خلاف فطرت کاموں میں منہمک تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کردیا۔ ڈیڈ سی (بحر مُردار) کی جھیل انکی تباہی کی زندہ نشانی ہے اور انکی بدعملی کا نمونہ بتلانے کو انگریزی زبان میں ساڈومی کا لفظ موجود ہے۔ اس جہان میں ہمیشہ نظارہ ہائے قدرت خدا تعہ کے نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کے لئے واقع ہوتے رہتے ہیں شریر اُنکی خلاف ورزی میں تباہ ہوتے ہیں۔ اور راستبازونکی صداقت پر اپنی بربادی سے مُہر کرجاتے ہیں۔ پتھروں کا مینہ ہی تھا جسنے حال میں سینٹ پیری برباد کیا اور وہ بھی پتھروں کا ہی مینہ ہوتا ہے۔ جسکا ذکر سوال نمبر ۱۸ صفحہ ۱۸۰ کے جواب میں۔ می۔ ٹی۔ ری ارز کے بیان میں لکھا ہے ؛

سوال نمبر ۷۶۔ شعیب پیغمبر کی قوم کو چیخ مار کر تباہ کیا۔

الجواب۔ وہ لفظ جسکا ترجمہ تمنے چیخ کیا ہے وہ صیحہ کا لفظ ہے لغات القرآن میں لکھا ہے۔

الصیحة قد تفرغ نعبر بها عن الفزع
صاح الزمان لآل برمك صیحة تخرّو
الصیحته علی الاذقان۔

یعنی صیحہ سے مراد آفت اور مصیبت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے
کیا معنے زمانہ نے برمکیوں پر ایک بلا ڈالی
اُس بلا کے سبب سے ٹھوڈیونکے بل گرپڑے

اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ جس شخص پر مصائب پڑتے ہیں۔ وہ روتا چیختا چلاتا بھی ہے اب بتاؤ کہ اس واقعہ میں کونسی ناممکن بات ہے کہ شعیب کی قوم عذاب الٰہی سے چیختی چلاتی ہلاک ہوگئی۔

سوال نمبر آنحضرت نے مٹھی بھر کنکریاں مار کر فوج مخالف اسلام کو بھگا دیا اللہ تعالیٰ کے قول مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (پ۹ انفال) پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب۔ کیسا سچا کلمہ توحید اور راستبازی کا بھرا ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ تیری رامی اللہ تعالیٰ کی رامی ہے کیا ہی سچ ہے کہ دشمن کو تیر مارنا یا اپنی مار کا دشمن کو نشانہ بنانا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اسکے ارادہ سے وابستہ ہے ورنہ اکثر خطا بھی جاتا ہے اب کیسا سیدھا و صاف مطلب آیۃ شریفہ کا ہے۔

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پ۹- انفال) ترجمہ۔ یعنی تم نے دشمنوں پر نہیں پھینکا۔ جو کچھ پھینکا۔ بلکہ خدا نے پھینکا۔ یعنی اللہ نے تجھے مظفر و منصور کیا۔

اور در حقیقت اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے سوا کون اپنی طاقت اور تدبیر سے فتحمند ہو سکتا ہے غور سے **سنو** جو کچھ حال میں ہو رہا ہے وہ ماضی کا نتیجہ ہے اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا۔ وہ حاضر کا ثمرہ ہوگا۔ پر تیکش برہان ظاہری مثال اسپر یہ ہے۔ کہ آج رمضان کی ۲۲ سنہ ۱۳۲۱ھ ہے اور دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کی ۱۱ تاریخ کیا اسمیں شک ہو سکتا ہے۔ کہ ۲۲-۲۱ کے بعد ہوئی- اور ۲۳ ہجری ۲۲ ہجری کے بعد آئیگا- ۱۱-۱۰ کے بعد ہی آ سکتی تھی اور ۳ سنہ ۲ سنہ کے بعد ہی ہو سکتا تھا پھر ۲۴ سنہ ۲۲ سنہ اور ۲۳ سنہ کے گذرنے پر ہی آئیگا- اب جن بلاد میں گیہوں بویا گیا ہے ان میں ربیع کا کاٹنا اسکے پک جانیکے بعد ہی ہوگا- ہزاروں لاکھوں امور کو اسی پر قیاس کر لو- اب تم کو آیات کے متعلق جنکو دوسرے لفظوں میں لوگ معجزات کہتے ہیں- ایک لطیف نکتہ سناتے ہیں- تم فائدہ اٹھاؤگے- تو تمہارا بھلا ہوگا ورنہ کوئی سخن شناس اس سے حظ اٹھائیگا- بہر حال موجودہ امور گذشتہ امور کے تابع ہوتے ہیں- اور مستقبل حال کا ثمرہ یہ سلسلہ ماضی کیطرف اگرچہ ان لوگوں کے نزدیک جو الٰہی ہستی سے بیخبر ہیں لا منتہی ہے- مگر خدا کے ماننے والے جانتے ہیں- کہ بات یہی سچ ہے- اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی (پ۲۷ نجم) یعنی سب چیزوں کا منتہے اور انجام تیرے رب کی طرف ہے۔ زمانہ بھی آخر مخلوق ہے کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے مقدار فعل فعل سے پیدا ہو سکتا ہے اور فعل فاعل سے جناب الٰہی کی ذات پاک چونکہ ازلی ہمہ دان- ست اور چت (عالم) ہمہ قدرت اور سامرتھ ہے وہ اپنے ازلی علم سے جانتا تھا- کہ فلاں اپنے پیارے بندے کو مجھے فلاں وقت مؤید و مظفر اور منصور کرنا ہے اور فلاں وقت فلاں شریر کو جو اسکے مقابل ہوگا ذلیل اور خوار اور خائب و خاسر کر دینا ہے اسلئے اس نے ابتدا ہی سے ایسے اسباب اور مواد مہیا کر دیئے- کہ اسوقت معین اور مقدر میں اس کا مخلص مومن متقی محسن اور برگزیدہ بندہ لا محالہ فتحمند ہو جاتا ہے اور اس کا دشمن شیطان اللہ سے دور فضل سے ناامید ابلیس شریر اور شرارت پیشہ تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسی سنت کے موافق خدائیتعالیٰ اپنے ازلی علم اور ارادہ میں مقرر اور مقدر کر چکا تھا کہ ہمارے ہادی و شفیع خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وبارک وسلم الیٰ یوم الدین کے جانشینوں کو بلاد ایران و توران اور شام و مصر وغیرہ پر تسلط بخشیگا اور ہر قسم کے فتوحات کا فتحمند اور منصور و غالب کریگا- اس ارادہ کے پورا کرنیکے لئے اس قادر حکیم علیم خدا نے ایک طرف ایسی حالت پیدا کر دی- کہ تمام عرب میں نیکیوں کیساتھ ہمت و استقلال بخشا اور اسکے ساتھ وحدت کی روح پھونک دی اور دوسری طرف ان تمام بلاد میں جنکا مفتوح ہونا مقدر تھا- تباہی کے اسباب یعنی فسق و فجور- زنا- بدکاری کسل- تفرقہ اور طوائف الملوکی

پھیل گئی - اور تمام باتیں عین نظام کائنات کے مطابق آلہی ارادہ کے ماتحت اسکے فرستادوں کی پیشگوئیوں کے موافق واقع ہوئیں اور ہوتی ہیں -
اسی سنت کے موافق جن لوگوں کو حضرت نبی کریم کی اتباع اور معیت کا شرف بخشا اور چاہا کہ انہیں دنیا پر حق کو پھیلانے کا آلہ اور ذریعہ بنائے اُن پر یہ فضل کیا کہ ان میں اخلاص وحدت خدا ترسی - شجاعت - عفت صلح خودداری - استقلال اور توجہ الی اللہ کی قوت بڑھتی جاتی تھی - اور ان کے مخالفوں میں نفاق - غرور - کبر - تہور - جبن - فسق - فجور - غضب - عجز - وکسل اور غفلت ترقی پر تھی - اس روحانی لعنت کے قبضہ میں ہوکر اگرچہ وہ لوگ اُن برگزیدوں کے مقابل اپنی ساری طاقتوں اور مال اور جان کو خرچ کرتے مگر نامراد اور ناکام رہ جاتے - اس قصہ کو اب ہم لمبا نہیں کرتے اصل بات سناتے ہیں - عرب میں اُن دنوں میں جنگ کا یہ دستور تھا کہ پہلے مبارزہ ہوا کرتا تھا - یعنی ایک آدمی دوسرے کے مقابل نکلتا - پھر مبارزہ کے بعد تیروں سے جنگ کی ابتدا ہوتی تھی اور قاعدہ ہے کہ اگر ایسی جنگ کیوقت تیز ہوا چل پڑے - تو اس وقت جس لڑنیوالی فوج کی پیٹھ کی طرف سے ہوا آئیگی اسکی آنکھوں کچھ ہرج نہیں پہنچیگا - اور اُن لوگوں کے تیروں کو مدد دیگی - مگر جس فوج کے سامنے ہوا کا دھکا ہوگا - انکی آنکھوں میں پڑیگا - نہ وہ ٹھیک نشانہ لگا سکینگے - اور نہ مقابل کو اچھی طرح دیکھ سکینگے - ایسی باتیں بہت جنگوں میں ہمارے نبی کریم کے عہد سعادت مہد میں پیش آئیں - چنانچہ بدر اور حنین بلکہ جنگ احزاب و خندق میں بھی ایسے ہی واقعات وقوع میں آئے - اسی نعمت کے یاد دلانے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا پ احزاب - وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (پ توبہ) جب ہادی کامل نے (صلی اللہ علیہ وسلم) مخالف کا زور زیادہ دیکھا تو ایک مٹھی کنکروں کی مخالف کی طرف پھینکی اور دوسری طرف اسوقت جناب آلہی نے اپنی سنن میں وہ وقت رکھا تھا کہ کنکر پھینکنے والی تیز ہوا چل پڑی - اسی طرح عادۃ اللہ ہے - اس طریق سے سلسلہ نظام کائنات یعنی جسمانی سلسلہ بھی قائم رہتا ہے اور روحانی سلسلہ اور آلہی سلسلہ یعنی انبیا و اولیا اور مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم ہے - اور روحانی سلسلہ اور آلہی سلسلہ یعنی انبیا اولیا مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے -
اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی نصرت کیوقت ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے - جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور ہوتے ہیں اسکی سنت اور قانونِ قدرت کیموافق - چنانچہ میں ایک ذاتی واقعہ سُناتا ہوں - جو اسی طرح تہیہ اسباب اور اسی قسم کی خدا کی نصرت کا ثبوت ہی -
مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین نے ایک مقدمہ کیا جسمیں شیخ خدا بخش جج تھے - میں اس مقدمہ میں گواہ کیا گیا ان دنوں ایک شخص مخدوم پیرزادہ ٹھنڈہ الہ یار علاقہ حیدرآباد سندھ کا رہنے والا علاج کیلئے قادیان میں آیا اور اُس نے مجھے نذر کے طور پر آخر ایک سو روپیہ دیا - اور باینکہ امام الدین نظام الدین نے

اسکی دعوت بہی کی تہی - مگر قدرت الٰہیہ نے ان دونوں کو پتہ نہ لگنے دیا - کہ اُس مخدوم نے مجہے ایک سَو روپیہ دیا ہے - گواہی کے وقت جب مجھ پر جرح ہونے لگی - تو آریہ وکیل نے مجھ پر سوال کیا - کیا آپ کو اس سال کسی نے یکدفعہ ایک سَو روپیہ بہی اس پیشہ طبابت میں دیا ہے - میں دل میں حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کیلئے سجدات شکر ادا کرتا ہُوا بول اُٹھا کہ ہاں فلاں مخدوم سندہی نے دیا ہے - تب ہمارے مخالف ایسے مبہوت ہوئے کہ آیندہ سوالات جرح سے خاموش ہوگئے -

منشا مخالف کا اس سوال جرح سے اتنا ہی تہا - کہ میری حیثیت خداداد کو باطل کرے - مگر اس داؤ میں خائب وخاسر ہوگیا - مَیں نے اس شکریہ میں پچاس روپیہ مخدوم صاحب کو بذریعہ منی آرڈر واپس کردئے - اب سوچو مخدوم کا بیمار ہونا اوسکو میرا پتہ لگنا اور سو روپیہ مجہے دینا اور اُسکے اظہار کا موقعہ ایسے وقت پر ہونا کہ دشمن خاک میں ملجاوے کیا تعجب انگیز ہے - اور خدا پرست کے لئے کیسی طرح مقام شکر کا ہے حقیقی فلسفہ اور سائنسدانوں نے ثابت کردیا ہے کہ امور اتفاقی طور پر نہیں ہُوا کرتے اس طرح کے واقعات جن کو مَیں نے اپنے متعلق بیان کیا ہے - ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں - خداپرست ان کے وقوع سے شکرگذار ہوتے اور سجدات شکر کرتے ہیں - غافلوں بدمستوں کے سامنے یُونہی گذرجاتے ہیں کہ گویا وقوع پذیر ہی نہیں ہوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فلق بحر (دریا کا پہٹ جانا) انفجار العیون (بارہ چشموں کا پہوٹنا) اور ہمارے ہادئیے کامل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بلکہ حق کے دشمنوں کا موقع موقع پر کامل شکست وہزیمت کہانا آپ کا اور آپکے پاک جانشینوں کا بزعم الف اعداؤں پر ہمیشہ کامیاب مظفر ومنصور ہونا اور بت پرستی ملک عرب سے استیصال کردینا یہ سب آیات بینات اور بیج نیّرو اور سچے معجزات ہیں ان کے وقوع سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ دانی اور ازل سے علم کامل اور قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے - والحمد للہ رب العالمین -

سوال نمبر ۷ فرشتے اہل اسلام کیطرف سے اہل اسلام کی خاطر لڑنے آتے مُسلمان اسپین اسٹریا سے نکالے گئے - یورپ میں شکست کہائی - افریقہ میں خستہ ہوئی ہندوستان کی سلطنت کہو بیٹہے وہاں فرشتے کیوں نہ آئے -

الجواب - اہل اسلام کی خاطر ہمیشہ فرشتے آیا کرتے ہیں - اور آیا کرینگے - اگر فرشتے اسلام کی خاطر نہ آیا کریں - اور نہ آیا کرتے تو جسقدر اسلام کے نابود کرنیکے لئے ہمیشہ دشمنانِ حق زور لگاتے تہے - اور لگاتے ہیں ابتک اسلام نابود ہوجاتا - ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں کافر ذلیل وخوار ہی رہے ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام عرب وعجم نے کیا کیا زور لگایا - مگر کیا اس ایک انسان کا کام تہا - کہ کامیاب ہوتا - کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا - کہ حقیقی دیوتا اور اسکے مظاہر قدرت دیوتے اسکے ساتھ تہے جب ہی تو دنیا کو حیران کرنیوالی فتوحات انہیں نصیب

ہوئیں۔ آج بھی **ہمارے زمانہ** میں ایک حامی اسلام اور **سچّا مسلمان** موجود ہے۔ اسکے استیصال کے لئے بیرونی دنیا میں تمام عیسائیوں تمہاری نئی بھائیوں سکھوں وغیرہ نے اور اندرونی طور پر شیعہ سجادہ نشین مولویوں وغیرہ نے کیسی کیسی زور لگائے۔ آخر وہ ملائکہ کا ہی لشکر ہے جو سب مخالفوں کے حملوں کا دفاع کرتا اور انکی آرزوؤں کے خلاف ہزاروں ہزار کو اُسکے جھنڈے کے نیچے لا رہا ہے۔

تمہاری عادت جھوٹ بولنے کی بہت ہے۔ یہ تمہارا سفید جھوٹ ہے جو تمنے کہا ہے۔ کہ تم مرزا کی تعلیم کو دیکھکر آریہ ہوئے۔ اپنی ہی دل میں مطالعہ کرو۔ اور بتاؤ کیا یہ سچ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہارا ہمزبان **امرتسری مولوی** بھی یقین کرتا ہے کہ جھوٹ بولنا تمہاری عادت ہے۔ مگر پھر بھی تمہاری تائید میں تمہارا ہم آواز ہوکر ہمیں پکارتا ہے کہ **مرزا کے دوستو جواب دو**۔ اس ہی سے سوچ لو کہ ہماری مخالفت میں کیسی کیسی زور لگائی جاتے ہیں۔ کہاں تمہاری تردید اور تمہارے سیاہ جھوٹ پر اتنا نہیں کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے نیز تمنے مرزا صاحب کی کسی تعلیم پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور نہ تمنے یہ ظاہر کیا ہے کہ مرزا نے فلاں آیت کے یہ معنی کئے ہیں اس لئے ترک اسلام کرکے دہرم پال بنا **امرتسری ترک** کی اندرونی عداوت کا سر جوش تھا کہ کہیں تو لکھ دیا۔ جو از قومی کیے نیشنی کرکے اور کہیں ابراہیمؑ کی آگ کے سوال پر کہدیا **مرزا ئیو کہو**۔ اس سے **تو قیاس** کرکہ ہمارے مولوی ہمارے مقابلہ میں کیا زور لگا رہے ہیں۔ لیکھرام کے قتل پر جو جو زور تم لوگوں نے لگائے تم سے مخفی نہیں غیروں کے دور رشتہ میں تمہارے وت وغیرہ آکودتے اور ناخنوں تک زور لگاتے ہیں۔ اور ایک بال بیکا نہیں کرسکے اور نہ کرسکینگے۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

غرض اب آگ لگاکر دیکھو۔ کیونکہ ابراہیمؑ کی نسبت بھی آخر یہی ہُوا تھا۔ یہ نہیں ہُوا۔ کہ ابراہیمؑ آپ دیدہ دانستہ آگ میں کودے تھے۔ مخالفوں نے ڈالا۔ اور ابراہیمؑ بچ گئے ❊

سوال نمبر ۹۷۔ ذوالقرنین نے مغرب میں جاکر دیکھا کہ سورج دلدل میں غروب ہوتا ہے۔

الجواب۔ قرن کے معنی شجاعت و قوت کے ہیں۔ جانوروں کے سینگ کو بھی قرن اسلئے کہتے ہیں کہ وہ سینگ ان کی قوت میں مدد دیتے ہیں۔ میدو فارس کے بادشاہ چونکہ دو مملکتیں اپنے ماتحت رکھتے تھے اور بلاد کی ماتحتی سے بادشاہوں کو قوت ہوتی ہے۔ اسلئے ان کے بادشاہوں کو خصوصًا ان کے پہلے بادشاہ کو ذوالقرنین کہا ہے دیکھو دانیال باب ۸-۴- اور اسکے ساتھ آٹھ باب کی آیت ۲۰ جسمیں تفصیل کی ہے۔ اور اسکندر رومی کو دانیال کی کتاب میں ایک سینگ کا بکرا کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸-۶- اور آیت ۲۱ جس کا ترجمہ یہ ہے وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ اور وہ بڑا سینگ جو اسکی آنکھوں کے درمیان ہے۔ سو اس کا پہلا بادشاہ ہے یہ وہی میخوار سکندر ہے۔ جس نے تمہارے ملک کو بھی زیر و زبر کر دیا تھا اور مکہ معظمہ

اسکی دست برد سے محفوظ رہا۔ گو بد قسمت مسلمانوں کے لئے اِسکے مشیر سلطنت ارسطو کی غلط منطق اور اسکا وہی فلسفہ اب تک نوجوانانِ اسلام کا بربادکن اور موجب جہالت ہو رہا ہے۔ کاش وہ ردّ المنطقیین شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تحریم المنطق امام سیوطی کو پڑہیں یا کم سے کم غور کریں۔ کہ ان کو ایسی منطق سے دین ودنیا میں کیا مل رہا ہے۔ جسکو پڑھتے ہیں۔ غرض اس میدوفارس کے بادشاہوں سے پہلے اس بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سی تدبیریں کی ہم نمبر ۸۰ میں انکا ذکر کرینگے۔ اس نے دوردراز ملکوں کا سفر کیا۔ اور ملک کی دیکھہ بہال کی اس کے مغرب کی طرف اس وقت دلدلیں کنارہ ہائے بحیرہ خضر تہیں۔ اس وقت جہازرانی کا پورا سامان کہاں تہا اور کناروں پر ایسے عمدہ گہاٹ کہاں تھے۔ جیسے اب روز بروز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہاں تم لوگوں کا احمقانہ خیال ہے کہ پرانے زمانہ میں ہی سٹیمر۔ تار وریل وغیرہ فنون تھے۔ اور ان کے موجد آریہ ورتی تھے۔ جس لفظ کا ترجمہ تم نے جاکر دیکھا گیا ہے وہ لفظ وجدھا تغرب ہے اسکے معنی ہیں اس نے سورج کو ایسا معلوم کیا اور اس کی آنکھ سے ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ دلدل میں ڈوبتا ہے۔ اب سوچو یہ لفظ ایسا صاف ہی کہ اسمیں ذرا اعتراض کا موقعہ نہیں اس نظارہ کو ہر شخص ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ سورج اُسے اگر جنگل میں ہو تو درختوں میں ڈوبتا نظر آتا ہے اور اگر سمندر میں ہو۔ تو پانی سے نکلتا اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے۔ اور اگر سمندر میں ہو تو پانی سے نکلتا۔ اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے ایسے بدیہی نظاروں پر اعتراض کرنا سوائے اندھے کے اور کسکا کام ہے۔

ایک قابل قدر لطیفہ اور باریک نکتہ } القرن من القوم سیّدھم قرن سردار کے معنی میں بھی آتا ہی اور قرن سو برس کو بھی کہتی ہیں۔ یہ امر صاحب قاموس اللغۃ نے بھی لکھا ہی یہ معنی بہ نسبت اور معنوں کے جو زمانہ کے متعلق اہل لغت نے کئے ہیں بہت صحیح ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم نے ایک غلام (جوان یا لڑکے) کو کہا تہا عش قرنا تو ایک قرن زندہ رہ۔ تو وہ ایک سو سال زندہ رہا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے۔ ان لك بيتاً في الجنة وانك لذو قرنيها کہ تو دونوں طرف جنت کا بڑا بادشاہ ہوگا۔ ظاہر میں تو یہ بات اس طرح صادق ہوگئی۔ کہ آپ اپنے عہد مبارک میں عراق کے مالک تھے۔ اور دجلہ و فرات وجیحوں و سیحوں آپ کے تحت حکومت تھے اور اب بھی مدعیانِ اتباع مولی مرتضی علیہ السلام ہی اس ملک کے اکثر حصّہ کے مالک وحاکم ہیں۔ اور صحیح مسلم میں اسملک کو جنت عدن کہا ہے پس ان روایات سے جنکو لغت والوں نے بیان کیا ہی ذوالقرنین کے معنی وسیع ہوگئے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی ایک ذوالقرنین گذرا ۔

اب ہم اپنے عہد مبارک میں جو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں ایک امام ہمام اور مہدی آخر الزمان عیسے

دوران کو پلٹتے ہیں۔ کہ وہ بلحاظ اس معنے قرن کے جسمیں سو برس قرن کے معنی لئے گئے ہیں ذوالقرنین ہے جیسے ہمارے نقشہ سے ظاہر ہے اور اس قدر دونوں صدیوں کو اس ذوالقرنین نے لیا ہے کہ ایک سعادت مند کو اعتراض کا موقعہ نہیں رہتا۔ بلکہ حیرت اور یقین ہوتا ہے کہ یہ کیسی آیۂ بیّنہ اور دلیل نیّر اس امام کے لئے ہے اور اس ذوالقرنین نے بھی نہایت مستحکم دیوار دعاؤں اور حجج ودلائل نیّرہ کی بلکہ یوں کہیں کہ مسئلہ وفات مسیح اور ابطال الوہیت مسیح کی بنادی ہے۔ کہ اب ممکن ہی نہیں یاجوج ماجوج ہماری جنت اسلام پر حملہ کر سکے اور کبھی اسمیں داخل ہو سکے فجزاہ اللہ احسن الجزاء عن الاسلام والمسلمین سعدی نے مال وزر کو بھی سد بنایا تھا۔ مگر وہ سد کیا سد تھی۔ جیسے سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ ترا سد یاجوج کفر از زر است ۔

سنہ پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی سنہ ۱۸۳۹

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری کا آغاز ہوا
۱	سنہ ۱۸۴۰ء	سنہ ۵۶۰۰ یہود	۴۵	سنہ ۱۸۸۴ء	سنہ ۱۶۰۰ ڈایو کلیشن
۸	سنہ ۱۸۴۷ء	سنہ ۲۶۰۰ رومی	۴۶	سنہ ۱۸۸۵ء	سنہ ۳۹۰۰ ابراہیمی
۹	سنہ ۱۸۴۸ء	سنہ ۱۹۰۰ بکرمی	۴۸	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۶۶۰۰ جولین
۱۳	سنہ ۱۸۵۲ء	سنہ ۱۹۰۰ عیسوی انطاکیہ	۴۹	سنہ ۱۸۸۸	سنہ ۲۲۰۰ مقدونی
۱۴	سنہ ۱۸۵۳ء	سنہ ۲۶۰۰ بنونصر	۵۱	سنہ ۱۸۹۰	سنہ ۲۰۰۰ صدونیہ
۱۶	سنہ ۱۸۵۵ء	سنہ ۱۹۰۰ جبولین عیسوی	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۵۹۰۰ منڈین
۲۳	سنہ ۱۸۶۲ء	سنہ ۱۹۰۰ ہسپانی	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۴۷۰۰ قسطنطنیہ ملکی
۲۷	سنہ ۱۸۶۶ء	سنہ ۱۸۰۰ مکابیز	۵۵	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۳۰۰ فصلی
۲۹	سنہ ۱۸۶۸ء	سنہ ۲۳۰۰ مثانک سائیکل	۵۶	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۶۰۰ صعودی
۳۱	سنہ ۱۸۷۰ء	سنہ ۱۹۰۰ اکشن	۵۹	سنہ ۱۸۹۸ء	سنہ ۴۷۰۰ سکندری
۳۴	سنہ ۱۸۷۳ء	سنہ ۱۹۰۰ اکتیسی	۶۱	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۰ عیسوی
۳۶	سنہ ۱۸۷۵ء	سنہ ۲۰۰۰ صوریہ	۶۳	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۷۵۰۰ یونانی منڈین
۴۰	سنہ ۱۸۷۹ء	سنہ ۱۸۰۰ تباہی یروشلم	۶۹	سنہ ۱۹۰۸ء	سنہ ۴۷۰۰ انطاقیہ مذہبی
۴۳	سنہ ۱۸۸۲ء	سنہ ۱۳۰۰ ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام	۵۱	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۳۰۰ فصلی الٰہی

۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۳۰۰ فصلی	۴	سنہ ۱۸۴۳ء	سنہ ۱۹۰۰ بردسٹہ
۵۴	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۳۰۰ بنگلہ	۶۱	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۶۰۸۵۳۰۰۰ آریہ ۰

سوال نمبر ۸۰} ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ میں قید کر دیا۔

الجواب۔ آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ میں قید کر دیا یہ ایسا سیاہ جھوٹ ہے جیسے تمہارا دل سیاہ اور دماغ سیاہ ہے اور تمہارا یہ نیا چنا ہوا مذہب تاریک ہے جسمیں حق و حقیقت اور روحانی تعلیم کا نام و نشان نہیں ذوالقرنین کی حقیقت تو ہمنے سوال نمبر ۷ میں لکھدی ہے اور تمہاری جھوٹ کا جواب یہ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہاں یاجوج وماجوج اور دیوار کا تذکرہ ضروری ہے۔ سو سُنو۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں جہاں اقلیم چہارم کا حال لکھا ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ کہ اس اقلیم کا دسواں حصہ جبیل قوقایا تک ہے اور اسی پہاڑ کو جبیل یاجوج ماجوج کہتے ہیں آخر کہا ہے کہ یہ تمام ترکوں کی شاخیں ہیں۔ صفحہ نمبر ۶۰۔ ابن خلدون۔

پھر اقلیم خامس میں لکھا ہے کہ اس کا نواں جزو ارض یاجوج و ماجوج ہے اور اسی اقلیم کی جزو عاشر میں کہا ہے۔ اور اسکی جزو عاشر میں ارض یاجوج ہے صفحہ ۶۵۔ پھر اقلیم ششم کا بیان کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۶۷ میں لکھا ہے اور اسی اقلیم کی دسویں جزو میں بلاد ماجوج ہے۔ پھر اقلیم ہفتم کے بیان میں کہا ہے۔ کہ جبل قوقایا یہاں بھی ہے اور اسکی مشرق میں تمام ارض یاجوج ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پھیلی ہوئی قوم ہے **بائبل** کی کتاب حزقیل کے باب ۳۹ میں ہے۔ اور میں ماجوج اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ بھیجوں گا اور وے جانینگے۔ کہ میں خداوند ہوں" اور اسی باب میں ہے۔ تو جوج کے مقابل جو ماجوج کے سرزمین کا ہے اور روس مسک و تو بال کا سردار ہے" تمام ہمارے جغرافیوں میں جو عربی میں ہیں۔ اور جرمن۔ فرانس وغیرہ میں طبع ہوئے۔ اور ہیئت کی کتابوں میں جیسے چغمینی اور اسکی شروح ہیں۔ اور تمام بڑی لغت اور طب کے علمی حصہ کی کتابوں میں اس قوم کا ذکر ملتا ہے۔ اور یہاں ہمیں کتابوں کے دکھانے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ یاجوج ماجوج کا لفظ **اج** سے نکلا ہے اور اسی سے **اگ** پنجابی میں اور "آگ" اردو میں بولا جاتا ہے۔ اور یہ تمام قومیں جوشیلی آگ کی طرح اور رنگت میں آگ سے تیز ہیں۔

اگنی ہوترا اور آگ میں اعلے اعلے چیزیں۔ مشک۔ دودھ۔ شہد ڈالتے ہیں۔ اور اس وقت تمام یورپ کو آگ سے خاص تعلق ہے آگ سے ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے سورج کو بڑا عظیم الشان مرکز آگ کا یقین کرکے اسکی پرستش ہوتی ہے بلکہ عیسائی مذہب نے توریت کا عظیم الشان حکم سبت کا توڑ کر **سن ڈے** بزرگ دن مانا ہے۔ نیز اگر دیانند نے راستبازی اور تحقیق سے کہا ہے۔ کہ آریہ ورتی

شمال سے آئے تو کوئی تعجب نہیں کہ یہ لوگ بہی انہیں یاجوج ماجوج کی شاخ ہوں ۔ لاکن اگر سیا ایران سی آئی
ہیں تو پہر ذوالقرنین کے ملک سے ہیں۔ جو یاجوج ماجوج کا مخالف تہا۔
پہر میں کہتا ہوں اس قوم یاجوج ماجوج کے ثابت کرنیکے لئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت نہیں حقیقةً
ضرورت نہیں ۔ اسلئے کہ لنڈن میں ان دونوں قوموں کے مورثان اعظم کے **اسٹیچو** (بت)
موجود ہیں ۔ غور کرو ۔ اور سُنو ۔ اس تحقیق میں بحمداللہ **نورالدین** اول انسان ہے جسنے اردو میں اسکو
شایع کیا ہے ۔ افسوس ہمارے یہاں آجکل فوٹوگرافر نہیں ۔ والا ہم انکی تصویر بڑی خوشی سے شایع کرتے اصل
رسالہ میں یاجوج ماجوج کی تصویر بہی دی ہے اس تصویر سے ظاہر ہے ۔ کہ دو بڑے بڑے کندہ کئی ہوئی بُت
گلڈہال کی دیوار کے دو زاویوں پر دھرے ہُوئے ہیں ۔ یہ دُنیا بھر کے مشہور و معروف دیو یاجوج ماجوج
ہیں ۔ ان کا گلڈہال سے ایک ایسا خاص تعلق ہے ۔ کہ اسپر کچھ لکہنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔
اگلے زمانہ میں .... لارڈ میئر کی نمائش کے دن انکو باہر لایا جاتا تہا کہتے ہیں ۔ کہ یہ بت اسلئے بنائے گئے تہے
کہ زمانہ قدیم کے **یاجوج ماجوج** اور کارینیس [illegible] کی یادگار قائم رہیں جو اس جزیرہ
(انگلستان) پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تہے ایک عرصہ بعد ان دو لڑنیوالوں میں سے ایک کا نام بہول گیا
تو دوسرے کے نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (تاکہ دونوں کی یادگار قائم رہے) پہر یہ بہی روایتاً یقین کیا گیا ۔
ہے کہ ہمارے شہر لنڈن کی بنیاد اسی حملہ آور یاجوج ماجوج نے ڈالی تہی اور اول ہی اول اس کا نام ([illegible]
[illegible]) یعنی نیا ٹرائے رکہا یہ شہر سن عیسوی سے ایکہزار سال پیشتر انگلستان بڑا مشہور شہر ہوتا تہا
دونوں بت جو گلڈہال کے ورانڈے میں رکہے ہیں ۔ ہر ایک ۱۴½ فٹ بلند ہے یاجوج جو بائیں پہلو کو
ہے ۔ اسکے ہاتہ ایک لمبا عصا ہے جسکے ساتہ زنجیر سے ایک گولا (ک) بندہا ہوا ہے ۔ وہ گولا میخوں سے
پُر ہے یہ ایک اوزار تہا ۔ جسکو تاریخ زمانہ وسطی میں صبح کا تارا بولتے تہے ۔ علاوہ ازیں یاجوج کی پشت پر
ایک کمان اور ترکش ہے ۔ جو تیروں سے پُر ہے ۔
دائیں طرف دوسرا بُت ماجوج کا ہے ۔ جو ڈہال اور برچھی سے مسلح ہے اُس نے ایسا لباس پہنا
ہوا ہے جو رومیوں کی مذہبی سوسائٹی کے لوگ پہنا کرتے تہے جنکے زمانہ میں یہ بت بنائے گئے (دیکھو صفحہ ۶۵ و
۶۶ - ۶۷ - ۶۸) رسالہ گائیڈ ٹو دی گلڈہال لنڈن ۔ ایک کتاب مصنفہ ٹامس بارہم مطبوعہ سنہ ۱۸۵۵ء میں
لکہا ہے کہ موجودہ بُتوں سے پہلے انکی جگہ دو اور دیو تہے ۔ جو وصلی اور ٹہنیوں اور چھڑیوں سے بنے ہوئی تہی ۔
اور وہ لارڈ میئر کے دن نمائش کیلئے باہر لائے جاتے تہے ۔ لیکن جب بسبب مدید زمانہ کے بوسیدہ ہو گئے تو انکے
قائم مقام موجودہ عظیم الشان ٹہوس بت تراش کر بنائے گئے وُہ شخص جس نے ان کو بنایا تہا اوسکا نام

کپتان رچرڈ ساندرس تہا جسکو اس کاریگری کے عوض میں ستر پونڈ دئے گئے۔
ہمارے مفسروں نے تو فرمایا ہے کہ وہ پہاڑ چاٹتے ہیں۔ اوران کو پانی کے برابر کردیتے ہیں۔ مگر میں بحمداللہ دیکھتا ہوں۔ کہ انہوں نے پہاڑ۔ دریا۔ لوگوں کا مال۔ عزت جاہ وسلطنت بلند پروازی۔ ہمت واستقلال سب کچھ کہا کر ہو نے کے سانپ کی طرح تم دیکہ لوڈ کار بہی نہیں لیا۔ بلکہ جیسے ہمارے ملک میں پادعیب ہے ان کے یہاں توڈ کار عیب ہوگیا ہے اوران کے کان تو اتنے لمبے ہیں۔ کہ مشرق ومغرب تک کی آواز ہر روز سُنکر سوتے اور اُٹھتے ہی سُنتے ہیں۔
زمانہ سابق میں جبکہ تار بیڈو اور توپ کا عام موقع نہ تہا۔ لوگ دیواروں سے حفاظت کا کام لیتے تہے جنہیں فصیل کہتے تہے۔ چنانچہ لاہور کی فصیل ہمارے سامنے گرائی گئی۔ امرت سر کی خندق وفصیل ہمارے سامنے ضایع کی گئی وغیرہ وغیرہ بلکہ دیانند اور منوجی نے فصیلوں کا اپنے شاستروں میں ذکر فرمایا ہے جنکا آگے حوالہ آتا ہی غرض اپنے اپنے وقتوں میں حملہ آوروں کی حفاظت کیلئے لوگوں نے ایسی دیواریں بنائی ہیں۔ اسی طرح چین کی دیوار مشہور عالم ہے **فضل بن یحیی** برمکی نے اسلام میں ایک ایسی دیوار بنوائی دیکھو مقدمہ ابن خلدون اقلیم ثالث کا بیان صفحہ ۵۴ میں ہے کہ ترک اور بلاد ختل میں ایک ہی مسلک مشرق میں ہے وہاں فضل نے ایک سد بنوائی۔

تقویم البلدان
سد سبا ۸۱ — ۹۷
سد مارب ۹۶ - ۹۷
سد یاجوج ماجوج ۲۰۶
اور بنام دربند صفحہ ۳۵ اور بنام حصن ذوالقرنین ۹۳

کتاب البلدان میں صفحہ ۱۷ و ۲۹۸ و ۳۰۱ - اور مراصدالاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے دیکھو مراصدالاطلاع باب الباء والالف طبع فرانس جلد اول اور اسکی تائید آثار باقیہ سے بہی ہوتی ہے صفحہ ۴۱ - کہ باب الابواب ایک شہر ہے۔ بحر طبرستان پر جسکو لوگ بحر خزر کہتے ہیں۔ اور وہ جبل قبق کے بہت دروں میں سے ایک درہ ہے اس درہ میں ایک دیوار کو انوشیروان (یہ نیا انوشیروان نہیں پرانا ہے) نے قوم خزر کے حملوں سے بچنے کے لئے بنوایا تہا۔ کیونکہ خزر قوم فارس پر (یہ وہی فارس ہے جو میدیا کی جز وہے) ایسے حملے کرتے تہے کہ ہمدان اور موصل تک پہنچ جاتے تہے۔ اور مراصدالاطلاع کی جلد نمبر ۲ باب السین والدال کے صفحہ نمبر ۱۷ میں ہے کہ سد یاجوج وماجوج جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ ترکوں کی آخری حد پر مشرق وغیرہ میں ہے اور اسکی خبر عام شہرت رکہتی ہے سلام ترجمان کی خبر میں اس کا مفصل بیان ہے یہ صاحب مراصد نے اسکی تفصیل کی ہے غرض ایسی دیواریں ہوئی ہیں +

چین کی دیوار بہت مشہور ہے حاجت ذکر نہیں اور اسکو ہم کسی صورت میں سد ذوالقرنین تسلیم نہیں کر سکتے اسلئے کہ قرآن کا طرز ہے کہ اہل کتاب کے جھگڑوں میں ایسے امور کو بیان کرتا ہے جو غالباً اہل کتاب کی کتابوں میں ہوں۔ اور اہل کتاب کی کتاب دانیال میں ہمیں ذوالقرنین کا حال صاف صاف ملتا ہے کسی چینی بادشاہ کا نام ذوالقرنین کتب سابقہ اور اسلامی روایات و لغت سے ثابت نہیں۔ یورال کی گھاٹیوں میں بھی ایسی دیوار دں کا پتہ عرب کے بڑے بڑے جغرافیوں سے ملتا ہے۔

(۱) مراصد یاقوت حموی۔ مطبوعہ فرانس (۲) مسالک الممالک ابو اسحٰق ابراہیم الاصطخری الکرخی مطبوعہ برازیل

(۳) تقویم البلدان سلطان عماد الدین اسمٰعیل پیرس (۴) نزہتہ المشتاق للادریسی۔

(۵) آثار الباقیہ احمد بیرونی مطبوعہ جرمن (۶) مقدمہ ابن خلدون۔ طبع مصر۔

(۷) المسالک والممالک۔ ابن حوقل طبع لنڈن یہ میرے پاس بحمد اللہ ہیں انمیں بھی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ کتاب البلدان کے صفحہ ۳۔ ۵۔ ۹۵۔ ۱۰۴۔ ۱۹۳۔ ۱۹۸۔ ۳۰۱۔ اور مسالک الممالک ۶ و ۷۔ بلکہ ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ سملاس نمبر ۶ فقرہ ۲۳ میں شہر پناہ کے بارہ میں بھی حکم ہے۔ کہ شہر کے چاروں طرف شہر پناہ رکھنا چاہئے۔

اسی قاعدہ کے موافق اس بادشاہ نے آرمینیہ اور آذربائیجان کے درمیان جیسا بیضاوی وغیرہ مفسروں نے لکھا ہے دیوار بنائی بلکہ اور اور دیواریں بھی ان بادشاہان میدو فارس نے بنائیں اور ایسی دیوار کیونکر تعجب اور انکار کا موجب ہو سکتی ہے جبکہ تمہارا منہ سیاہ کرنے کو سینکڑوں کوس کی لمبی دیوار چین میں اب بھی موجود ہے بلکہ ہمنے ایک دیوار کانٹے دار جھاڑیوں کی سینکڑوں کوس تک ہندوستان میں صرف سانبھر کی حفاظت کے لئے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ ایسی صاف اور واقعی بات کیا اعتراض کا محل ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر ۱۸ آسمان بغیر ستونوں کے ہیں۔ یہ خلق السموٰت بغیر عمد ترونہا پر اعتراض کیا ہے اور کلمہ طیبہ فمن یستمع الآن یجد لہ شہاباً رصداً پر اعتراض کیا ہے جیسے کہا ہے جو کی پہروں سے آراستہ پیدا کئے گئے ہیں۔ جب شیطان چپ چاپ بات سننا چاہے تو ان کو ستارے توڑ کر مارتے ہیں۔ یہ آیات ہیں جن پر اعتراض کیا ہے ان آیات کو ہم آگے لکھیں گے۔

الجواب آیت سوال نمبر ۱ کا تو یہ منشا ہے کہ تمام بلندیاں کسی ایسے سہارے سے قائم نہیں جن کو تم دیکھ سکو۔ قرآن کریم میں ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (پ ۲۱۔ لقمان) ترجمہ۔ پیدا کیا اوس نے تمام آسمانوں کو بغیر کسی ایسے ستونوں کے کہ جو تم دیکھو اون کو۔ پس یہ کیسی صاف صداقت ہے۔ جس کے خلاف کوئی عقلمند چون و چرا نہیں کر سکتا۔ نادان انسان کیا تو نے ان کروں کے باہر کسی ستون

کو دیکھا ہے جو اعتراض کرتا ہے تمہارے مذہب میں ایشور کو محیط کل مانا ہے۔ جب وہ ان آسمانوں کو محیط ہوا تو کیا وہ ستون تم دیکھ سکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں **شنو** اس کا نام آتا ہے جسکے معنی محیط کے ہیں پس اس صداقت پر کیا اعتراض ہے پھر اس کا نام پرش ہے جسکے معنی محیط کے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸
دوسرے اور تیسری نمبر کے جواب دینے سے پہلے مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے صاف اور بدیہی امور کو بیان کردوں جنکے ملحوظ رکھنے سے آیات نمبر ۲۔ اور ۳ کے فہم میں بہت سہولت ہو کیونکہ اس سوال پر آجکل بہت زور دیا جاتا ہے اور عام کالجوں کے لڑکے اور وہاں سے نکل کر بڑی عہدوں پر ممتاز اور ان کے ہم صحبت ایسی باتوں پر بہت تمسخر کرتے ہیں۔ پس چند امور بدیہی کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا۔

اول۔ مناظر قدرت کو دیکھنے والے مختلف الاستعداد لوگ ہوا کرتے ہیں مثلاً دوسرے کی آنکھوں کو ایک بچہ بھی دیکھتا ہے۔ جو مصنوعی اور اصلی آنکھ میں تمیز نہیں کرسکتا۔ پھر ایک عقلمند بھی دیکھتا ہے گو وہ اصلی اور مصنوعی میں فرق کرلیتا ہے مگر آنکھ کے امراض سے واقف نہیں ہوسکتا اور نہ اسکی خوبیوں اور نقصانوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ پھر شاعر دیکھتا ہے۔ جو اسکی حسن و قبح پر سینکڑوں شعر لکھ مارتا ہے پھر طبیب و ڈاکٹر دیکھتا ہے جو اسکی بناوٹ اور امراض پر صدہا ورق لکھ دیتا ہے پھر موجدین دیکھتے ہیں۔ جیسے فوٹوگرافی کے موجد نے دیکھا اور دیکھکر فوٹوگرافی جیسی مفید ایجادیں کیں پھر اسکو وہ بھائی دیکھتے ہیں۔ جنہوں نے عجیب در عجیب ٹیلس کوپ وغیرہ ایجاد کئے۔ پھر ان سے بالاتر صوفی دیکھتا ہے اور اس سے بھی اوپر **انبیاء و رسل** دیکھتے ہیں اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ کریم دیکھتا ہے۔ غرض اسی طرح پر ہزاروں ہزار نظارہ ہائے قدرت ہیں اور ان کے دیکھنے والے الگ الگ نتیجے نکالتے ہیں۔

اب ہم شہاب ثاقبوں کے متعلق لکھتے ہیں۔ شہاب وہ چیزیں ہیں۔ جنہیں انگریزی میں میٹیرز کہتے ہیں یہ تو بچہ عامی۔ شاعر حکیم سب یکسان دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ شہب گاہے گاہ نظر آتے ہیں۔ اس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اب یہ بات کہ کیوں گرتے ہیں۔ اس پر خداداد عقل والے بھی غور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ کیوں گرتے ہیں، و نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کا کوئی کام لغو اور بے حکمت نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم میٹیرز کے متعلق عامیوں کے بیفائدہ نظارہ کو چھوڑ کر پہلے حکماء کا نظارہ بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میٹیرز آسمان میں سے کرہ ہوائی میں داخل ہو کر روشن ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہر روز ۲۰ ملین ہوا میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹے اور عام اور روزانہ ہیں۔ رات کے پچھلے حصہ میں پہلے کی نسبت تین گنے زیادہ ہوتے ہیں۔ میٹیرز کی فوج دورے کے ساتھ آتی ہے۔ یہ دورہ صدی میں تین بار ہوتا ہے عموماً نومبر کے مہینہ میں اور بڑے دورے مفصلہ ذیل ہیں۔

سنہ ۲۸۶ ہجری و سنہ ۵۹۹ ہجری (مئی سنہ ۶۱۰ء) و سنہ ۹۰۲ء و سنہ ۹۳۱ء و سنہ ۱۰۰۲ء و سنہ ۱۱۰۱ء و ۱۹ جنوری سنہ ۱۱۳۵ء و سنہ ۱۲۰۲ء
و سنہ ۱۳۶۶ء و ۱۰ مارچ سنہ ۱۵۲۱ء (حیرت بخش رمی ہوئی) سنہ ۱۵۳۳ء و سنہ ۱۶۰۲ء و سنہ ۱۶۹۸ء و سنہ ۱۷۹۹ء و سنہ ۱۸۳۲ء و سنہ ۱۸۶۶ء
و سنہ ۱۸۷۲ء۔ بعض میٹیرز سورج کے گرد شکل کانک سکشن (انقطاع خروطی) میں دورہ کرتے ہیں میٹیرز
کایٹ کے گرد بہت ہوتے ہیں وہیں سے آتے ہیں۔ جن دنوں کا کٹ نمودار ہوتا ہے ان دنوں میں یہ بھی
کثرت سے گرتے ہیں۔ خود کائٹ بھی ایک می ٹی ارز ہے۔

کیمیکل (کیمیاوی) امتحان سے معلوم ہوا ہے کہ مفصلہ ذیل اشیاء می ٹی ارز میں پائے جاتے ہیں۔ اور کوئی چیز
نہیں پائی جاتی۔ لوہا۔ ایلومینی ام۔ میگ نے سی ام۔ پوٹاسی ام۔ سی لی کن۔ سوڈیم۔ اکسیجن۔ کیل کی ام۔ نکل
آرسینک۔ کابلٹ۔ فاسفورس۔ کرومیم۔ نائیٹروجن۔ میگنیسی۔ سلفر۔ کلورائین۔ کاربن۔ ٹی ٹے نی ام۔
ہائیڈروجن۔ ٹین۔ تانبا۔

تمام مقامات جن میں میٹیرز جمع کئے گئے ہیں یورپ میں وائنا پیرس۔ لنڈن۔ برلن اور امریکہ میں نیوہیون
ایمہرسٹ۔ لوئزول۔ یہ پتھر عموماً بڑے نہیں ہوتے عجائب خانہ میں ایک سو پونڈ سے زیادہ وزن کے پتھر کم ہی پائے
جاتے ہیں۔ ایسی بارش ان پتھروں کی شاذ و نادر ہی ہوئی ہوگی۔ جسمیں کل پتھروں کا وزن ہزار پونڈ تک پہنچا
ہو۔ مقام پلٹسک کے نو سو پچاس سالم پتھر پیرس کے عجائب خانہ میں موجود ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا اوسط
وزن ۶۷ گرام ہے یعنی ۲½ اونس سے بھی کم ہے سٹاک ہولم کے عجائب خانہ میں ایک پتھر کا وزن ایک گرین
سے بھی کم ہے مقام ایمیٹ کی بارش میں ایک پتھر قریباً ۵۰۰ پونڈ کا گرا تھا۔

میٹی ارک آیرن اس قسم کا ایک ٹکڑا ۱۶۳۵ پونڈ وزنی ییل کالج میوزی ام میں موجود ہے
قریباً اتنے ہی حجم کا ایک ٹکڑا پیرس کے میوزی ام میں ہے اس سے کسیقدر چھوٹا ٹکڑا واشنگٹن کے نیشنل
میوزیم میں ہے۔ اور ان سے ایک بہت بڑا ٹکڑا برٹش میوزیم میں ہے۔

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ ہم اس مذہب کی تحقیق بیان کرتے ہیں جسکو پال نے مذہب اسلام سے ادیر تعین کیا
ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسلام سے وہ مذہب اچھا ہے اسکی آخری تحقیقات کی کتاب مکاشفات کے باب ۱۲ میں ہے

ایک بڑا سرخ اژدہا جسکے سات سر اور دس سینگ اور اس کے سروں پر سات تاج تھے ظاہر ہوا اور اسکی
دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور انہیں زمین پر ڈالا۔" اور اسی باب میں ہے۔ پھر آسمان پہ
لڑائی ہوئی میکائیل اور اسکے فرشتے اژدہے سے لڑے اور اژدہا اور اسکے فرشتے لڑے۔ پھر متی ۲۴
باب ۲۹ آیت ستارے گر پڑینگے" اور بروج کے متعلق مسیحی کتابوں میں ہے۔ دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۲ آیت
کیا تجھ میں قدرت ہے کہ منطقۃ البروج ایک ایک اسکے موسم پر پیش کرے "

اور شہابوں کے بارے ان میں لکھا ہے دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۶ - آیت میں ہے یا کس نے شہابوں کو فہمید عطا کی؟ اس سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ شہابوں کو بھی فہمید ہے پر آگے بیان نہیں کیا کہ کیا فہمید ہے اور اس فہمید سے کیا کام لیتی ہیں - اور زبور ۱۰۴ میں ہے وہ اپنے فرشتوں کو روحیں بناتا ہے اور اپنے خدمت گذاروں کو آگ کا شعلہ -

اب تک ہم نے یہ باتیں بیان کی ہیں - کہ میٹی یارز - الکایات - شہاب ثاقب اور شعلہ ہائے نار آسمان سے گرتے نظر آتے ہیں - اور کتب یہود اور مسیحوں نے بھی نہیں بتایا - کہ کیوں گرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ فعل آلہی ہے - اسلئے لغو بھی نہیں بلکہ ضرور ہے کہ عادۃ اللہ کے موافق اسمیں بڑی حکمتیں ہوں -

اب تیسرا امر جو اس مضمون میں مجھے بیان کرنا ہے یہ ہے کہ الہامی مذاہب قائل ہیں کہ دیوتا - ملک اور فرشتے موجود ہیں - اور ان کا ماننا ضروری ہے کیونکہ آلہی کلام میں ان کا ذکر ہے اور شیاطین اور جن بھی ہوتے ہیں اور ان کی مخالفت کرنا ضروری ہے میں بھی الہامی مذہب اسلام کا معتقد ہوں اور اسکی پاک کتاب میں پاتا ہوں

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ پ بقرہ

رسول ایمان لایا اسپر جو اتارا گیا اسکی طرف اسکے رب سے اور مومن بھی سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر

اسلئے میں فلاسفروں سائنسدانوں - برہموؤں اور آریہ سماجیوں کے لئے ایک دلیل وجود ملائکہ پر اور انپر ایمان لانیکی ضرورت کی وجہ بیان کرتا ہوں شاید کوئی رشید اور سعادت مند اسپر توجہ کرے -

سب سے پہلے میرے نزدیک ہزارہا ہزار انبیاء و رسل جو راستبازی میں ضرب المثل تھے - اور انکے مخلص اتباع کا اعتقاد اس بارے میں کہ ملائکہ اور شیاطین ہیں بہت بڑی دلیل ہے مگر ایک دلیل مجھے بہت پسند آئی ہے - جسے میں پیش کرتا ہوں اور دلیری سے پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ میری بار بار کی تجارب میں آچکی ہے اور وہ یہ ہے تمام عقلاء میں یہ امر مسلم ہے کہ اس زمین کا کوئی واقعہ بدون کسی سبب کے ظہور پذیر نہیں ہوتا بلکہ صوفیا کرام اور حکمائے عظام اسبات پر متفق ہیں کہ کوئی امر حقیقت میں اتفاقی نہیں ہوا کرتا تمام امور علل اور حکم سے وابستہ ہوتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں - کہ تنہائی میں بیٹھے بیٹھے نیکی کا خیال بدون کسی تحریک کے کیوں اٹھتا ہے بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے - کہ ارد گرد بدکار - بدیوں کے مرتکب ہوتے ہیں - بلکہ بعض لوگوں کو دیکھا ہے - کہ بدی کے عین ارتکاب و ابتلا میں ان کو نیکی کی تحریک اور رغبت پیدا ہو جاتی ہے - **کوئی بتائے** کہ اس تحریک نیک اور رغبت پسندیدہ کا وقوع کیوں ہوا - آیا بلا سبب اور اتفاقی طور پر ؟ یہ تو باطل ہے کیونکہ تجارب نے ہمکو باطل ٹھیرایا ہے پس لامحالہ نیکی کا محرک ضروری ہے اسی نیکی کے محرک کو اسلامی کتب اور شریعت میں ملک کہتے ہیں - اور ان کے اس تعلق و تحریک کو **لمّۃ الملک** کہا گیا ہے وہ ملک لطیف اور پاک روحیں ہیں -

جنہیں قلوب انسانی سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ہر وقت قلوب کی تحریک میں لگے رہتے ہیں اور انکے مدمقابل اور انکی تحریک کے مخالف شیاطین اور ابلیسوں کی روحیں ہیں۔ جو بدی اور بدکاری کی محرک ہیں ان کے اس تعلق کا نام **لمۃ الشیطان** ہے۔

ایمان بالملائکہ کے معنی اور اسکا فائدہ

شریعت اسلام میں حکم ہے کہ فرشتوں پر ایمان لاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ تم کو نیکی کی تحریک کریں تو معًا اوسیوقت اس نیکی کو کرلو تو کہ اس نیکی کے محرک کا تعلق تم سے بڑھے اور وہ زیادہ نیکی کی تحریک دے۔ بلکہ اسکی جماعت کے اور ملائکہ بھی تمہارے اندر نیکی کی تحریکیں کریں اور اگر اس تحریک کو نمانوں گے۔ تو اس ملک نیکی کے محرک کو تم سے نفرت ہو جائیگی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ملائکہ سے تعلق بڑہاؤ تو کہ نیکی کی تحریک بڑہے اور آخر وہ تمہارے دوست بن جاویں قرآن کریم میں اس نکتہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

(پ۲۴ فصلت)

جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہی ہے پھر اس اقرار پر پکے ہو گئے انپر فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور خوشی مناؤ اس جنت کی کہ جسکا تمہیں وعدہ دیا جاتا تہا ہم دنیا میں اور آخرت میں تمہارے ساتھی ہیں۔

(اور فرمایا ہے)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (پ۹ انفال)

اور یقین جانو کہ اللہ انسان اور اُسکے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

اور ان ملائکہ کے مدمقابل یا ضد ظلمت و ہلاکت دوری اور عدم کے فرزند شیاطین اور ارواح خبیثہ ہیں انکے تعلقات سے ان کی جماعت دوست بنتی ہے آخر اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں ملائکہ۔ دیوتا۔ اہرمن۔ ارواح خبیثہ اسر شیاطین کے تعلقات سوان مظاہر قدرت سے تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر آخرکار اچھے لوگوں کو اور اچھے لوگوں سے پیوستگی ہو جاتی ہے اور بُروں کو اور بُروں سے بلکہ یہ تعلقات اس قدر ترقی پذیر ہوتے ہیں کہ ذرات عالم میں اچھے ذرات کا اچھوں سے تعلق ہوتا ہے اور بُری موذی دکھ وایک ذرات کا بُروں سے کیا کوئی شخص **تاریخی مشاہدات** اور تجارب صحیحہ سے ہمیں بتا سکتا ہے کہ آتشک اور خاص سوزاک جذام اور گھنونے اور گندی امراض اور جانگداز ناکامیاں مامور من اللہ رسولوں اور اُنکے پاک جانشینوں کو لاحق ہوتی ہیں یا ان کے مخالفوں کو قرآن کریم کیسے زور سے دعویٰ فرماتا ہے کہ مقبولان و مقربان الٰہی کے یہ سچے

نشان ہیں اسی واسطے کوئی صحابی حضرت خاتم النبیین بہرہ نہیں ہوا۔

اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۲۸ - مجادلہ)	یہی لوگ خدا کی جماعت ہیں - اور یاد رکھو خدا کی جماعت مظفر و منصور ہے اور فرمایا -
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ۲۸ منافقون)	اور غلبہ سدا اللہ اور اسکے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے اور فرمایا -
اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ - (پ۲۴ مومن)	ہم ضرور کامیاب کرتے ہیں اپنے رسولوں اور مومنوں کو دنیا کی زندگی میں اور پیش ہونیوالوں کے پیش ہونے کے دن میں

اس جنگ اور اولیاء اللہ کی کامیابی کے متعلق جیسے دیو - امر سنگرام کہتے ہیں ہم نے اس رسالہ میں بہت جگہ تذکرہ کیا ہے **چوتھا امر** قابل بیان یہ ہے - کہ وسایل و وسائط کو تمام دنیا کے مذاہب ضروری تسلیم کرتے ہیں کا فر و مومن جاہل و عالم - بت پرست و خدا پرست - سوفسطائی دہریہ جناب الٰہی کا معتقد غرض سب کے سب وسایل و وسائط تو عملاً مانتے ہیں کون ہے جو بھوک کیوقت کھانا - پیاس کے وقت پینا - سردی کے وقت کوئی دوائی یا گرمی حاصل کرنیکا ذریعہ اختیار نہیں کرتا - مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کیلئے ریل ٹرین یا اسٹیمر کو پسند نہیں کرتا اگر مومن صرف حضرت حق سبحانہ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور اہوا سے پرہیز کرتا ہے تو غرض اسکی اُسے ذریعہ قرب الٰہی بنانا ہوتا ہے اور بت پرست اگرچہ حماقت سے بت پرست ہے مگر کہتا وہ بھی یہی ہے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳ - زمر) ہم تو انکو خدا کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں - اگرچہ یہ انکا کہنا اور اس کا عملدرآمد غلط ہی ہے -

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسباب صحیحہ بھی ہوتے ہیں - اور ایسے اسباب بھی ہیں جن کا مہیا کرنا مومن کا کام ہے اور ایسے بھی جن کا مہیا کرنا عام عقلمندوں اور داناؤں کا حصہ ہے - اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب ماننا باعث شرک ہے - اور ایسے بھی ہیں - جنکو سبب خیال کرنا جہالت اور وہم اور حماقت ہے - **تعجب انگیز بات** ہے کہ بہت سے فلاسفر سائنسدان - اور حکما علل مادیہ اور اسباب مادیہ پر بحث کرتے کرتے ہزارہا نکات عجیبہ اور دنیوی امور میں راحت بخش نتایج پر پہنچ جاتے ہیں - مگر روحانی ثمرات پر ہنسی ٹھٹھہ کر جاتے ہیں جنوب و شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق میں اور اسپر مشرق و مغرب کو چھان مارا ہے اور سورج اور چاند کی کرنوں سے اور روشنیوں سے بیشمار رمزیں لوٹے ہیں - لیکن اگر کسیکو انہیں نظاموں سے ہستی باری پر بحث کرتا دیکھ لیں تو اسکے لئے مذہبی جنون اور اسکو مجنون قرار دیتے ہیں کیا بیتلیسہ نظارہ ہے -

جس کو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے ؎ اشقیا در کارِ عقبیٰ جبری اند + اولیا در کارِ دنیا جبری اند
علم ہندسہ جس کی بنا پر آج انجنیرنگ اور اسٹرانومی معراج پر پہنچ گئی ہے سوچ لو کیسے فرضی امور سطح
مستوی اور نقطہ سے جس کو سیاہی سے بناتے ہیں۔ اور قلم کے خط سے شروع ہوتا ہے۔ خط استویٰ۔ جدی
سرطان افق نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتیں ہیں۔ مگر اس فرض سے کیسے حقائق مادیہ تک پہنچگئے ہیں لیکن
اگر ان بدنصیبوں کو کہیں کہ مومن بالغیب ہوکر دعاؤں اور نبیوں کی راہوں پر چلکر دیکھو تو کیا ملتا ہے۔ تو
ہنسکر کہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں وحشی بنانا چاہتے ہیں۔ مینے بارہا ان (مادیون) کو کہا ہے تندرست آنکھ
بدون اس خارجی روشنی اور تندرست کان بدون اس روشنی کے اور تندرست کان بدون خارجی ہوا کے
اور ہمارا نطفہ بدون ہم سے خارج رحم کے بہت دور کی اشیاء بدون ٹلس کوپ کے باریک در باریک اشیاء
بدون مائکرسکوپ کے دُور دراز ملکوں کے دوستوں کی آوازیں بدون فونوگراف کے اور انکی شکلیں بدون
فوٹوگرافی کے نہیں دکہائی دیتیں۔

اب جبکہ تم ان وسائط کے قائل ہو اور اضطراراً قائل ہونا پڑتا ہے۔ تو روحانی امور میں کیوں وسائط
کے منکر ہو خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر بہی تم ملک اور شیاطین کے وجود پر کیوں ہنسی کرتے ہو افسوس اس کا
معقول جواب آجتک کسی نے نہیں دیا۔ ناظرین جس طرح سچے وسائط ہمارے مشاہدات میں ہیں اسی طرح
سچے وسائط مکشوفات میں بہی ہیں۔ جس طرح مشاہدات میں آلہی ذات وراء الوراء ہے اور ضرور ہے اسیطرح
آلہی ذات روحانیت میں بہی وراء الوراء ہے۔ اگر روحانیات میں بہی بعض وسائط غلط اور وہم ہیں۔ تو
مشاہدات ہی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہیں۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام اور ان کے ارواح کے لئے بطور رجان کے ہیں۔ شیاطین بہی ہلاکت
ظلمت اور جناب آلہی سے دوری اور دکہوں کے پیدا کرنیکے لئے بمنزلہ اسٹیم کے اسٹیم انجن کے لئے ہے۔

خلاصہ امور چہارگانہ مذکور (۱) مظاہر قدرت کے دیکھنے والے اعلیٰ ہی ہوتے ہیں اور ادنیٰ
بہی ادنیٰ کو اعلیٰ کی رویت۔ رویت کا انکار مناسب نہیں (۲) الکاپات۔ مٹی ارز۔ شعلے ایک عظیم الشان کارخانہ
ہے اور اسمیں اسقدر مواد ہوتے پس کیا وہ صرف اس لئے گرتے ہیں۔ کہ چند عجائب خانوں میں پڑے رہیں
اور خدا کا یہ عظیم الشان فعل لغو ہے؟ نہیں ہرگز نہیں (۳) فرشتے ملک۔ سر شیاطین۔ اہرمن اسرہیں۔
اور انکا باہم عداوت کا رشتہ ہے انکی جنگ نور و ظلمت بلکہ عدم و وجود کے جنگ ہے۔
(۴) اگر وسائط غلط اور بُرے ہیں تو وسائل صحیح اور عمدہ بہی ہیں اب ہم آیات کا ترجمہ لکہتے ہیں جنمیں اس
جنگ، کا تذکرہ ہے اور پوچہتے ہیں انصاف سے بتاؤ۔ کہ آریو کیا تمہارا کام تھا۔ کہ تم انکار کرتے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ (پ۱۴ حجر ع۲)

(۲)

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَى وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ -

(۳) (پ۲۳ صافات)

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (پ۲۹ تبارک)

۴- إِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا

(پ۲۹ جن)

ضرور ہمنے ہی بنائے آسمان میں روشن اجرام اور خوبصورت بنایا اُنہیں دیکھنے والوں کے لئے اور محفوظ رکھا ہمنے اُنہیں ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک شوندہ تک بازیا مردود سے ہاں اگر کوئی چھپکر سننا چاہی تو اسکے پیچھے لگتے ہیں۔ شہاب ثاقب بیٹی ارز۔ الکایات۔

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس ورلے آسمان کو کواکب کی زینت سے اور محفوظ کردیا ہمنے اُسے ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک ہونیوالے متکبر ضدی سے ملاءِ اعلیٰ کی باتیں نہیں سُن سکتے اور ہر جانب سے دھکیلے جاتے ہیں دُتکارے جاتے اور ان کے لئے دائمی دُکھہ دینے والا عذاب ہے ہاں اگر کوئی جھپٹی مارے تو اسکے پیچھے لگتے ہیں شہاب ثاقب بیٹی ارز۔ الکایات۔

ہم ہی نے مزین کیا اس ورلے آسمان کو روشن چراغوں سے اور کر دیا ہمنے انہیں مار شیاطین کیلئے اور تیار کر دیا ہمنے ان کیلئے جلنے کا عذاب۔

تحقیق ہم بیٹھتے تھے بیٹھنے کی جگہوں میں سُننے کے لئے پس اب اگر کوئی بات سُننا چاہی پاتا ہی اپنے لئے شہاب انتظار میں۔

تم ہندیوں اور عام یورپ والوں سے تو طائف کے عرب نمبردار ہی اچھے نکلے اسکی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم کے عہد [illegible] سعادت مہد میں ستی اندر غیر معمولی بکثرت نظر آئے۔ تو عام طور پر لوگوں نے خیال کیا کہ آسمان تباہ ہو چلا۔ اسلئے لگے اپنے مویشیوں کو ذبح کرنے تب اُن کے نمبردار عبد یالیل نے کہا کہ اگر وہ تارے نظر آتے ہیں جن سے تم لوگ راہ نمائی حاصل کرتے ہو تو جہان خراب نہیں ہوگا۔ یہ ابن ابی کبشہ (ہمارے نبی کریم کی طرف اشارہ کرتا ہی) کے ظہور کا نشان ہے۔

ابن کثیر میں ہے۔ انا لمسنا السماء کے نیچے ہی ابن جریر کہتا ہے اس آیت کے نیچے کہ آسمان کی حفاظت دو باتوں کے وقت ہوتی ہے یا عذاب کیوقت جب ارادہ الٰہی ہو کہ زمین پر اچانک عذاب آجاوے۔ یا کسی

مصلح راہ نمائی کے وقت اور یہی معنی ہیں اس آیت شریفہ کے ۔

أَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا (پ۲۹ جن)

یعنی ستاروں کے گرنیکو دیکھہ کر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ آیا زمین والوں کے لئے تباہی کا ارادہ کیا گیا ہے یا انکو ربنے انہیں کوئی فائدہ پہنچانا ہے

خدا تعالی کی عادت ہے کہ مصلح کے تولد ظہور اور اسکی فتحمندی پر حزب الرحمن اور حزب الشیطان کی جنگ ہوا اوپر ہوتی ہے پھر زمین پر ۔ آیہ کریمہ فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا (پ۳۰ نازعات) اور فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا (پ۲۶ ذاریات) اور آیہ إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (پ۳۰ طارق) کے نیچے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے مفصل لکھا ہے کہ فرشتے بروج پر اثر ڈالتے ہیں ۔ اور ان سے ایک اثر ہوا اور دیگر اشیا پر پڑتا ہے اور ملائکہ کا اثر شہب میں بھی نفوذ کرتا ہے +

۲۸ ۔ نومبر ۱۸۸۵ء میں ۲۷ ۔ اور ۲۸ نومبر کی درمیانی رات میں غیر معمولی کثرت سے شہب گری تو اسوقت ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو اس نظارہ پر یہ وحی بکثرت ہوئی دیکھو ۲۳۸ صفحہ براہین احمدیہ ۔

یا احمد بارک اللہ فیک ۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی

اور اسکے بعد دُم دار ذوالسنین نظر آیا اور ۱۸۷۲ء کی رمی شہب غیر معمولی تھی ۔ والحمد للہ رب العالمین

پس یہ اور کل کواکب زینت سما الدنیا ہیں اور روحانی عجائبات کی علامات ہیں اور نیز ان سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے یہی تین فائدے بخاری صاحب نے اپنی صحیح میں بیان فرمائے ہیں ۔ اب اس سوال کا جواب ختم کرتے ہیں ۔ مگر قبل اسکے کہ ختم کریں آیات ذیل کا بیان بھی مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ (پ۱۹ ۔ شعرا)

تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (پ۱۹ ۔ شعرا)

اللہ سے دور ہلاک ہونیوالی خبیث روحوں کے ذریعہ یہ کلام الٰہی نازل نہیں ہوا اور انکی یہ شان ہی نہیں اور ایسا کلام لانیکے لئے وہ طاقت ہی نہیں رکھتے بے ریب ایسا کلام سننے سے وہ الگ کی گئی ہیں کیونکہ تمام شیطانی کاموں کا قرآن مجید میں استیصال ہے بھلا شیطان اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے شیاطین تو ہر ایک کذاب ۔ مفتری ۔ بہتانی بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں ۔

سوال نمبر ۸۲ رمضان میں رات کو کہایا کرو ۔ چرند پرند اور کیڑے رات کو آرام کرتے ہیں ۔ مگر روزہ دار کو پیٹ کی پڑی ۔ عرب میں تو یہ قانون چل گیا مگر قطب شمالی و جنوبی میں کیا کیا جاویگا ۔

الجواب انسان چرند پرند نہیں ان پر اور ان کے کاموں پر انسان کے کام چلتے ہیں وہ تو دید ہی

نہیں پڑہتے کیا انسان ہی نر پڑہیں۔ مگر یہ بتاؤ کہ رگوید آدی بہاشیہ بہومکا کے لکہنے والا آتنی عقل بہی نہیں رکہتا تہا جسقدر تمہاری عقل ہے۔ گو وہ گریجوایٹ بی۔اے نہ تہا کہ وہ ۱۸۷ میں لکہتا ہے جو شخص اتی راتر برت کو ہیرایہ میں مینیہ یگیہ کا جزو ہے پورا کر کے اشنان کرتا ہے اسے تیرتھ کہتے ہیں سوم یگیہ کے موقعہ پر آدہی رات کے قریب یگیہ سے فارغ ہو کر دودہ وغیرہ پینے کو کہتے ہیں یہ آدہی رات کو دودہ وغیرہ پینا کیسا ہے۔ قطب شمالی پر وہی کیا جاویگا۔ جواب تک کیا جاتا ہے۔ اور قرآن نے ہمکو بتایا کیا تمکو نہیں پڑہایا گیا کہ دو وقت سندہیا کرو تین وقت نہیں سندہیا کے لئے رات اور دن کا باہمی ملنا یہ مقرر وقت ہے اسلئے دن اور رات کے ملاپ میں یعنی طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پرمیشور کا دہیان اور اگنی ہوتر ضرور کرنا چاہئے۔ جو شخص ہر دونوں کام صبح و شام کے وقت نہ کرے اوسکو بہلے لوگ سب دوجون کے کاموں سے باہر نکال دیں یعنی اسکو شودر کی مانند سمجہیں۔ سوال تین وقت سندہیا کیوں نہیں کرتے۔ جواب تین وقت میں سندہی اتصال نہیں ہوتی روشنی اور تاریکی کا ملاپ ہی شام اور صبح دو ہی وقت ہوتا ہے سملاس نمبر ۴ نمبر ۶ صفحہ ۱۲۷۔ پس عبادت کے دو ہی وقت ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ گرین لینڈ میں یہہ قاعدہ وید کا کس طرح چل جلتا ہے اور کیونکر ایک بار میں لاہور گیا تو وہاں کئی ایک نوجوان میرے پاس آئے اور یہی گرین لینڈ کا سوال پیش کیا۔ اور قریب تہا۔ کہ وہ کہہ دی کہ صاحب اسلام کو اس ملک کی آگہی نہ تہی۔ میں نے اس سے کہا کہ چور کا ہاتہ کاٹنا قرآنی حکم اور اسلام کا عملدرآمد تہا اور ہاتہ کٹے چور مسلمان بہی ہو جاتے اور ہوتے تہے۔ نمازیں بہی پڑہتے تہے اور قرآن کریم میں وضو اور تیمم کیوقت دونوں ہاتہوں کا دہونا یا مسح کرنا ضروری تہا۔ پر چور ہاتہ کٹے ہان ہاتہ کا مسألہ کیوں چہوڑ دیا گیا۔ بات یہ ہے۔ کہ عقلمند انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقلمند بنایا ہے۔ کیا مناسب نہیں انسان کہیں عقل سے بہی کام لے جہاں ہاتہ ہی نہیں ان کا دہونا کیسا اور جہاں ماہ رمضان نہیں وہاں رمضان کے روزے کیا معنے اور بہی بہت قسم کے جواب ہیں۔ مگر تمہارے مذاق کے لئے ایک راہ پر ہمیں چلنا ہے اور چونکہ تم مذہبی آدمی کہلاتے ہو تمہیں اسی رنگ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوا۔ اگر سائنسدان اس طرح کا اعتراض کرتا تو اسکے مناسب حال اسکے جواب کو حاضر ہیں ہمنے اسلام کو مذاہب الہامیہ۔ سوفسطائیہ۔ دہریہ۔ اور سائنس دان سب کے سامنے کیا ہی اور کرینگے اور کامیاب ہوئے اور ہونگے۔ دیانند نے تو دوپہر اور نصف اللیل کی سندہیا سے انکار کر دیا ہے کہ وہ وقت لیل و نہار کے ملنے کا نہیں تو گرین لینڈ میں بتاؤ۔ سندہیا کیونکر کی جاوے گرو دیسے جواب دینا ہمارے جواب سے جی نہ چہرانا انصاف شرط ہے اگر طلب حق کی پیاس ہے۔ کیا روزہ دار مسلمان فاتح نہیں ہوئے اور کیا روزے سے دار کرواڑوں۔ ہندوؤں آریہ سے کمزور ہیں۔ کیا روزہ دار آریہ ورت کے فاتح نہیں ہوئے۔ روزہ داری

کا سریہ ہے کہ سلیم الفطرت پیاس کے وقت گہر میں دودھ۔ بالائی۔ برف رکھتا ہے کوئی اوسکو روکنے والا نہیں۔ بہوک کیوقت گھر میں انڈے مرغیاں پلاؤ موجود اور کوئی روکنے والا نہیں قوت شہوانیہ موجود گھر میں اپسرا دلربا موجود پھر اسکے نزدیک نہیں جاتا صرف الٰہی حکم کی پابندی سے وہ رُکتا ہے اس مشق سے وہ حرام کاری حرام خوری سے کس قدر بچیگا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سادہی کا جنس نفس چیند پرند کرتے ہیں اندکاربن کا روکنا مفید ہو سکتا ہے؟ پرانا یام میں آریہ سانس بند کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۳۸۔ خدا نے زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور خدا کو تکان نہ ہوئی۔ ہاتھ سے بنانے کی کیا ضرورت تہی۔ کن سے بناتا وغیرہ وغیرہ۔

الجواب۔ کیا اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے مشورہ کی بہی ضرورت ہے پرمیشر احکم الحاکمین حضرت رب العٰلمین سرب شکتیمان ہیں۔ القادر الصمد اور الغنی ہیں۔ پھر سرشٹی کو میتھنی کیوں بنایا۔ پھر کیا ضرورت تہی کہ عورتوں سے صحبت ہو ان میں مرد کا نطفہ پڑے اور بشکل لڑکا ایک تنگ سوراخ سے نکلکر محنت و مشقت سے جوان ہو زمیندار اور گاؤ ماتا کے بچے دکھ اٹھادیں اور غلہ پیدا ہو۔ زیر اعتراض یہ آیتیں ہیں۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ (پ ۲۷ ذاریات) وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ (پ ۲۶ ق) کس قدر صاف اور صریح بات ہے مگر بدفطرت نکتہ چین ہر ایک حسن کو بدصورتی ہی قرار دیتا ہے۔ اسمیں ایک لفظ یُدْ ہے جس پر صفات الٰہیہ سے جاہل کو اعتراض کا موقعہ مل سکتا ہے اس لفظ اور صفات الٰہیہ کی حقیقت ہم پہلے صفحہ ۲۸ سوال ۲۷ میں بیان کر چکے ہیں ہمنے وہاں بیان کیا ہے کہ صفات اپنے موصوف کی حیثیت اور طرز پر واقع ہوتی ہیں مثلاً چیونٹی کا ہاتھ میرا ہاتھ شیر کا ہاتھ اور مثلاً اس وقت ہند کی حکومت لارڈ کرزن کے ہاتھ میں ہے بیہودہ بکواس کرنا اناپ شناپ کہدینا اور بدون علم و فہم کے اور بدوں اس کے کہ ویدوں کا تمہیں علم ہو ویدوں کی تائید میں گالی دینا جہوٹ بولنا تمہارے ہاتھ میں ہے اور اس کے سوا تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں اور اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں تمام جہان کا تصرف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ جناب الٰہی کی شان کے مطابق اسکے ہاتھ مانو اور اگر یوں نہیں مانتے تو سنو۔ سام وید فصل دوم حصہ دو کا پر پہاٹک نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۷ میں ہے اندر بطور اس دیوتا کے جس کا بازو قوی ہے ہمارے لئے اپنے ہاتھ سے بہت سی پرورش کرنیوالی لوٹ جمع کر۔ بتاؤ اندر کون ہے پھر اس کا داہنا ہاتھ کیا ہے اور اس سے لوٹ کرنا یہ کیسے الفاظ ہیں کیا تمنے پرمیشر کا نام سہنسر باہو نہیں پڑھا اگر نہیں پڑھا تو یجر وید کا پرش سکت دیکھو۔ پھر اور سنو یَدْ کے معنی قوت کے ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ (پ ۲۳ ص) یعنی یاد کرو ہمارے بندے داؤد کو بہت ہاتھوں والا (بڑا طاقت ور) وہ جناب الٰہی کیطرف توجہ کرنیوالا ہے اور یَدْ کے معنی نصرت

وغیرہ کے بھی ہیں راغب میں ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (پ۲۶ فتح) ای نصرتہ ونعمتہ وَقُوَّتِہٖ
ید کے معنی ملک و تصرف کے بھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ (پ۲ بقرہ)
ان معنوں میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہوسکتا ہے اور عام انسانی بول چال میں بھی ہاتھ کا لفظ ان سب معنوں پر
بولا جاتا ہے بتاؤ تو تمہاری سمجھ میں کوئی معنی بھی ان معنوں سے آتے ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۸۴۔ زمین پر پہاڑ اسلئے رکھے کہ وہ آدمیوں کے بوجھ سے ہل نہ جاوے۔

الجواب قرآن کریم میں اس مضمون کی آیۃ تو کوئی نہیں البتہ یہ آیۃ ہے وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْھٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ (پ۱۴ نحل) اس آیت میں ان تمید بکم کا لفظ ہے جسکے معنی تمہیں بتاتے ہیں اور دوسری آیۃ اسی مضمون کی یہ ہے وَجَعَلْنَا فِیْھَا رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ وَجَعَلْنَا فِیْھَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّھُمْ یَھْتَدُوْنَ (پ۱۷ انبیاء) دونوں میں تمید کا لفظ ہے جو جہالت کے سبب سے دشمنان اسلام کی سمجھ میں نہیں آیا سنو۔ لغت عرب میں ماد فی یمید فی الطعم (مفردات القرآن للراغب) اور مید کے معنی ہیں بانٹا دیکھو۔ ماد یمید میداً ومیداناً تحرک (قاموس اللغۃ) مادھم اصابھم دوار (قاموس) والمائدۃ الدائرۃ من الارض (قاموس) ان معنوں کے لحاظ سے جو ماد فی یمید فی کے کئے گئے ہیں اس آیت کے یہ معنی ہوئے۔ کہ رکھے زمین میں پہاڑ اسلئے کہ کھانا دیں تمہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کہ ان میں برفیں پگھلیں چشمے جاری ہوں ندیاں نکلیں پھر ان کے سیل پر اس سطح سے جسمیں ٹیک ہوتی ہے پانی مصفٰے ہوکر کنوؤں میں آتا ہے پھر اس سے کھیت سرسبز ہوتے ہیں یہ بھی ایک سلسلہ علاوہ رحمت کے سلسلے کے ہے جو باران رحمت آلٰہیہ سے ہے جسکا ذکر اس کلمہ طیبہ میں ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (پ۱ بقرہ) اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیۃ کے یہ معنی ہوئے کہ ہمنے زمین پر پہاڑ رکھے۔ کہ چکر کھاتے ہیں ساتھ تمہارے یہ الٰہی طاقت کا ذکر ہے کہ اس نے اتنے بڑے مستحکم مضبوط پہاڑوں کو بھی زمین کیساتھ جکڑ دیا رکھا ہے اور نظام ارضی میں کوئی خلل نہیں آتا اب کوئی انصاف کرے کہ کن معانی پر اعتراض کی جگہ ہے ہمنے تصدیق براہین احمدیہ کی جلد ۲ میں اس مضمون پر بسط سے کلام کیا تھا۔ اس مسودہ سے بھی یہاں مختصراً کچھ نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے مکذب براہین احمدیہ کے اعتراض کا تیسرا حصہ یہ تھا" اہل اسلام کے نزدیک پہاڑ بمنزلہ میخوں کے زمین پر ٹھونکے گئے یہ خام خیالی ہے"۔

الجواب۔ خام خیالی کا دعوٰی کرنا اور ثبوت نہ دینا یہی معترض کی خام خیالی ہے۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ (پ۲۱ لقمان) اور آیۃ کریمہ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا (پ۳۰) ایک نہایت سچی فلسفی ہے اور اس سچی فلسفی پر جدیدہ علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتی ہیں اور انہی شاہدات

سے بہی ہم گزشتہ دیرینہ حادثات کا علم حاصل کر سکتے ہیں طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے اچھی طرح ثابت ہو سکتا ہی کہ اس زمین کا ثبات وقرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السموٰت والارض نے تکوین جبال اور خلق کوہسار سے ہی فرمایا ہی اور زمین کے تپ لرزہ کو اس علیم وقدیر نے تکوین جبال سے تسکین دی ہے چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ زمین ابتدا میں ایک آتشین گیس تہا جسکی بالائی سطح پر دہواں اور دخان تہا۔ اور اس امر کی تصدیق قرآن کریم سے بہی ہوتی ہے جہاں فرمایا ہی ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ (پ۲۴ فصلت) پہر وہ آتشین مادہ اوپر سے بتدریج سرد ہوکر ایک سیال چیز بن گیا۔ جسکی طرف قرآن شریف ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہی۔ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ (پ۱۲ ہود) پہر وہ مادہ زیادہ سرد ہوکر اوپر سے سخت اور منجمد ہوتا گیا۔ اب بہی جس قدر اسکے عمق کو غور سے دیکھتے جادیں اس کا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا حصہ گرم ہے کوئلوں اور کانوں کے کہودنیوالوں نے اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ گو اس نتیجہ میں فلاسفروں کو اختلاف ہے کہ چھتیس مائل عمق سے نیچے اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہی۔ جسکی گرمی تصور سے بالا ہی (اسلام نے بہی دوزخ کو نیچے بتلایا ہے) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تہی۔ اسوقت زمین کے اس آتشین سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تہا اور اسلئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تہی۔ اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ زمین کی اندرونی موجوں سے بڑی بڑی مواد نکلے جن سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہو گئے آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی۔ اور اسکے ثبات وثقل نے اس آتشی سمندر کی موجوں کو دبا لیا۔ تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی۔ اسی واسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ أَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ اور اسکے بعد فرمایا۔ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ۔ الْقَىٰ کا لفظ جو آیۃ القیٰ فی الارض میں آیا ہے اسکے معنی ہیں۔ بنایا کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بجائے القیٰ کے جعل کا لفظ آیا ہے جسکے صاف معنی ہیں۔ بنایا اور ان امور کی کیفیت آیۃ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا (پ۲۴ فصلت)	اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اسمیں برکت رکہی اور اس پر ہر قسم کی کہانیکی چیزیں پیدا کیں۔

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں آپ سے میری مراد وہ سعادتمند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹہا دیں۔ قرآن کریم میں ایک آیۃ ہے اس کا مطلب ایسا لطیف ہی کہ جس سے یہ تمہارا سوال بہی حل ہو جاوے اور قرآن کی عظمت بہی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ	اور تو پہاڑونکو دیکھکر گمان کرتا ہی کہ وہ مضبوط جمے ہوئے اور

مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ (پ۲۰ - نمل)	وہ بادل کی طرح اُڑ رہے ہیں یہ اللہ کی کاریگری قابل دید ہے جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے ۔

غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے - کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمی ہوئی نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں - اور یہہ کیسا عجیب نکتہ ہے -

سوال نمبر ۸۵ } خدا آسمان اور زمین کو تھام رہا ہے افسوس خدا کی قدرت کتنی کمزور ہے کہ زمین بنا کر اوسکو تھامنا پڑا اسیواسطے اوسکو اُونگھہ اور نیند نہیں آتی - اتنے بڑے بکھیڑے ڈال کر بھلا خدا کو نیند کہاں نصیب ہو -

الجواب - تھامنا - اور پھر آسمانوں اور زمین کا تھامنا او احمق انسان کیا کسی کے ضعف کا نشان ہے یا قوت کاملہ کا - پھر یہ تو بتا کہ کیا پران نام اوس کا غلط ہے (اور جیسے پران کے اختیار میں تمام جسم اور حواس ہوتے ہیں ویسے ہی پرمیشور کے قابو میں تمام جہان رہتا ہے غلط ہے) اور پھر کیا ہر نیہ گربھ جسکے معنی کسی نے سہارا لکھے ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ اوس نے کوئی حماقت کی ہے اور کیا وایو جس کا ترجمہ ساکن جہان کو زندہ اور قائم رکھنا کئے ہیں - کسی ست میخوار کی بڑھ ہے ستیارتھ صفحہ ہاں شاید فنا کرتا ہے کا لفظ دیکھکر آپ نے ہمپر اعتراض کیا ہے تو پھر کیا برسپتی نام غلط ہی جسکا مصدر پا ہی اور جسکی معنی حفاظت ہیں اور کیا یہ جھوٹ ہے اچھا قیوم لفظ پر آپ کا اعتراض ہی تو پھر کیا کیتو جس کا مصدر کت ہی اسکے معنی قیوم نہیں ؟ پھر کیا وہ پتہ نہیں جسکا مصدر پا بمعنے حفاظت کی ہے ہمارا خدا تو نہ سوتا ہی نہ اُونگھتا ہی یہ کیا وید کا خدا سوتا ہے اور اونگھتا ہی کہ تمنے ہمپر اعتراض کیا ہی اگر قدیم ہندیوں کے حوالے تم تسلیم کرنیوالے ہوتے تو لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (پ۳ - بقرہ) کے مقابلہ میں خدا سوتا اور لکھشمی اوسکے پاؤں ملتی دکھلاتے -

سوال نمبر ۸۶ - فرشتوں کے پر ہوتے ہیں -

الجواب - تمہارے ابا گورو جی تو کشف و الہام کے قائل نہیں تھے - کہ فرشتوں کو دیکھتے اور سمجھتے ہی کیوں کر انکے نزدیک تو قریباً دو ارب برس گذرا ہے کہ جو الہام ہو چکا سو ہو چکا - پھر تو خدا ابھی تک خاموش ہے رہے فرشتے سو ان کی آنکھیں ہی نہ تھیں - کہ وہ ان کو دیکھتی تم میں سی جنھوں نے دیکھا انکی باتوں کو تم پوپ لیلا مانتے ہو خود تم واقف نہیں کہ ہم تمکو وید کی رچیں سناتے نہ تمہارا گورو اس علم تک پہنچا - کہ ہم تم کو الزامی جواب دیکر خوش کرتے دوسروں کا حوالہ دیتے تو آپ تسلیم کس طرح کرتے اس لئے اب ہم وقت ضایع نہیں کرتے اگر آپ ویدک دہرم چھوڑ کر فلسفہ کا مذہب اختیار کریں اور پھر اعتراض کریں تو اس کا بھی

ہم جواب دینے کو تیار ہیں مگر سعادتمندوں کے لئے مناسب ہی کہ دیکھیں فقرہ نمبر ۵ دیباچہ کا۔

سوال نمبر ۸۷۔ خدا دوزخ سے پوچھیگا۔ کہ کیا تو اتنے آدمی اور پتھر کھا کر سیر ہوئی ہے کہ نہیں بیٹھ جہنم بولیگی۔ کیا کچھ اور بھی ہے۔ یعنی اگر کچھ اور باقی ہے تو دے بکیے۔ مفسر کہتے ہیں۔ خدا اپنے دونوں پاؤں دوزخ میں ڈالدے گا اور جہنم کو سیر کر دیگا۔

الجواب۔ تمہارے یہاں پرمیشور کا نام سرب بیاپک ہی تو کیا وہ نرک میں نہیں ہے قرآن کریم میں صرف اس قدر ہے۔ یَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ (پ ۲۶ ق) اور جو تم نے مفسروں کا قول نقل کیا ہی۔ اسمیں یہ ہے جہنم ہل مزید کہتی رہیگی حتّٰی یضع رب العزۃ قدمہ اور کہیں ہے یضع الجبار قدمہ اور کہیں ہے حتّٰی یضع اللہ رجلہ پس قبل اسکے کہ تمکو مفصل جواب دیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ الفاظ ذیل کے معنی لغت عرب سے لکھہ دیں۔

جہنم۔ رب۔ عزت۔ جبار۔ قدم۔ رجل۔

(۱) جہنم۔ دوزخ۔ نرک۔ عذاب کی جگہ۔

(۲) رب کے معنی بڑا یا لنہار۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیا داروں بڑے آدمیوں پر بھی۔ فرعون نے کہا۔ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ (پ ۳۰ نازعات) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہونیوالا تہا۔ فرمایا۔ کہ اذکرنی عند ربک (پ ۱۲ یوسف) یعنی اپنے مالک و امیر کے پاس میرا ذکر کیجو اور اسی رب کی جمع ارباب ہی جسکے متعلق فرمایا۔ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ ۱۲ یوسف)

(۳) عزت۔ بڑائی۔ حمائت۔ جاہلوں کی ہٹ۔ قرآن کریم میں شریر وںکے متعلق فرمایا أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ (پ ۲ بقرہ) اور فرمایا ہے کہ جب شریر کو عذاب اور دکھ دیا گیا تو کہا جائیگا۔ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (پ ۲۵ دخان) پس رب العزت کے یہ معنی بھی ہوئے۔ متکبر۔ ضدی۔ ہٹ والا

(۴) جبار کے معنی مصلح کے بھی ہیں۔ اور ظالم کے بھی مصلح کو تو عذاب ہو نہیں سکتا۔ اور ظالم کے حق میں آیا ہے۔ خاب کل جبار عنید مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶ میں ہے ہب ہب دوزخ میں ایک وادی ہی اس میں جبار لوگ داخل ہونگے۔

(۵) قدم جس شخص کو کہیں بھیجا جاوے اُسے قدم کہتے ہیں۔ قاموس اللغۃ میں ہے۔ قدمہ الذین قدمہم من الاشرار فهم قدم اللہ للنار۔ کما ان الخیار قدم اللہ للجنۃ ووضع القدم مثل للردع والقمع۔ احادیث میں ہے دماء الجاهلیۃ موضوعۃ تحت قدمی۔ ترجمہ قدم اس کا وہ بد لوگ ہیں۔ جن کو وہ حسب انکے اعمال کے آگ میں بھیجے گا۔ جیسے کہ برگزیدہ لوگ بہشت کیلئے قدم اللہ

ہیں۔ یعنی وہ جنہیں حسب انکے اعمال کے اللہ تعالیٰ بہشت میں بھیجیگا۔ اور قدم رکھنے کے اصل معنی ہیں۔
روک دینا اور بیخکنی کر دینا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاہلیت کے خون میری قدم کے نیچے رکھ
گئے ہیں۔ یعنی میں ان کے انتقاموں سے قوم کو منع کرتا ہوں اور اُن کو مسلتا ہوں۔
(۴) رجل کے معنی قدم۔ جماعت عربی زبان میں آتا ہے رجل من جراد یعنی ٹڈیوں کا ٹڈی دل جماعت
اب کس قدر صاف معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو فرمائیگا۔ کیا تو بھر چکی وہ عرض کریگی کیا کچھ اور بھی ہے
تب اللہ تعالیٰ شریروں اور ظالموں اور ان کی جماعت کو جو جہنم کے لائق ہیں سبکو جہنم میں ڈال دیگا
خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ نرکی اور جہنمی نرک اور جہنم میں داخل کئے جاوینگے۔ اور یہی انصاف و
عدل ہے۔ اب بتاؤ اس پر اعتراض کیا ہوا۔

سوال نمبر ۸۸ دوزخکو آدمیوں جنوں۔ پتھروں سے بھریگا۔ معلوم نہیں جن کون ہیں پتھروں
نے کیا گناہ کیا ہی کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اسکے ساتھ رکھتا ہی۔

الجواب۔ کیا شریر آدمی تمہارے ہاں نرک میں نہیں جائینگے۔ جن بھی ایک اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی
مخلوق ہے کیا اگنی کی مخلوق آگ میں نہیں رہتی۔ ہمارے ناظرین کو تعجب ہوا ہوگا۔ کہ کیا اگنی سے بھی کوئی مخلوق
پیدا ہوئی ہے ہم انہیں بتاتے ہیں۔ کہ آریہ میں اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی بھی ایک مخلوق ہی ستیارتھ پرکاش
کے صفحہ ۲۷۷ میں لکھا ہے کہ اپنشد میں توپانی سے اسکی علت آگ کو جان۔ معلوم ہوا کہ آریہ کے نزدیک
پانی آگ سے بنا ہی۔ جن اس لفظ کے معنی لغت عرب میں دیکھو۔ قاموس میں لکھا ہی جن الناس بالکسر جنا ہم بالفتح
معظم لعینی انسانوں میں جن بڑے آدمی کو کہتے ہیں اور جن ایک مخلوق بھی ہی جن میں نیک و بد ہوتے ہیں یاد رکھو
بڑے شریر تو ضرور دوزخ میں جائینگے۔ آدمی ہوں یا کوئی اور خبیث روح وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (پ بقرہ)
کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسانوں اور پتھروں میں جو تعلق پیدا ہوا ہی کہ انسانوں نے پتھروں کی پرستش شروع کردی
ہے یہی تعلق دوزخ کی اشتعال کا باعث اور اس کا ہیزم ہی۔
آپ کے سوال کا آخری حصہ تو بڑا سچا ہی۔ کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اسکے ساتھ ہی رکھتا ہی اسی واسطے اس
روشنی کے زمانہ میں حیا یہ کی کلیں نکالکر قرآن کریم کی کثرت کردی ہی کیا ہی اچھا ہوا کہ تمہاری بیہودہ صلاح پردہ چلنے والا ایمان

سوال نمبر ۸۹۔ خدا کو جب قرضہ دو وہ دوگنا واپس کریگا۔ خدا سود حرام کرے خود دوگنو سود پر
قرضہ لے۔ وہ کان دار دن کو رات کیا ہے پھر حسب عادت بکواس کی ہی۔

الجواب۔ بہکے ہوئے بال بچوں کہیں بھی آدمیت شرافت۔ انسانیت سی کام لینو کا موقعہ ہاتھ لگتا ہی
یا نہیں ضرور تو لیلے بکریوں کے بچوں پر ترس کہاتا ہے اور انسانوں کو جھوٹ بولکر دکھ دینے سے خوف

نہیں کرتا۔ کیا تو اس بدزبانی سے کامیاب ہوگا۔ سُن قرض بھی عربی لفظ ہے۔ پنجابی نہیں قرض کے معنی القرض ویکسر ماسلفت من اساءۃ واحسان۔ وماتعطیہ لتقضیہ لتقضاہ واقرضہ اعطاہ قرضا۔ وقطع لہ قطعۃ یجازی علیہا۔ قاموس اللغۃ پہلے معنی کے لحاظ سے ایسی فعل کا نام قرض ہے جسکا بدلہ ہم نے پانا ہے۔ یہ قرضہ دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔ ایک بُرا دوسرا ایک بھلا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (پ انعام) یعنی کون ہے جو صرف اللہ کے واسطے اچھے اعمال کرے پس اللہ تعالیٰ اسکو اسکا بڑھا کر اجر دے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (پ۲ بقرہ) جیسی ترک اسلام لکھکر تو نے ہمکو مقروض کیا تو ہمنے خدا کے فضل سے الزامی جوابوں سے اور پھر تحقیقی جوابوں سے مع تمہاری اصل سوالوں کے وہ قرضہ مع شے زائد ادا کردیا اللہ تعالیٰ اس دینے والیکو اسکے اجر میں بہت بڑھا کر دیگا آمین یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی کا بدلہ بڑھ چڑھ کر دیتا ہے۔ دوسری ایک آیت اسکی تصریح کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ۳ بقرہ) ترجمہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنیوالونکی مثال اس دانہ کی ہے جسنے سات بالیاں نکالیں۔ ہر بالی میں سو دانے۔ اور اللہ جسکے لئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑھ چڑھ کر دیتا ہے اگر آریہ کے وکیل کو قرآن پر ذرا بھی غور کرنیکی طاقت ہوتی تو ایسی ہرزہ درائی نہ کرتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف موجود ہے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا (پ۴ آل عمران) یعنی کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے۔ اور ہم غنی ہیں۔ کیا معنی ہم انکی بات کو محفوظ رکھینگے اور فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ (پ۲۲ ۔ فاطر) اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے اگر آریہ کے وکیل کو قرآنی سمجھ نہ تھی تو کاش دنیا کے معاملات پر ہی نظر ہوتی قرآنی صداقتیں تو ہر جگہ اور ہر وقت نمایاں ہیں کیا جو شخص پرامیسری نوٹ لیتا۔ یا سیونگ بنک میں ایک غریب سود خوار اپنا روپیہ رکھتا ہے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ گورنمنٹ غریب ہے ہرگز نہیں۔ رہی یہ بات کہ خدا کے سپرد کیا ہوا مال بڑھتا ہے یا نہیں اس امر کی صداقت تمام جہان کو کھیتوں کے نظارہ سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک ایک دانہ سے کتنا غلہ حاصل ہو جاتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا جسمیں لکھا ہے:۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (پ۲ بقرہ) اس کا ترجمہ ہوا کون ہے جو اللہ کے حضور اعلیٰ نیکی کرے (یا اسکی رضا کے لئے مال کو دے) بڑھا کر دیگا۔ اسکے لئے اللہ تعالیٰ اور اللہ لیتا ہے۔ اور بڑھاتا ہے اور اسی کی طرف تم جاؤگے اور بدلہ پاؤگے۔ (قرضہ کا الزامی جواب دیکھو منو دھیائے نمبر ۶-۹۴)

بے فکر ہو کر اس دہرم کو کرتا ہوا بدھ پورونک و یدانت شاستر کو سُن کر تینوں رن یعنی قرض کو ادا کرکے

سنیاس دہارن کرے"۔

سوال نمبر ۹۰۔ خدا چاہتا تو سب کو ایک دین پر کر دیتا۔ سوالات۔ ایسا کیوں نہیں کیا مذاہب کا خون بہتا دیکھنا اسے خوش ہے شیر بھیڑیا کا جنگ رومیوں کی طرح دیکھتا ہے۔ ٹیلی میگس ایلی میگس آکر خون بہائے۔

الجواب۔ پھر اعتراض کیا ہوا۔ کیا تمام مخلوق الٰہی ایک ہی دین پر ہے اور قرآن نے واقعہ کے خلاف کہا ہے خدا ہے تو ہی مانتا ہے سرب شکتیمان ہے۔ توانا ہے۔ تمام خلقت اُسکے قابو میں ہے توانا ہے سب کے اندر ہے یہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کیا تم نہیں مانتے اور نہیں جانتے۔ کہ وہ سرب بیاپک ہے اور سب کا پران (اعضا) ہے اس صورت میں ضروری تھا کہ کل دُنیا تمہارے اس عقیدہ اور اصطلاح کیموافق بھی ایک ہی دین پر ہوتی مگر نظارہ دکھا رہا ہے کہ واقعہ اس طرح نہیں اور یہ قانون قدرت ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس نے نہیں چاہا کہ سب ایک مذہب پر ہوں ایسا کیوں نہیں چاہا۔ اس کا جواب صاف یہ ہے کہ اسکی اچھیا۔ خون بہتا دیکھنا اُسے خوش ہے دیکھتا ہے اور پھر نہیں روکتا اور برابر دیکھتا ہے۔ واقعات عالم اس کی تصدیق کے عادل گواہ موجود ہیں ٹیلی میگس ایلی میگس تھیٹر میں آیا۔ تو کیا کشت وخون بند ہو گیا اب تک فرانس میں ڈویل ہوتا ہے تمام یورپ اور امریکہ بڑھ چڑھ کر آئے دن خونخوار تیز سے تیز ہتیار بنا رہے ہیں۔ ٹرنسفال اور انگلستان کے ڈیرا و رنیڑ ہزاروں نہیں لاکھوں ہلاک ہوئے اور سیری نہیں ہوئی۔ اور نہ کوئی ٹیلی میگس ایلی میگس وحشی روک سکا۔ بلکہ دیانند نے بھی تمکو اُکسایا ہے۔ جہاں کہا ہے کہ سیواجی اور گورو گوبند جی ایک ایک نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا سلطنت کی کوشش کرو۔

پھر شستروں کے بنانے اور سمجھانیکی تحریک کی ہے ہمارے شہر کے ایک مشہور وکیل نے مجھے کہا تھا کہ اسپین سے بھی تو آخر اہل ملک نے مسلمانوں کو نکال دیا تھا۔ اگر آریہ مسلمانوں کو انڈیا سے نکال دیں۔ تو کوئی تعجب کی بات ہے ایک نظیر موجود ہے چنانچہ دفتروں میں جہاں جہاں ان ازلی غلاموں کا بس چل رہا ہے اپنی پست فطرتی اور کینہ کشی اور تنگ ظرفی کا اظہار برابر کرتے اور خدا کی مخلوق کو دُکھ دے رہے ہیں اور پھر بھی خدا سے مہجور لوگ یہ کاروائی کر رہے ہیں ادھر خدا کے فرشتے یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہے ہیں اس لئے کہ خدا کے مُنہ کی باتیں سچی ثابت ہوں جو فرمائی ہیں کہ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (پ۳ آل عمران)+

سوال نمبر ۹۱۔ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

الجواب۔ دیکھو سوال نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے جواب۔

سوال نمبر ۹۲- خدا شرک کے سوا باقی تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ کرم تھیوری کو چھوڑ کر توبہ۔ عفو اور شفاعت کے مسئلے گھڑے گئے۔

الجواب- بی۔ اے گریجوایٹ بننے کا دعوی! ہیڈ ماسٹری کا فخر۔ برہمچریہ بننے کا شوق آریہ سماج سرِ رشت قوم میں بیٹھنے کا شوق اور تکرار اور بکواس اور بیہودہ بار بار اعتراض کرنے اور دل دکھانے کی عادت کیا توبہ۔ عفو اور شفاعت پر سوال نمبر ۶ و ۷ و ۲۱ میں تم اعتراض نہیں کر چکے۔ کرم کے تھیوری کو تو خود تھیوری کہتا ہے سائنس نہیں کہتا کیا تھیوری اور واقعات ایک چیز ہیں۔

سُن شرک ایسی بُری بلا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے بنانیوالے نے بھی اسے بدکاریوں کا جامع قرار دیا ہے۔ دیکھو سملاس نمبر ۱۱ فقرہ نمبر ۵۰ صفحہ ۴۱۹۔

(۱) بت پرستی ادہرم ہے۔ کفر بے ایمانی ہے۔

(۲) کروڑوں روپیہ مندروں پر خرچ کر کے (لوگ) مفلس ہوتے ہیں۔ اور اسمیں کاہلی ہوتی ہے۔

(۳) عورتوں مردوں کا مندروں میں میل ہونے سے زنا کاری۔ لڑائی۔ بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں (۴) اسی کو دھرم ارتھ کام اور مکتی کا ذریعہ مان کر سُست ہو کر انسانی جامہ رایگان کھوتے ہیں (۵) مختلف قسم کی متضاد۔ اشکال۔ نام اور حالات والے بُتوں کے پوجاریوں کا ایک عقیدہ نہیں رہتا اور متضاد عقیدے رکھ کر اور باہمی نفاق بڑھا کر ملک کی بربادی کرتے ہیں۔

(۶) اسی کے بھروسے دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان بیٹھے رہتے ہیں۔ انکے ہار ہو کر سلطنت۔ آزادی اور دولت کا آرام ان کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے۔ اور آپ محتاج بغیر بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں۔

(۷) جب کوئی کسی کو کہے کہ ہم تیری نشستگاہ یا نام پر پتھر دھریں۔ تو جیسے وہ اس پر خفا ہو کر مارتا یا گالی دیتا ہے۔ ویسے ہی جو پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتھر وغیرہ بت دھرتے ہیں ان بُری عقل والوں کی تباہی پرمیشور کیوں نہ کرے۔

(۸) وہم میں پڑ کر مندر بہ مندر ملک بملک پھرتے پھرتے تکلیف پاتے۔ دھرم۔ دنیا۔ اور عاقبت برباد کرتے۔ چور وغیرہ سے عذاب پاتے (اور ٹھگوں سے لٹتے رہتے ہیں)

(۹) بدچلن پوجاریوں (مجاوروں) کو دولت دیتے ہیں۔ وے۔ اس دولت کو بیسوا۔ زنا کاری شراب گوشت کے کھانے۔ لڑائی بکھیڑوں میں خرچ کرتے ہیں۔ جس سے دینے والیکے آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۰) ان باپ وغیرہ قابل تعلیم لوگوں کی بے عزتی کر پتھر وغیرہ بتوں کی عزت کر کے محسن کش ہو جاتے ہیں۔
(۱۱) ان بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا یا چرا لے جاتا ہے تب ہائے ہائے کر کے روتے رہتے ہیں۔
(۱۲) پوجاری غیر عورتوں کی صحبت اور پجارن غیر مردوں کی صحبت سے اکثر معیوب ہو کر عورت مرد کی محبت کی راحت کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔
(۱۳) سوامی (آقا) سیوک (نوکر) کی آگیا کی فرمانبرداری پوری طرح نہ ہونے سے باہم مخالفت ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔
(۱۴) غیر مدرک کا دھیان کرنے والے کی روح بھی کند ہو جاتی ہے کیونکہ دھیان کی گئی چیز کی جڑپن کا خاصہ انتہ کرن کے ذریعے روح ضرور آتا ہے۔
(۱۵) پرمیشور نے خوشبودار پھول وغیرہ اشیا ہوا پانی کی بدبو دور کرنے اور صحت کیلئے بنائے ہیں ان کو پجاری جی توڑ کر یہ نہ جانتے ہوئے کہ ان پھولوں کی کتنے دن تک خوشبو آکاش میں پھیل کر ہوا پانی کی صفائی دکرتی اور کہاں ہی خوشبو کے وقت تک انہیں رہتی اسکی بربادی درمیان میں ہی کر دیتے ہیں۔ پھول وغیرہ کیچڑ کیساتھ مل سڑ کر الٹی بدبو پیدا کر دیتے ہیں۔ کیا پرمیشور نے پتھر پر چڑھانے کیلئے پھول وغیرہ خوشبودار اشیا بنائی ہیں۔
(۱۶) پتھر پر چڑھے ہوئے پھول۔ صندل اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے سے موری یا حوض میں آکر سڑ جاتے ہیں اس سے اتنی بدبو آکاش میں پھیلتی ہے۔ کہ جتنی انسان کے براز کی اور ہزاروں جانور اس میں پڑتے اسی میں مرتے سڑتے ہیں۔
ایسے ایسے کئی بت پرستی کرنے سے عیب واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے۔ اور جنہوں نے پتھر کی پرستش کی ہے۔ کرتے ہیں۔ اور کرینگے وے مذکورہ بالا عیوب سے نہ بچے نہ بچتے ہیں۔ اور نہ بچینگے ؛
اب تم ہی بتاؤ کہ جس بت پرستی میں اس قدر عیوب ہوں۔ جو خود تمہارے گرو نے تسلیم کئے ہیں اور اسی لعنت کو قرآن کریم میں شرک کہا گیا ہے کیا اس شرک کا گناہ سب گناہوں سے بڑا نہیں اور جب بڑا ہے تو قابل عفو کیونکر ہوا اور مسئلہ توبہ اور شفاعت پر جو انسانی فطرت کے موافق سچے اصول ہیں ہم لکھ چکے ہیں۔

سوال نمبر ۹۳ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان خدا پردہ ڈالتا ہے۔

الجواب۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۰

سوال نمبر ۹۴۔ مشرک اور کافر ناپاک ہیں ان سے دوستی مت لگاؤ۔

الجواب (۱) مشرک کی بحث تو سوال نمبر ۹۲ میں ہم کر چکے ہیں (۲) کافر کی بحث اب سن لو۔ منو ادھیایا

نمبر ۲ شلوک نمبر ۱۱- جو شخص وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق سمجھ کر وید شاستر کی توہین کرتا ہے وہ ناستک یعنی کافر ہے اسکو سادہ لوگ اپنی منڈلی سے باہر کردیں۔ کافر کا لفظ بعینہ مطبوعہ نول کشور میں ہی۔ پھر ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر ۱ صفحہ ۲۵۲ فقرہ نمبر ۶ میں ہی کبھی ناستک شہوت پرست۔ دغاباز۔ دروغ گو۔ خودغرض فریبی۔ حیلہ باز وغیرہ بُرے آدمیوں کی صحبت نہ کرے۔ آپت (اہل کمال) یعنی جو سچ بولنے والے دھرماتما اور دوسروں کی بہبودی جن کو عزیز ہے ہمیشہ انکی صحبت کرنیکا نام سرشیٹ آچار (پاکیزہ چلن) ہے۔ ستیارتھ سملاس نمبر ۶ ستیارتھ صفحہ ۲۱۱- فقرہ ۵۳ منو ۷۔ ۱۹۵ و ۱۹۶- دشمن کو چاروں طرف محاصرہ کرکے رکھے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچاکر چارہ خوراک۔ پانی اور ہیزم کو تلف وخراب کردیوے دشمن کے تالاب۔ شہر کی فصیل اور کہائی کو توڑ پھوڑ دیوے رات کیوقت ان کو خوف دیوی اور فتح پانیکی تجاویز کرے اونادان کیا ناپاک اور بے ایمان اور منکر سے پاک اور ایماندار اور حق کے ماننے والی دلی تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ جیت رامیون۔ الگموریون۔ ناستکوں کو اب تجھے تعلق ہوسکتا ہے۔ اور کیا سعید وشقی بُرے بھلے۔ دیوا سرین سنگرام (جنگ) چاہئے۔ یا باہم پریم اے سچائی سے دانستہ دشمنی کرنیوالے فلاح سی کوسوں بھاگنے والے کبھی تو غور سے کام لے کیا یہ تیرا اعتراض کچھ بھی کرآتی اپنے اندر رکھتے ہیں اور اظہار حق کے لئے ایک اور آیت جو تمہارے اعتراض کی بیخکنی کرے تجھ کو سناتا ہوں۔ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ ۲۸ ممتحنہ)[1]

سوال نمبر ۹۵- کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرڈالو- یہ تعلیم امن وچین کا کس قدر خون کرنیوالی ہی

الجواب- مگر ایسی جیسے خطرناک ویدک تعلیم ہے۔ کیونکہ ستیارتھ ۱۸۱ میں لکھا ہے۔ **ایشر** ہدایت فرماتا ہے کہ اے فرمان روا لوگو! تمہارے اسلحہ (ہتیار) **آتشیں** وغیرہ از قسم شستر توپ۔ تفنگ تیر و تلوار وغیرہ شستر مخالفوں کو مغلوب کرنے اور ان کو روکنے کے لئے قابل تعریف اور با استحکام ہوں تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتحیاب ہوتے رہو۔ سفیر کا خاص کام ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے- اور بدانڈیشوں کے جتھوں کو توڑ پھوڑ دے- سفیر کا عمل ایسا ہونا چاہئے- جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑجاوے منو ۷- ۶۸- ستیارتھ ۲۱۱- منو ۷- ۱۹۵-

کسی وقت مناسب سمجھی تو دشمن کو چاروں طرف سی محاصرہ کرکے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک پانی اور ہیزم کو تلف وخراب کرڈالے منو ۷- ۱۹۱- ستیارتھ ۲۲۴ - بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو

[1] ترجمہ- نہیں روکتا تمہیں اللہ ان لوگوں سے جنہوں نے تم سے دینی لڑائی نہیں کی اور تمہیں گھروں سے نہیں نکالا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو- بیشک اللہ پیار کرتا ہی انصاف کرنیوالوں کو بلکہ روکتا ہی تمکو اللہ ان لوگوں سے جنہوں نے تم سے دینی لڑائی کی اور تمکو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں دشمنوں کی مدد کی کہ تم ان سے دوستی کرو اور جو لوگ ایسوں سے دوستی لگاویں- وہ ظالم ہیں-

پاپ نہیں ہوتا خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ۔ کیونکہ غضب والیکو غضب سے مارنا گویا غضب سی غضب کی لڑائی ہے منو ۸-۳۵۱۔ جرائم میں سخت سزا دینا دراصل سختی نہیں ستیارتھ ۲۲۰ جو اسکو سخت سزا جانتی ہیں وہ سیاست ملکی کے اصول کو نہیں سمجھتے اور ایسے حوالے بیسیوں نہیں صدہا نہیں ہزاروں ہیں۔

جس آیت پر تمنے نافہمی سے اعتراض کیا ہی اسکے پہلے ہی۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا پ۲۲ - احزاب) یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا اور ناحق دُکھ دینے والے بُہتان اور بھاری گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (پ۲۲ احزاب)

یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اُڑانیوالے اب بھی باز نہ آئیں۔ تو ہم تجھ اے پیغمبر انکی سزا دہی پر متوجہ کرینگے پھر یہ لوگ تیری پڑوس میں نہیں رہنے پائینگے ہر طرف سی دھکے دئے جائینگے جہاں کہیں پائے جائینگے۔ پکڑے جائینگے اور قتل کئے جائینگے۔

اب تم نے سمجھا کہ یہ قتل کے احکام ان بدمعاشوں کے متعلق ہیں۔ جنہوں نے مومن ایماندار مردوں کی اور مومنہ ایماندار عورتوں کو بے وجہ دُکھ دینا اپنا پیشہ بنا رکھا تھا۔ اور پھر باوجود یکہ ان کو سمجھایا گیا جب بھی فساد اور بغاوت پر تُلی رہی۔ اگر تمکو ذرا بھی عقل ہوتی۔ تو تم سیاست ملکی کے احکام کی قدر کرتے۔ مگر کیا کوئی تو بدمعاش ہی یا رنیچ ہے جو احکام سیاست کو بُرا مانتا ہی تمنے جو رسالہ لکھا ہی کیا یہ امن وچین کا خون کرنیوالا نہیں ایک دفعہ ایک آریہ نے مجھ سے کہا۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (پ۲ بقرہ) بڑا خطرناک حکم ہی میں نے کہا۔ کہ آپ عربی جانتے ہیں یہاں هُمْ سے کون لوگ مراد ہیں۔ اگر آپ کو معلوم نہیں تو ذرا اس حکم کے پہلے دیکھو کیا لکھا ہی وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (پ۲ بقرہ)

اور خدا کی راہ میں انہیں سے لڑو جو تم سے لڑیں اور حد سے مت بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اس جواب پر وہ معترض مبہوت رہ گیا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے کلام کو ایسے طور پر اور ایسے اسلوب پر رکھا ہے کہ کسی نکتہ چین کا ہاتھ اس پر پڑ نہیں سکتا۔ یہ عجیب بات ہی کہ جس موقعہ پر عیب گیر اعتراض کی انگلی رکھتا ہے اسی جگہ معانی اور اسرار اور حکمتوں کا خزانہ ہوتا ہے یہ نکتہ چینیاں بیجا اور لغو ثابت ہو جانے کے بعد آخر ایک وقت میں ہزارہا سعید الفطرتوں کو ہدایت کی طرف کھینچ لائینگے۔ ہم مسلمان ان خردہ گیروں کو اسلام کے خادم یقین کرتے ہیں۔ اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے کے لئے راہ صاف کر رہے ہیں۔

قومی۔ مذہبی۔ ملکی اور جوشیلے نوجوانوں میں جب بڑی بڑی اختلاف ہوتے ہیں۔ اور یہ سمندر عام جوش مارتا ہے تو آخر اس اختلاف کا ثمرہ وحدت ہی ہوتا ہی سکھوں۔ مرہٹہ نے اگر طوائف الملوکی پیدا کردی جیسے کہ تمہاری سماج کے آدہ گروہ نے لکھا ہے تو دیکھ لو آخر انڈیا میں کیسی وحدت والی سلطنت اللہ تعالیٰ نے پیدا کردی یقیناً مجھے خوشبو آرہی ہے کہ صرف باتوں کا مذہب مذہب نہیں ہو سکتا۔ آخر حق غالب آتا ہی اور حقیقی علم کے ساتھ حقیقی عمل ہی نافع و بابرکت ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۹۶۔ لوٹ کا مال خدا کا اور اسکے رسول کا حق ہے خدا کو مال کا پانچواں حصہ ملنا چاہئیے۔ بھلا محمود کا کیا قصور۔

الجواب۔ تمکو نہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت دی نہ اس کا کچھ حصہ عطا کیا۔ لیکھرامی آریہ کا ملک ہو تو تمہارے ارادوں کا پتہ لگے تو عجیب دماغ کے ہو تمہیں نفع پہنچے یا نہ پہنچے مگر شاید کسیکو تو فائدہ پہنچے ہی گا۔ اس لئے چند باتیں لکھتے ہیں۔ سنو۔ تمہارے ہاں لکھا ہی اور راجا بھی اس دولت میں سے جو سبنے ملکر فتح کی ہو سولھواں حصہ فوج کے سپاہیوں کو دیوے۔ دیکھو تمہارے ہاں کی تقسیم جور اور حیف پر مبنی ہے اسمیں یہ ہی کہ سولھواں حصہ فوج کو دیا جائے اور پندرہ حصے راجا لیوے۔ مگر قرآن کریم یوں تقسیم فرماتا ہی۔ کہ چار حصہ فوج لے اور پانچواں حصہ الٰہی کاموں اور رسول کے مصارف میں صرف ہو۔ ہے کوئی رشید جو انصاف اور امتیاز کی نگاہ سے ان دونوں قانون کو دیکھے۔

سام وید باب ۸ فصل ۳۔ پرپاٹھک ۹:۔ اے وہ اندر کہ تیری دولت تجھ ہی میں ہے اس آدمی پر کون متنفس حملہ کریگا۔ فیصلہ کے دن لے مگھاون قوی دل تیرے عقیدے کے طفیل سے لوٹ کا مال جیتے ہیں اور محمود کو کون عقلمند انڈین حملوں میں قصوروار ٹھیرا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۹۷۔ دین اسلام خدا کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ اسمیں سب برائیاں خدا کے ذمے لگائی گئی ہیں۔ گمراہ کنندہ ہی شیطان بجناب اللہ ہی عورتوں سے نہ اتفاق نہ سلوک کرے۔

الجواب۔ اسلام کے معنی ہیں۔ فرمانبرداری اور اطاعت الاسلام کے معنی ہیں خاص طاعت انقیاد حکم حاکم پر کاربند ہونا اور اسکی منع کردہ باتوں سے رک جانا اور حاکم پر کوئی اعتراض نہ کرنا (اقرب) یہ لفظ سلم سے نکلا ہی۔ جس کے معنی صلح و آشتی کے ہیں۔ اس کا مادہ السلام اور السلامۃ بھی کہا گیا ہی جسکے معنی ہیں ہر قسم کے الزاموں سے بری ہونا۔ عافیت کی زندگی بسر کرنا۔ باہمی صلح سے رہنا جنگ نہ کرنا عمدہ عزت و پیار کے الفاظ سے ایک دوسری کیساتھ پیش آنا۔ جناب الٰہی کے حضور خشوع و انکسار سے رہنا نبی کریم جو کچھ لائے ہیں۔ سب کا کاربند ہونا (لسان) کامل اخلاص عبادت میں اختیار کرنا (مجمع البحرین) خلاصہ معانی

فرمانبرداری صلح سلامت روی پاک وبے عیب زندگی بسر کرنا۔ بغاوت سے بچنا۔ عبادت میں شرک سے بچنا۔ کامل انسان اور صاحب خلق عظیم کا اتباع کرنا **ترک اسلام** کے معنی ہوئے شریر۔ سرکش جنگجو۔ عیبدار۔ باغی اور مشرک ہونا۔ کامل اور خلق عظیم والے کی مخالفت کرنا جیں کو ازکہ بریدی ویاکہ ہو یتی۔ ہمارے ہادی نے فرمایا ہی۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده یعنی مسلم ہی کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلم بچے رہیں اب کیا اسمیں کوئی شک ہی کہ تو اور تیرا مہاں گورو یقیناً تارک اسلام ہو۔ اسکا ثبوت یہ ہی۔ کہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش کا خاتمہ ترک اسلام پر کیا۔ کوئی کتاب مسلمانوں کی طرف سے آریہ کے مقابلہ پر ستیارتھ سے پہلے نہیں لکھی گئی۔ بت پرستوں کے بالمقابل کتابیں تصنیف ہوئیں انکے اسباب ہم علیحدہ بتا سکتے ہیں اور وہ خود آریہ سماج کے مقابل ہیں۔ ستیارتھ والے نے خود انکی مخالفت بہت کی ہے دیانندیوں کا مقابلہ اسلامیوں کیطرف سے ابتدائً نہیں ہوا۔ دیانند نے اسلام کی کتاب کو اسلام کی رسول کو اسلام کی خدا کو دل کھولکر گالیاں دیں۔ جیسے ستیارتھ کے چودہ سملاس سے ظاہر ہی۔ اور اسی پر اپنا اور اپنی کتاب کے کمالات کا خاتمہ کیا ہی

بعض احمق اور نادان لوگوں نے مجھے کہا۔ کہ ہندو مذہب کا مقابلہ ابتداءً اسلام نے کیا۔ میں نے ان سے کہاکہ کیا آپ ہندو ہیں۔ اس مقابلہ میں ہیگ ولنگ کی پرستش پر اعتراض تہا۔ کیا آپ اسکے پوجاری ہیں اس پر وہ حیران سے رہ گئے۔ ایک اور تھے۔ جنہوں نے کہاکہ **مرزا غلام احمد** صاحب نے آریہ کو گالیاں دلائیں میں نے کہا آپنے ستیارتھ پرکاش کا آخر پڑھا ہے۔ اسمیں کیا لکھا ہی اسپر وہ صاحب کھسیانے ہوکر بولے۔ کہ نہیں میں نے کہا۔ کہ جب اسقدر اپنے مذہب پر جملے سے ناواقف ہیں تو آپ شرم کریں۔ انسان پیدائش میں تعلیمیافتہ نہیں ہوا کرتا۔ قرآن میں ہی وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔا (پ ۱۴۔ نحل)

اور سچ بہی ہی۔ کیونکہ ابتداءً انسان اس طرح ہوئی ہے۔ عناصر کی ترکیب سے نباتات ہوئی نباتات اور عناصر کی ترکیب سے حیوانات اور دونوں قسم نباتات وحیوانات کے استعمال اور عناصر سے انسانی خون ہوا اس سے نطفہ بنا اور اس سے انسان بنتا ہی دیکھو کس طرح تدریجی ترقی پر انسان آتا ہی کہاں کا پرجنم۔ آخر آدمی پیدا ہوتا ہی کہانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ جاگنا۔ ہنسنا۔ رونا۔ محبت اور غضب یہی اسکے ابتدائی کام ہوتے ہیں جب بڑا عام حیوانات سے ترقی کرنے لگا۔ کہانے میں پینے میں و پہننے میں سونے جاگنے ہنسنے رونے محبت اور غضب میں اس نے اصلاح شروع کی اور ان کو اعتدال پر لانے لگا۔ بدیوں پر اور ان کے ارتکاب پر اندر ہی اندر بلکہ عملاً بہی اپنے آپ کو ملامت کرتا ہی اور اگر ایسے لوگ اسکے اردگرد ہوں جنہوں نے اپنے اس مرتبہ میں اپنی فطرت و وجدان نور معرفت اور نور ایمان کو قتل کر دیا ہی تو ان کی حالت مستثنٰی ہے کہانے میں اصلاح یہ ہی۔ کہ بہٹا گلا گھٹنے کی طرح بلکہ مردار خود فی الطبع لوگوں کی طرح خون دستور نہیں کہاتا۔ پینے میں اصلاح یہ ہے کہ

بدمزہ - زہردار - مضر - مسکر اور مفتر کو استعمال نہیں کرتا - غرض کلوا واشربوا میں ولا تسرفوا کا کاربند بنجاتا ہے اور اپنی عام چال میں واقصد فی مشیک کا عامل بنجاتا ہے لباس پہننے میں ننگا رہنا خلاف انسانیت یقین کرتا ہی شہوانی قوی کیلئے تخصیص سے کام لیتا ہی پہر اس طرح ترقی کرتا ہوا علوم جسمانیہ و روحانیہ میں اپنی اور اپنی بنی نوع کی بہتری چاہتا ہی اور آلہی رضامندی اور اسکی محبت کے لئے تڑپتا ہی مگر بعض لوگ زہد خشک اور من مانی راہیں نکالتے یا اختراعی راہوں پر چلتے ہیں - جیسے اکثر زاہد خشک اور مشنلیٹوں کے گرویدہ اور اکثر ممبران انجمن اور سعید الفطرۃ اسلامی راہ یعنی خدا کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرتے ہیں - وہ جانتے ہیں - کہ ہر ایک طبعی حالت کو اخلاقی رنگ میں آلہی احکام کے ذریعہ لانا اصل شائستگی اور حقیقی مذہب ہی - صرف طبعی حالت پر رہنا کوئی عمدہ صفت نہیں مثلاً نرم دلی دل کی غریبی اور جھگڑے کو پسند نہ کرنا اور مقابلہ سے گریز ایسی صفات ہیں کہ بہت حیوانات ان سے موصوف ہیں کتوں کی صلح کاری باہمہ دھتکاریاں ہی حاجت بیان نہیں - جوؤں تک نہ مارنا بلکہ موم کو ترک کردینا کہ اسمیں شہد ڈالنا پڑتا ہے - اور اس میں مکھیوں کی خانہ بربادی ہی - موم میں مشک ڈالنا پڑتا ہے - اسکی گرانی کے باعث شکاری لوگ ہرنوں کا استیصال کردینگے - موتیوں اور ریشم کو استعمال میں نہ لانا اس خوف سے کہ ہزاروں سیپ کے کیڑے اور ریشم کے کیڑے تباہ ہونگے بلکہ گھی بھی ترک کردینا اس خیال سے کہ اس میں بچھڑوں کی حق تلفی ہی یہ سب باتیں خوبی کی باتیں نہیں انکے خلاف اسلام کیا ہی - وہ ہی تمام ترقیات میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہونا - قرآن مجید میں لکھا ہی - بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ بقرہ) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ - انعام) پس اسلام یہ چیز ہی - جسکو تمنے ترک کیا - اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ ہم دیباچہ میں لکھینگے انشاءاللہ تعالیٰ - باقی حصہ اعتراضات کا جواب دیکھو سوال نمبر ۱۳ - اور سوال ۱۴ - اور آخر دیباچہ میں -

سوال نمبر ۹۸ - عورتیں تمہاری کھیتی ہیں آدمیوں کے برابر ان کے حقوق نہیں -

الجواب - ان تراکیب سے آپ کو عمدہ اور اعلیٰ قوم کی بی بی نہیں ملسکتی - افسوس تجھ پر اور تیرے اعوان اور انصار پر دیکھو تیرے دیانند نے کیا کہا ہی اور کس طرح عورت کو کھیت سے تشبیہ دی ہی - نابکار یہ قرآنی معجزہ ہی کہ جس کا تمنے انکار کیا وہی بات تمہارے گھر میں ہم دکھا دیں اگرچہ ہماری باتیں اس سے اعلیٰ ہوتی ہیں دیانند کا قول ہے - جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت - رنڈی یا بُرے مردوں کی صحبت میں کھوتے ہیں وے بڑے بیعقل ہوتے ہیں کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہو کر بھی اپنے **کھیت** یا باغیچہ کے سوا اور کہیں بیج نہیں بوتے - جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہی تو جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو برے کھیت میں کھوتا ہی وہ بھاری بیوقوف کہلاتا ہی - کیونکہ اس کا پھل سب کو نہیں ملتا (۱۵۶ - ستیارتھ) اور اسی واسطے نیوگ کا بچہ دوسری

ف کھیت
ف کھیت

کا ہوتا ہے۔ گو دیانند پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ نیوگی کو بھی اس میں سے حصہ ملسکتا ہے اس سے نیوگ والے بھی بیوقوف نادان ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سے ادنےٰ میں بھی ویرج دان کرتے ہیں۔

منوادھیائے ۹ شلوک ۴۸ تا ۵۱ صفحہ ۳۳۵-۴۸-۴۹ جس طرح گئو۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ لونڈی۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ۔ انہوں میں بچہ پیدا کرنیوالیکا مالک بچہ کو نہیں پاتا۔ اسی طرح دوسری عورت میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا۔ ۴۹۔ دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا۔ ۵۰ دوسری گئو میں دوسرےکا بیل بچھڑا پیدا کرے۔ تو گئو کا مالک ان بچھڑوں کو پاتا ہے۔ اور بیل کا نطفہ بیفائدہ جاتا ہے ۵۱ اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والیکا مطلب کرتا ہے آپ پھل کو نہیں پاتا ہے۔

منوادھیائے دس کے شلوک ۷۰ میں بحث کی ہے۔ کہ اولاد میں اثر ماں کا ہوتا ہے۔ یا باپ کا اور ۷۱ میں کہا ہے اس زمین میں جو بیج پڑتا ہے۔ وہ برباد جاتا ہے اور کھیت اچھا ہے مگر اوسمیں بیج نہیں تو وہ صرف چبوترہ ہے دیکھو کھیت سے تشبیہ کیسی دی ہے۔

عورتوں کو کھیت کہنے کی غرض کیا ہے اول یہ کہ عورت سے خلاف وضع فطرۃ عمل نہ کیا جاوے دوم اس سے بکثرت جماع نہ کیا جاوے سوم اسکی اور اسکے حمل کی ہمیشہ حفاظت ہو۔ چہارم جن کے بچہ گرجاتے یا مرجاتے وہ اس تشبیہ سے یہ فائدہ اٹھائیں کہ ایک سال صحبت ترک کردیں جس طرح زمین اس ترک سے مضبوط ہوجاتی ہے۔ اسی طرح وہ عورت قابل حمل رکھنے کے ہوجاویگی۔ پنجم اپنے کھیت میں دوسرے کا بیج پڑنے نہ دے اس لئے کہ اس سے فساد ہوگا۔ اور عورتوں کے حقوق کے متعلق سنو کیا تمہارے قانون میں عورت و مرد کے حقوق مساوی ہیں۔ دیکھو منوادھیائے ۵ شلوک ۱۴۷ و ۱۴۸ صفحہ ۱۸۵-۱۴۷ عورت نابالغ ہو یا جوان یا بڈھی ہو۔ گھر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے (دیکھو اپنے گھر کی مساوات کو) ۱۴۸۔ عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور بعد وفات شوہر کے اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔

منوادھیائے ۹ شلوک ۳ صفحہ ۳۲۷۔ لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتونکی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونیکے لائق نہیں ہیں۔

منو ۹۔ ادھیائے شلوک ۱۵ و ۱۸ صفحہ ۳۲۹۔ عورت تدبیر نیک سے محفوظ بھی ہو۔ تاہم اپنی بداطواری و تلون طبعی و بیوفائی و عادات بد ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے۔ اور قدرت نے کیا مرد و عورت میں مساوات رکھی ہے۔ بچہ کے پیٹ میں رکھنے جننے پرورش کرنے میں کیا عورت مرد مساوی ہیں ہرگز نہیں۔

سوال نمبر ۹۹ } اگر کوئی عورت بدکاری کرے۔ تو اس کو بیٹھو اور گھر میں قید رکھو۔ کہ مرجاوے

بدکار مرد کو عورت جوتے کیوں نہ لگائے۔ عورت غلاموں کی طرح ملکیت تصور کیگئی ہے۔

الجواب وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا. وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا (پ نساء) اس کا مطلب تو صاف تھا۔ کہ شریر عورت کو بے وجہ سزا نہ دی جاوے۔ بلکہ اسکی شرارت پر چار گواہ گواہی دیں کہ یہ عورت شریر ہے۔ تو اس کو قید کردو جب تک خدا تعالیٰ کوئی راہ نہ نکالی۔ اور اگر میاں بی بی دونوں شرارت کا ارتکاب کریں۔ تو دونوں کو سزا دو اور اگر شرارت کرنے سے باز آجاویں اور سنوار کرلیں تو ان سے اعراض کرلو۔ اگر یہ حکم خاوند کا تجویز کریں جیسے تم کہتے ہو تو پھر خاوند کیا خود اپنے آپ کو سزا دیگا۔

احمقوں کے اکثر کام حماقت کے ہی ہوتے ہیں۔ تو سنو یہ احکام سلطنت کے متعلق ہیں جنکو سزاؤں کا اختیار ہوتا ہے۔ اور وہی امر فامسکوہن کے مخاطب ہیں اسکے معنی ہیں بند کرو۔ اب ہم تمہیں تمہاری گھر کی پتہ دیں جس بات پر تم نے اعتراض کیا وہ بعینہ لفظ بلفظ تمہارے گھر میں موجود ہے۔ منو ادھیا ۹ شلوک نمبر ۸۳ صـ ۳۴۲ جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے کیا اور وہ عورت غصہ ہوکر گھر سے نکلی جاتی ہو تو اس کو روک کر گھر میں رکھنا خواہ خاندان کی سوڑہ ترک کرنا چاہئے۔ اور منو ۹ - ۷ :- میں ہی عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان واولاد واتحاد دھرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ پس جو اعتراض تمنے کیا ہے بعینہ وہ تمہاری منوشاستر آتا ہے۔ رات دن عورتوں کو شوہر وغیرہ کے وسیلہ سے بے اختیار کرنا مناسب ہی جو عورت بشیوں میں لگی ہے اسکو اختیار میں رکھنا چاہئے۔ منو ادھیا ۹ - ۲ :-

عورتوں کو مشورہ سے الگ رکھے۔ منو ۷ - ۱۴۹ -

سوال نمبر ۱۰۰ طلاق پر اعتراض عورت بدصورت ہو لڑکیاں پیدا کرے خراب ہو تو مرد طلاق دے اور اگر مرد بدصورت ہو لڑکیاں پیدا کرے خراب ہو۔ تو عورت طلاق نہ دے۔

الجواب۔ عورت کو پسند کرکے بیاہ کرنا شرع اسلام کا حکم ہے اور پھر ایک ایسا حکم ہے کہ تمہاری کسی کتاب میں نہیں اور نہ دنیا کی کسی کتاب اور قانون نے ایسی سفارش مردوں کو کی ہے۔ جیسی قرآن کریم نے عورتوں کی بہتری کے لئے فرمائی ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوهُنَّ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (پ نسا) ترجمہ۔ اور تم عورتوں سے اچھی طرح برتاؤ کرو پس اگر تمہیں بری لگے۔ اور اللہ اسمیں خیر کثیر رکھدے۔ پھر فرمایا ہے فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ (پ نسا) انہیں نصیحت کرو اور انکی چارپائی الگ کردو۔ اور سزا دو اور اگر اسپر بھی باز نہ آئے

تو عورت کے رشتہ دار اور مرد کے رشتہ دار دونوں کورٹ کرکے صلح کرا دیں۔ جیسے فرمایا۔ فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (پ۵ - نسا) یعنی حتی المقدور سمجھاؤ۔ کبھی سرزنش سے کبھی الگ سونے سے اگر اس طرح بھی نہ سمجھیں تو جیسے مذکور ہوا) پھر مرد اور عورت کے رشتہ داروں سے حکم بلاؤ۔ اس تدبیر کے موافق اگر عورت اور مرد کا ارادہ اصلاح کا ہوگا تو اللہ ان میں موافقت پیدا کر دیگا۔ اور یہ تمہارا اعتراض کہ "عورت طلاق نہ دے" کورانہ تعصب یا جہالت سے پیدا ہوا ہے اسلام نے عورت کو صاف اجازت دی ہے وہ بھی واقعات ضروری کے پیش آنے پر مرد سے طلاق لے سکتی ہے۔ اسے اسلام کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ باینہمہ خدا تعالیٰ کی کتاب فرماتی ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پ۲ بقرہ) اور عورتوں کے حقوق کی رعایت مردوں کے ذمہ ویسی ہے۔ جیسی کہ عورتوں پر مردوں کے حقوق کی۔ ہمنے تمام دنیا کے قوانین اور آسمانی کتابوں میں وہ آزادی اور حقوق عورتوں کے نہیں دیکھے۔ جو قرآن کریم میں بیان کئے ہیں اور ہندوؤں کے قوانین تو سُن ہی چکے ہو۔ اب فیصلہ کرو کہ قدرتی اور سچی مساوات کہاں ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۱ مرد ایک وقت میں دو دو تین تین چار چار کرے اور عورتیں ایک ہی وقت وقت میں دو دو تین تین چار چار خاوند کیوں نہ کریں۔

الجواب۔ غالباً عقلمند بی سائے کی مراد ایک وقت سے ایک دو منٹ تو نہیں ہو گی ہم فرض کرتے ہیں۔ کہ مثلاً ایک مہینہ ایک برس یا تین برس مراد ہوگی۔ مگر تم ہی بتاؤ کہ ایک عورت ایک وقت ایک مرد کا بچہ تو پیٹ میں رکھ سکتی ہے تو کیا بہت سارے مردوں کا بیرج (منی) نطفہ بھی اسی پیٹ میں رکھ کر بچہ دے سکتی ہے۔ اگر تم بلا واسطہ اس مشکل کو حل نہ کر سکو تو آریہ سماج کی لائق استریوں سے یہ مسئلہ دریافت کرلو۔ ابھی یہ بات کہ مرد ایک وقت میں کسقدر عورتوں میں بیج ڈال سکتا ہے۔ تو یہ بڑی بدیہی اور مشاہدہ کی بات ہے زمانہ میں یہ نظارہ نظر آرہا ہے عورتوں کا مکان مردوں کی کثرت کا مقتضی نہیں۔ قدرت نے ایسا نہیں بنایا۔ اس واسطے "کیوں نہ کریں" کا جواب ہے کہ نہ کریں۔ کیونکہ قانون الٰہی اجازت نہیں دیتا۔ اور قانون قدرت کی عدم اجازت سے مُنہ پھیر کر اسکی نہی پر اقدام کرنیوالا آتشک اور ایسی طرح طرح کی لعنتوں میں گرفتار ہوتا ہے۔

تعداد ازواج بے وجہ جائز نہیں اصل سبب تعداد ازواج کا بدکاریوں سے بچنا ہے جو لوگ بحثوں میں تعداد ازواج کے مخالف ہیں۔ ان کی اندرونی خواہشات اور افعال کا مطالعہ کریں صرف کمزور۔ خلق کے عادی۔ مخنث طبع۔ عدیم الفرصت لوگ اس فکر سے مستثنیٰ ہیں جس قوم نے زبان سے تعداد ازدواج کا انکار کیا ہے وہ عملی طور پر ناجائز اور ناپاک تعداد ازواج یعنی زناکاری میں گرفتار ہوئے ہیں۔ انکی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی

نے ایک عورت پر قناعت نہ کرکے ثابت کردیا ہے کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو ضرور ہے خدا تعالیٰ کے قانون کا یہ مقتضا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ انسان کی وسیع خواہشوں اور اندرونی میلانوں پر مطلع اور حاوی ہو کر ایسی ترتیب اور طرز پر واقع ہو کہ مختلف جذبات والی طبائع کو بھی تقویٰ اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھے ستیارتھ کے صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے

"جب مہینہ بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھیرنے کا یقین ہو جاوے۔ تب سے ایک برس تک عورت مرد ہمبستر کبھی نہ ہوں"

انصاف کے لئے میں تمام آریہ سماج اور ناظرین کتاب کی حضور میں اپیل کرتا ہوں کہ یہ عملدرآمد عام خلقت کا ہے اور جنکی بیبیاں حمل کے بعد حمل میں رہتی ہیں وہ دو تین سال صرف دو تین بار جماع کرکے تندرست قوی المزاج مجرد رہ کر متقی بنے رہ سکتے ہیں؟

اور صفحہ ۱۵۷ میں لکھا ہے اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنیکے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے۔ تو کسی سے نیوگ کرکے اسکے لئے اولاد پیدا کردے کیا یہ دیانند کے احکام تقویٰ اور راستی کی ہدایتیں ہیں بد قسمت مصلح ناپاک تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے۔ مگر خدا کے پاک نبیوں کے پاک فعل کی پیروی سے روکتا ہے۔ اب تعدد ازدواج کے ثبوت اپنی ماں سے سن لو۔

منو ۷۔ ۲۲۱۔ صفحہ ۲۴۸ میں ہے کھانا کھاکر عورتوں کے ساتھ محل میں بہار کرے۔ اس کے بعد بوقت موقع پھر امور سلطنت کو دیکھے۔ پھر

منو ۹۔ ۱۲۴۔ صفحہ ۲۴۹ میں ہے:۔ بڑی عورت میں پہلے لڑکا پیدا ہوا ہو۔ تو پندرہ گئو اور ایک بیل لیوے۔ اسکے بعد چھوٹی عورت میں جو لڑکے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی شادی کے سلسلہ سے بزرگی کو پاکر یقیناً باقی ماندہ گئوؤں کا حصہ لیویں۔ پھر

منو ۹۔ ۱۸۳۔ صفحہ ۳۶۰ میں ہے ایک آدمی کی چار پانچ زوجہ ہوں ان سب میں ایک پتروان ہو۔ تو اسکے ہونے سے سب زوجہ پتروان کہلاتی ہیں۔ سب اس بات کو منُ جی نے کہا ہے۔

پھر منو ۱۱۔ ۵۔ ۱۷۴ میں ہے:۔ پہلے عورت موجود ہو اور بھکشا سے دولت فراہم کرکے اس روپیہ سے دوسری شادی کرے۔ تو اوسکو صرف جماع کا لطف ملتا ہے اور اولاد اوسی کی ہے۔ جس نے دولت دی اسی قدر حوالے طالب حق اور خدا ترس کے لئے کافی ہیں۔ ان کے بعد پھر اسلام پر اعتراض کرنا ایسے شخص کا کام ہے۔ جسے حق اور حقیقت سے دراصل کوئی تعلق نہیں۔

سوال نمبر ۲۰ ۔ عورتیں پردہ کریں۔ مرد کیوں نہ کریں۔

الجواب ۔ اول تو مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دیئے جاویں۔

دوم عورت کے لئے جو حمل بچہ جننے۔ دودھ پلانے کی تکلیف ہوتی ہیں۔ اسمیں مرد کو کس طرح عورت کے ساتھ مساوات کا حصہ ہے۔

سیوم عورت کے لئے یہ تکالیف باسباب بہتر جنم خیال کی جاویں۔ تو بقیہ عدم مساوات کا عذر وسیع کیوں نہ کیا جاوے۔

چہارم یہ آیت جسکا حوالہ سوال میں دیاگیا ہے یہ ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ۲۲-احزاب) اور اسکے ماقبل یوں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ (پ۲۲-احزاب) **ترجمہ** اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ کہ بڑی چادریں اوڑھ لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائینگی۔ اور ستائی نہ جائینگی اور اللہ غفور رحیم ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ مخواہ بغیر انکے اکتساب کے ایذا دیتے ہیں وہ بہتان اور بڑی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد یہ آیت ہے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا (پ۲۲ احزاب) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اُڑانیوالے باز نہیں آئینگے۔ تو ہم تجھے اُن کی سزا دہی پر آمادہ کرینگے پھر یہ مدینہ میں تیری قرب وجوار میں رہنی نہیں پائینگے۔ ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض بدمعاش مسلمان عورتوں کو چھیڑتے تھے۔ اور عورتوں کو دُکھ دیکر اُن کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ چونکہ بظاہر مومن ہونیکے مدعی تھے۔ اس لئے جب پکڑے جاتے تو عذر کر دیتے کہ اسکو ہمنے پہچانا نہیں اسیواسطے یہ نشان لگایا گیا۔ غور کرو یہ کلمہ قرآن کریم کا اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ اور ماقبل کی آیت کس قدر صفائی سے بتاتی ہے۔ کہ بڑی چادر ایک نشان تھا۔ اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ ایک شرارت کی بندش اسلام نے کی ہے اس لئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئے۔ تو ہم ان کو خوفناک سزا دینگے۔ افسوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ سنو اس قسم کے نشان کیسے ہر جگہ موجود ہیں غور کرو منو ادھیاء ۲ کے شلوک ۲۱۵۔ ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہو کیونکہ اندری بہت بلوان ہیں پنڈتوں کو بھی بُری راہ پر کھینچ لاتی ہیں۔ اور ۲۱۴ میں ہے۔ کام کرودھ سہت پنڈت ہو یا مورکھ ہو اسکو بُری راہ میں لیجانے کے واسطے استری لوگ سامرتھ رکھتی ہیں۔ ستیارتھ کے تیسرے سملاس فقرہ ۲ صفحہ ۴۲:۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھشالا ایک دوسرے سے دو کوس دور ہونی چاہئے۔ جو معلمہ یا معلم

یا نوکر چاکر ہوں لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹھ شالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔ مطلب یہ کہ جبتک وہ برہمچاری یا برہمچارنی رہیں۔ تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار۔ مس۔ اکیلا رہنے بات چیت کرنے شہوتی کہانے باہم کھیلنے شہوت کا خیال۔ اور شہوتی صحبت ان آٹھ قسم کی زناکاری سے الگ رہیں۔

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہے نہ رہے تو ان آٹھ قسم کے زنا میں۔ دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا۔ **او تارک اسلام** نوجوان سوچ کر تو ہی کچھ اس کا جواب دے۔

سوال نمبر ۳۰۱ - لے پالک بیٹے کی بیوی حلال ہے اس طرح تو لوگ لے پالک بنا کر اور جائداد کا طمع دیکر جوڑ توڑ سے عورت اوڑا لینگے۔ بغیر نکاح و گواہ تصرف میں لانیکے لئے آیت قرآن پیش ہوگی۔

الجواب - لے پالک بنا کر پال۔ لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں۔ تو آپ کا اعتراض کیونکر چسپاں ہوگا۔ لے پالک بیٹا حقیقۃً بیٹا ہی نہیں اور اس کو بیٹا کہنا سچ نہیں۔ اسی واسطے قرآن نے جو حقیقت کا کاشف ہے اس کو بیٹا کہنا جائز قرار نہیں دیا۔ کیونکہ بیٹا باپ کی جز ہوتا ہے۔ اور لے پالک غیر اور غیر کی نسل سے ہے مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کرسکتا ہے کیونکہ نیوگی بیٹا نیوگ کنندہ کا نطفہ اور اس کا جزو ہوتا ہے۔ نیوگ کنندہ اولاد کا لالچ دے کر لذت و مزہ بھی اٹھالی اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسرے کے مال و دولت کا مالک بھی بنالے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اُڑالے اور اپنا ہی بیٹا جائداد کا مالک کر دے اور پھر عذر کر دے کہ یہ وید کا ارشاد ہے آہ کوئی سمجھنے والا ہو۔

پھر اسلام میں لے پالک کی بیوی کیونکر جائز ہوگی۔ جبکہ لے پالک بنانا ہی جائز نہیں۔ پھر کسی دوسرے کی بی بی بدوں طلاق کے اور اسکی عدت گذرنے سے پہلے جائز نہیں۔ پھر بدوں نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضامندی ان والیوں کے جو عورت کے مہتمم ہوں۔ ہمارے مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ہاں نیوگ میں یہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔ سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور آپکے یہاں ضروری ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ اس خبیث الزام کا نشانہ وید کا مذہب ہے۔ یا کوئی اور۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس کا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اسکے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں کوئی رشید ہے جو غور کرے۔

سوال نمبر ۱۰۴ - غریبی سے مت ڈرو۔ نکاح کرلو۔ خدا تم کو غنی کردیگا۔ اس پر ہنسی کی ہے اور تمسخر سے کام لیا ہے۔

الجواب - منو میں تو یہ لکھا ہے۔ کہ عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان اولاد۔ آتما دھرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ منو ادھیاء ۹۔ ۷۔ اور اسی منو کے ادھیاء ۹ شلوک ۱۳۸ میں ہے:۔
پُت نام ہے دوزخ کا اور تر بمعنی محافظ کے ہیں چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے اس سبب سے پتر کہاتا ہے۔ اس بات کو شری برہماجی نے کہا ہی۔

اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ غریبی بھی تمہارے یہاں ایک نرک ہی۔ ذرہ سوچو پتر تمہارا آریہ مسافر اور اسکے اوپر مہارشی دونو بلا پتر مر گئے۔ غور و تامل کرو۔

مخلوق میں حیوانات کو پھر خاص انسانوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ مختلف القویٰ یعنی الگ الگ قوے کے پیدا ہوتے ہیں بعض کے قویٰ شہوانیہ قوی اور بعض کے بہت ضعیف ہوا کرتے ہیں۔ جس آیۃ کریمہ کا تمنو حوالہ دیا ہی۔ وہ آیۃ کریمہ یہ ہی۔ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (پ۱۸۔ نو ر) یعنی اپنے میں سے بیوہ عورتوں اور قابل اور لائق لونڈیوں اور لونڈیوں کا نکاح کردو۔ اگر وہ مفلس ہوں اور اس خوف سے نکاح نہ کریں تو اپنے فضل سے انہیں غنی کردیگا۔ اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاریوں سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدوں اجازت صاحب خانہ کسی کے گھر مت جاؤ۔ اپنی نگاہیں نیچے رکھو۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاہے مردوں اور عورتوں اور اپنے اچھے غلاموں داسوں اور لونڈیوں کا باذن ان کے والیوں کے بیاہ کردو۔ دیکھ کیسا پاک اصل ہی اور نیک حکم ہی۔ کہ اپنے لڑکوں لڑکیوں کا بیاہ تو کرتے ہو۔ داسوں اور داسیوں کے بیاہ بھی کردو۔ نیز شرع اسلام میں غلاموں اور لونڈے کیلئے گھر میں آنے جانیکی اجازت ہی اور اُن سے پردہ نہیں۔ اب اگر ان کی شادی نہ کی جاوے۔ تو آخر گھروں میں بدکاریوں کے مرتکب ہونگے۔ پس ضرور ہوا۔ کہ انکی شادیاں کردی جاویں کیونکہ آخر وہ بھی ہماری ہی بچے بچیاں ہیں۔ اور بتایا ہے کہ وہ قابل شادی ہوں۔ اور شادی کی صلاحیت ان میں ہو تو انکی شادی کرو۔ علی العموم شادی شدہ انسان کامل وسست نہیں رہ سکتا۔ نیز تعلقات کے باعث اسکے اخلاق میں بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور بی بی۔ بچوں۔ بیبیوں کے کنبہ اور تمام وسیع متعلقوں سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑیگا۔

آخر تو بھی انسان ہی۔ سوچ تو سہی غلام اور لونڈیاں اور بے بیاہے مرد و عورت جن کو شہوت کے اسباب وقتیا دئے گئے ہیں۔ غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے اور اسکی پیدا کردہ اعضا شہوت کے متعلق کیا یقین کریں۔ کہ ہم غریبوں کو یہ سامان حکیم خدا نے نعوذ باللہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہی۔

سوال نمبر ۱۰۵ - ماموں - چچا کی لڑکیاں بیاہ کرنا معیوب ہے - کیونکہ بھائی بہن کا میاں بی بی بننا معیوب ہے -

الجواب - تم لوگوں کے فضول لغو اور دعویٰ ہی ہوتے ہیں - اس پر دلیل کیا کہ وہ معیوب ہے اور بھائی بہن کا پیام ہے - کیا وید میں ممنوع ہے - کیا نیچر نے عقل نے کانشنس نے تجربہ نے اور بالآخر مشاہدہ نے اس تعلق کو منع کیا ہے -

ہمارے ضلع شاہ پور والے تحصیل خوشاب اور اسکے ارد گرد بہت گاؤں ہیں اور ڈا قوم ہندو نے تمہارے اس غلط خیال اور اسلامی تعلیم کی حقیقت کو سمجھ کر چچا اور ماموں جیسے قریب رشتوں میں شادیاں شروع کر دی ہیں - جیسے یورپ کی قوموں نے آخر مسئلہ طلاق کو اور مارمن قوم نے یورپ و امریکہ میں کثرت ازدواج کو قبول کر ہی لیا -

سوال نمبر ۱۰۶ - مسلمانوں کے لئے چار اور نبی کریم کے لئے زیادہ - قانون کو مقنن خود توڑتا ہے -

الجواب - تم نے سورۂ احزاب کا حوالہ دیا ہے - میں نے سورۂ احزاب کو پڑھا ہے - وہاں ہرگز نہیں لکھا کہ نبی کریم عام مسلمانوں سے زیادہ کے ساتھ شادی کر لیں -

دوم اگر ایسا حکم سوائے سورۂ احزاب کے قرآن کے باہر بھی ہو تب بھی موجب اعتراض نہیں اول تو اس لئے کہ تم اعتراض پیش نہیں کر سکتے - کیونکہ تمہارے ہاں نیوگ کے احکام میں لکھا ہے -

(۱۰) استیارتھ کہ برہمن اپنی بی بی سے دو بیٹے اور دوسرے کی بیبیوں سے دو دو بیٹے اُن کے لئے پھر برہمن اپنی بی بی کے علاوہ برہمنی سے - کھتر انی سے - ویشنی سے نیوگ کرے - مگر کھتری برہمنی سے نہیں - بلکہ کھترانی اور ویشنی سے اور ویش صرف ویشنی سے نیوگ کر سکتا ہے -

دیکھو برہمنوں نے جنھوں نے ویدوں کی شرح لکھی ہے اپنے حقوق کو کیسا مستثنیٰ کیا ہے - بلکہ یوں کہیں کہ وید نے ہی مستثنیٰ کیا ہو - اگر کہو کہ انکے علم و ہنر و فضل نے یہ امتیاز ان کو بخشا ہے - تو مسلمان اپنے رسول کو بہت بڑا عظیم الشان اور بےنظیر انسان مانتے ہیں - پھر وہ کیوں ممتاز نہ مانے جائیں -

سوال نمبر ۱۰۷ - اے رسول ہم تم کو خبریں غیب کی سُناتے ہیں - حالانکہ یہ قصہ ساری بائبل میں موجود ہیں - ان میں غیب اور وحی کی کیا ضرورت تھی -

الجواب (دیکھو سورۃ ہود) عقلمند انسان - ہاں یہ آیۃ شریفہ جس پر تیرا اعتراض ہے اسکے

پہلے یہ ذکر ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرستش مت کرو بے ریب میں تمہارے لئے ہوں ڈرانیوالا اور بشارت دینے والا اور یہ کہ عفو مانگو اپنے رب سے اور حفاظت طلب کرو پھر اسی کیطرف توجہ ہو جاؤ۔ مخالفت پر بتاتا ہوں کہ تم پر بڑی آفات کا وبال آئیگا۔ اور ناکام رہوگے اور موافقت پر تمہیں بشارت اور خوشخبری سناتا ہوں۔ پھر اس وعظ امید و بیم کے بعد فرماتا ہے۔

(۲) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ۔ یعنی اگر تم منہ پھیروگے تو بے ریب میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کی عذاب سے۔ پھر حضرت نبی کریمؐ کے مخالفوں کی شرارتوں کا ذکر کیا ہے جو آپکے مقابلہ میں کرتے رہے پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہے پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے۔ تو منکر مہلت پر بھی ہنسی کرتے ہیں۔ پھر عام انسانی حالت کا تذکرہ کیا۔ پھر بتایا ہے کہ علی العموم انسانی محنت اگر دنیا کے لئے ہو تو انسان کو دنیا میں فائدہ ہوتا ہے مگر تیری مقابلہ میں ان کی محنتیں بیکار ہیں۔

پھر فرمایا۔ جو شخص ہو کھلے عظیم الشان نشان پر اپنے رب کی طرف سے اور اسکے ساتھ ہو ایک عظیم الشان گواہ رب کی طرف سے اور پہلے سے کتاب موسیٰ بھی ایک بڑا امام اور رحمت ہو وہ تو ایمان لاتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا ہے کہ جب عرب کی اقوام و احزاب چڑھائی کرینگے۔ تو اس کا خمیازہ دیکھینگے اس قصہ کی تفصیل سورۂ احزاب میں کی ہے۔ پھر کلمہ طیبہ اُولٰٓئِكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ (پ۱۲ ھود) میں بتایا کہ یہ مخالف منکر تم کو اس زمین عرب میں عاجز کرنیوالے نہیں۔ پھر مومنین کو بشارت دی ہے کہ یہ جنت والے ہیں اسیواسطے صحابہ کرام اس جنت کے بھی وارث ہوئے جسکا وعدہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اور اس جنت عدن کے بھی وارث ہوئے جسکو توریت اور مسلم کی حدیث میں جنت عدن فرمایا اور اسکے بھی جسکا فرعون فخر کرتا ہے۔ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَھٰذِهِ الْاَنْھٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ (پ۲۵ زخرف) بلکہ اس میدان کی زمین کی بھی جسکو دیانند سونے کی زمین کہتا ہے اسی سے ہمکو کامل یقین ہو گیا ہے کہ بعد الموت روضہ ہائے جنت کے بھی مالک ہونگے اور بعد الحشر اس کامل الجنۃ کے وارث ضرور ہونگے جنکی یہ آرامگاہیں مثل ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ ان صداقتوں سے تم بیخبر ہو ہماری تمہاری مثل حق سے اندھے اور حق کے بینا۔ اور بہرے اور حق کے شنوا کی مثل ہے پھر نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ نوح رسول اللہ تھے۔ اور ان کے مخالف حق کے دشمن رسول کے مخالف تھے اور قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (پ۱۳ یوسف) اس عبرت کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جس طرح نوح رسول اللہ کامیاب ہوئے اور ان کے منکر مخالف ناکام رہے۔ مخالفوں کا بیڑا آخر غرق ہوا۔ اسی طرح میرے مخالفو! تمہارا حال دیکھا جائیگا آخر یہی تھے حضرت نوح پر فرمایا ہے [illegible]

الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ۔ (پ ۱۲ - ھود) یہ باتیں جاننے کی تھیں غیب کی خبروں سے جو وحی کی ہیں انکی تیری طرف تو نہیں جانتا تھا ان باتوں کو تیرا اور تیری اتباع کا انجام کیا ہوگا۔ اور نہ اس سے پہلے تیری قوم جانتی تھی کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ ہاں صبر اور انتظار سے دیکھ بے ریب آخر بہتری متقی کیلئے ہے۔

سوال نمبر ۱۰۸ ـ انبیاء کے چند ناموں کا ذکر ہے۔ باقی کیوں نہیں۔

الجواب ـ انبیاء و رسل بے حد بے قید گزرے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اور فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ (پ مومن) خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے تمام دنیا کے شہروں میں راستباز بھیجے ہیں۔ جو اس مشترک اور یکسان راستی کا ذکر کیا ہے جو تمام راستبازوں میں مسلم تھی۔ اور جسے ان سب نے دنیا کو تبلیغ کیا۔ اور نمونہ کے طور پر ایک مخاطب قوم کے مسلم راستبازوں کا ذکر کیا اور ان کا نمونہ بتا کر یہ تحدی اور پُرشوکت پیشگوئی کی کہ میری تعلیم بھی وہی تعلیم ہے جو کل راستباز دیتے رہے ہیں۔ اور میں اسی طرح کامیاب ہونگا جس طرح وہ سب راستباز کامیاب ہوئے جنکی کامیابی تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے۔

نادان معترض اتنا نہیں سوچتا۔ کہ خدا کی کتاب بے فائدہ اسماشماری کر کے ہزاروں جلدیں ان بیشمار نبیوں اور مصلحوں کے اسماء کی تدوین میں جمع کر دیتی تو مخلوق کو اس سے کیا سبق دیتی قرآن کریم کا یہ زبردست اور بلند دعویٰ کافی ہے کہ کل راستبازوں کی ایک ہی تعلیم تھی۔ اور میری وہی تعلیم ہے۔ اور میں ضرور کامیاب ہوجاؤنگا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ خدا تعالیٰ کا وہ آخری عظیم الشان نبی ہر قسم کی کامیابی کا تاج پہنکر دنیا سے رخصت ہوا۔

سوال نمبر ۱۰۹ ـ ویدوں کا ذکر کیوں قرآن میں نہیں۔

الجواب ـ قرآن تذکرۃ الکتب کی کتاب نہیں وہ علم الٰہی کی کتاب ہے کتنے رسائل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں کسی کا ذکر نہیں صحف ابراہیم کا ذکر ہے اور وہ اب تک موجود نہیں یہ امر ہنوز فیصلہ طلب ہے کہ وید کوئی خاص متحقق متعین شئے بھی ہے۔ اس اختلاف پر بحث کرنیکا یہ محل نہیں۔ مگر یہ امر مسلم ہے۔ کہ وید علم صحیح کا نام ہے اس لئے کہ وید کے معنی ہیں۔ وہ چیز جسکے ذریعہ ہم سمجھتے اور پہچانتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے تمام وہ ذرائع جن سے سچے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ وید ہیں۔ سو قرآن کریم نے وہ تمام ذرائع صحیحہ حقیقیہ بیان کر دیئے ہیں۔ مثلاً فرمایا۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ خود تمہارا معلم ہوگا۔ یہاں تقویٰ کو ذریعہ علم بتایا ہے تقویٰ کیا ہے عقاید صحیحہ راستبازی کے اقوال یا یوں کہیں ایمان بالغیب۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے دعا اور مخلوق کی بہتری کے لئے اپنے خداداد

قوبٰی۔ اور زبان واصناف ہے اور اسوال سے کوشش کرنا۔ پہلے معنی رکوع ۱ پارہ ۳ ہے اور دوسرے معنے سورہ بقر پارہ اول کے پہلے رکوع میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور ہم نے اپنی کتاب میں بہت جگہ ذکر کیا ہے۔

دعا۔ بیان۔ کوشش یہی ذرایع علم صحیح ہیں۔ جن کی ہدایت اس آیت میں ہے۔

(۲) قُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پ ۱۶ طٰہ) اے میرے رب مجھے علم میں ترقی بخش۔

(۳) اور فرمایا ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ (پ ۲۶ محمد) وہ کیوں قرآن کو غور سے نہیں پڑھتے۔

(۴) اور فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پ ۲۱۔ عنکبوت) جو لوگ بہت کوشش کرتے ہیں۔ ہماری راہوں کے پانے میں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔

(۵ و ۶) اور ذکر الٰہی اور تفکر بھی علم صحیح کا باعث ہے۔ چنانچہ فرمایا لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۴۔ آل عمران) یعنی نشان ہیں دانشمندوں کے لئے جو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے لیٹے اور تفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں۔ ویاس جی نے بھی لکھا ہے کہ رشی لوگوں کو مراقبوں۔ سمادھوں وغیرہ سے یہ سچے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ غرض وہ تمام سچے علوم قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ جو انسان کی فلاح دنیوی و اخروی کے لئے ضروری ہیں۔ اور حقیقی وید کے یہی معنی ہیں۔ اب بتاؤ ویدوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۱۱۰ قسم مت کھاؤ پھر خود گھوڑوں۔ ہواؤں وغیرہ کی قسمیں کھائی ہیں۔ ہمالہ۔ ایلپس۔ بندھیاچل۔ اژدو غیرہ۔ بھینس ہاتھی۔ گنگا۔ جمنا وغیرہ کی قسمیں کیوں نہ کھائیں۔ دماغ میں نہ تھیں۔

الجواب۔ سنو! قسموں کا جواب تو مفصل سوال نمبر ۱۴ کے جواب میں موجود ہے پر تمہاری عادت ہے کہ تکرار اور بے وجہ تکرار کرتے ہو اور یہ تمہاری بے ایمانی ہے کہ تم نے تکرار کا عیب قرآن پر بے وجہ لگایا ہے۔ نادان تم کو ہمالہ۔ بندھیاچل۔ اژدہ۔ بھینس ہاتھی۔ گنگا۔ جمنا یاد آئیں۔ اور کشمیری۔ کابلی۔ چینی۔ روسی وغیرہ کو اپنے اپنے ملک کے نظارہائے قدرت یاد آئینگے۔ تو کیا قرآن شریف تمام نظارہائے قدرت کی تفصیل کرتا پھر ان پر حوادث جدیدہ کی تفصیل کرتا جو روزمرہ نئے نئے واقع ہوتے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ تمہارے منوجی اور یاگ ولک جی نے قسموں میں کیوں خصوصیت کی ہے منو ادھیاء ۸۔ ۸۸ گئو بیج اور سونا کی قسم ویکر ولیشیہ سے پوچھے۔ دیکھو خصوصیت ہے یا نہیں اور قرآن کریم میں تو بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ (پ ۲۹ معارج) موجود ہیں۔ زیادہ کیوں نہ کھائیں۔ بات یہ ہے مناظرات قدرت کو دعاوی کے ثبوت میں وہاں تک پیش کیا

جاتا ہے۔ جہانتک مخاطب کی سمجھ پہنچ سکتی ہے فہم سے بالاتر بات کرنا حکیم کا کام نہیں۔ انبیا اور رسل پھر اللہ جلشانہ جیسا علیم و حکیم کیوں ایسی لغو حرکت کرتا۔

سوال نمبر ۱۱۱ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا پر اعتراض کیا ہے کہ پڑھے لکھے عالم فاضل ان پڑھ کی بات کو کیوں مانیں۔ سورج کا دلدل میں غروب ہونا۔ عیسیٰ بلا باپ پیدا ہو گیا۔ لاٹھی کا سانپ بنگیا۔ یہ باتیں معقول پسند آدمی کی کتاب میں نہیں ہو سکتیں۔

الجواب۔ آیت کے صحیح معنے ہم بتاتے ہیں مگر ان کے معنی کو بیان کرنے سے پہلے میں پوچھتا ہوں کہ سورج کا دلدل میں ڈوبنا کتنی بار بیان کر چکے ہو۔ تم لوگوں کو تکرار مضامین کلام مجید پر اعتراض ہے اور خود اپنے رسالہ میں یہ تکرار۔ دیکھو سوال نمبر ۵۰۔ ۸ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر سوال دیکھو سوال نمبر ۱۶۔ ۴۲ پھر لاٹھی کے سانپ پر اعتراض دیکھو سوال نمبر ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔

(۱) بھلا یہ تو بتاؤ کہ قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے کہ سورج دلدل میں غروب ہوتا ہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ہاں قرآن میں ہرگز ہرگز نہیں لکھا بلکہ یہاں لکھا ہے۔ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ یہاں لفظ وجدہا جسکے معنی ہیں سمجھا اس نے "سورج کو" کئے ہیں۔

پھر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کون کہتا ہے۔ کہ ان پڑھ تھے۔ ہمارے جس قرآن مجید پر تمکو اعتراض ہے۔ اسمیں تو لکھا ہے۔ اور ہمارے ہادی کو خطاب ہے۔ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ نسا) اور فرمایا عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ (پ نجم) اور فرمایا۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پ ۱۶ طہ) اور فرمایا۔ وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پ ۳۰ اقرء) پس آپ کا معلم وہ علیم و خبیر ہے۔ جس کا دوسرا نام رب العالمین ہے۔ وہ ہر ایک کو اس طرح اب بھی سکھانے کو تیار ہے۔ جس طرح اس نے پہلے سکھایا جیسے فرمایا۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ (پ ۳ بقر)

ہاں تم بتاؤ کہ اگنی۔ اوت۔ انگرہ۔ وایو جو تمہارے اصل معلم و بانی وید خیال کئے گئے ہیں کیا پڑھے لکھے تھے۔ ان کے کسی اوستاد کا نام بتاؤ۔ مگر آپنے نورالدین کی شاگردی تو کرنا نہیں۔ کیا پاپ وہ پڑھے لکھے تھے۔ اگر ہاں کہو تو ثبوت دو وید سے۔ اور اگر کہو کہ نہیں تو دست برداری کرو اعتراض سے۔ بات یہ ہے کہ اول تو رشی بے باپ تھے۔ دوم تمہارے اعتقاد کے موافق یہ خلاف قانون قدرت ہے کہ خدا ان سے بولا۔ سوم بہرحال ان پڑھ تھے۔ مہا رشیوں نے جب یہ کلام ان سے سنا تو وہ خود عملاً کچھ نہیں بتا سکے بلکہ ان رشیوں کو بھی صرف اپنے فکر و خیالات سے خود بخود برہموں کی طرح ہی وید کے معانی سمجھنے پڑے بخلاف ہادی اسلام کے کہ اپنے قرآن کریم کا اول عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ آپنے عمل کر کے دکھایا عمل در آمد کرا کر

دکھلایا۔ تو تو بی اے۔ اور نعوذ باللہ اسلامی اسکول کا ہیڈ ماسٹر رہا تھا۔ کیا سچ مچ ملہان وید پڑھا لکھی تھو کیا پڑھا ہوا تھا۔ اور کیا لکھا تھا۔ آریہ ورت کی تمام تفاسیر وید تو غلط ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۴۳۔ اور رگوید بھومکا صفحہ ۲۰۰۔ اور آریہ ورت کا عملدرآمد قبل از آریہ سماج از سرتا پا غلط تھا۔ آریہ ورت کے مصلح شنکراچاریہ بھی تمہارے نزدیک غلطی پر تھے۔ کیونکہ شنکراچاریہ ویدانتی تھے۔ مگر ایسا دعوی اسلام اپنے ہادی کی نسبت نہیں کر سکتا۔ دیکھو عملدرآمد میں تعامل اسلام کیسا صحیح ہے۔

ابقسمت پہلی تفاسیر تو حسب تحقیق دیانند غلط تھیں اور دیانند کی تفسیر حسب تحقیق آریہ مسافر و تصدیق منشی رام وغیرہ غلط ہیں۔ دیکھو ترجمہ رگوید بھاشی بھومکا منشی رام کا ابتلا منشی رام کا ترجمہ صفحہ ۶۵ و ۷۰۔ اب آیت کے معنی سنو۔ اُمّ الْقُرٰی کیطرف بلنسبت تم کرتے ہیں امی بولتے ہیں۔ تمنے مکرر مکرر امی کی گردان کرکے دکھلایا ہے۔ کہ تم عربی جانتے ہو۔ پس کیا یہ سچ نہیں پس امی کے معنی ہوئے ام القری کا رہنے والا اور ام القری مکہ کا نام ہے۔ پس ان پڑھ کے معنے خواہ مخواہ نے لئے موقع مناسب آگا پیچھا دیکھ کر معنے کرنا چاہئے تھا۔ اور سچ یہ ہے کہ جہاں کوئی ہادی بھیجا جاتا ہے اسی بستی کو اس ہادی کے زمانے میں اور بستیوں کا اُم جسکے معنی اصل کے ہیں کہا جاتا ہے ثبوت یَبْعَثُ فِیْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا (پ ۲۰ قصص) قرآن میں ہے پھر اس لحاظ سے بھی مکہ معظمہ کو ام اور ام القری کہا گیا اور ہر امور کی بستی ام ہوا کرتی ہے۔

سوال نمبر ۱۱۲ بلسان عربی مبین پر اعتراض کیا ہے اگر عرب عذر کر سکتے تھے کہ ہم عجمی نہیں جانتے تو عرب کے ماورا اور بلاد کے لوگ عذر کر سکتے ہیں۔ کہ ہم عربی نہیں جانتے۔ پھر کتاب الٰہی ایسی زبان میں آنی چاہئے۔ جو کسی قوم و ملک سے خصوصیت نہ رکھے۔ اور سب السنہ کی جڑ ہو۔

الجواب عرب لوگ تو عذر کر سکتے تھے۔ اور ان کا حق تھا۔ اور انہوں نے عذر کیا۔ تم لوگ عذر نہیں کر سکتے اور نہ تمنے اب تک عذر کیا۔ اور نہ تمہارا حق ہے کہ عذر کرو۔ یہ میری بات معما پہیلی نہیں تم کو ذرا تفصیل سے سناتا ہوں۔ سنو اور پھر دیدۂ بصیرت سے دیکھو۔ مذہبی طور پر اگر دیکھا جاوے۔ تو تمام بلاد مذہبی تقسیم سے دو حصوں پر منقسم ہیں۔ اوّل مشرقی بلاد۔ مشرق سے میری مراد اس وقت ایران سے لیکر جاپان تک ہے دوم بلاد مغرب۔ مغرب سے مراد میری بلاد شام سے لیکر یورپ و امریکہ تک ہے کون منکر ہے انکار کر سکتا ہے۔ کہ ایران یا جاپان کہاں مان لیتے ہیں۔ کہ ہندوستان مرکز ہے ایک مذہب کا جسکو ہندوستان یا ایران نے مانا اور انہیں کا اثر چین و جاپان تک پہنچا۔ کیونکہ بدھ جی آرین تھے۔ اور گیا اس کا مرکز ہے تا اور امریکہ و یورپ مسیحی مذہب کے ماتحت ہے اور مسیح علیہ السلام یروشلم کے باشندے تھے اور عبرانی تھے۔ پس ایرانی و آرین یا عبرانی انبیاء و اولیاء اصحاب کی ہی مذہب کی حکومت ان تمام بلاد میں ہی پس

جو لوگ عبرانیوں کے ماتحت حکومت رہ چکے ہیں۔ وہ کیونکر عذر کر سکتے ہیں۔ کہ اپنی بولی کے سوا دوسری زبان کی کتاب کے ہم ماتحت نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح جو لوگ وید کی زبان جو کسی ملک کی زبان نہیں یا ایرانی زبان کے ماتحت رہ چکے وہ کیونکر عذر کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنی زبان کے ماورا کسی زبان کی کتاب کے ماتحت نہیں ہو سکتے۔ ہاں عرب عذر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مرکز نے غیر زبان کو نہیں مانا اور مرکز عرب پر دونوں کی سلطنت قطعاً نہیں ہوئی اور دونوں کا کوئی اثر مرکز عرب پر نہیں پڑا۔ غرض کہ دار سیا کی کتاب کے ابتداء میں مانا گیا ہے۔ کہ عرب پر کوئی اثر تعلیم عبرانیوں کا نہ تھا۔ اور تم تو مانتے ہی ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ ہمارے رسول تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم پس ان کو یا انکی قوم کو تمہاری ویدوں نے کیا نفع دیا اگر نفع دیتا تو ان پڑھ کیوں رہتے اور کیا امید ویدوں سے ہو سکتی تھی۔ دیانند نے خود لکھا ہے کہ اور بلاد میں جو لوگ آباد ہوئے وہ برہمن نہ تھے بلکہ۔۔ وغیرہ تھے پس ثابت ہوا کہ عرب عذر کر سکتے ہیں نہ غیر عرب۔

سوال نمبر ۱۱۳ لاتبدیل لکلمات اللہ پر اعتراض کیا ہے اگر کلمات سے مراد قانون قدرت ہے تو قرآن میں خلاف قانون قدرت کیوں بھر کا لی دی ہے۔ اور اگر آیات ہیں تو نسخ کیوں محقق کتنے ہی احکام قرآن سے دکھا سکتا ہے۔ جو پہلے جائز کئے اور پھر ممنوع۔ شراب پہلے حرام نہیں کیا۔ پھر حرام کیا۔ اسی طرح بیت المقدس قبلہ تھا۔ پھر نہ رہا۔

الجواب جس کو تم لوگ قانون قدرت کہتے ہو اسکے خلاف بھی قرآن کریم میں ایک کلمہ نہیں مگر یاد رہے۔ کہ قانون قدرت میں تصویریں خیالی فلسفہ بیش نہ کرنا۔ سائنس کے خلاف کچھ دکھاؤ اور نسخ بمعنی ابطال حکم بھی قرآن کریم میں قطعاً نہیں کیا معنی قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں جس پر کسی زمانہ میں تو ہم کو عملدرآمد کرنا ضرور تھا۔ اور اب اس پر عملدرآمد کسی طرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو مثلاً بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جس آیت میں ہو وہ آیت قرآن کریم میں تو قطعاً موجود نہیں اسی طرح ایسی آیت بھی کوئی نہیں۔ اور قطعاً قرآن کریم میں نہیں کہ جسمیں لکھا ہو۔ شراب حلال ہے تم پیا کرو ہاں یہ بات ہے کہ شراب پہلے ہی حرام کیوں نہ کیا۔ دیر کے بعد کیوں حرام کیا۔ مگر اسمیں نسخ کس حکم موجود فی القرآن کا ہوا۔ نزول اشادات آخر تدریج ہوا کرتا ہے۔ کیا وید کی تمام احکام بلا کسی ترتیب کے یکدم رشیوں نے سمجھے تھے۔ نہیں اور ہرگز نہیں آپ تو کہتے ہیں کہ محقق کتنے احکام نکال سکتا ہے کہ پہلے جائز کئے۔ پھر ممنوع ہاں مجھے تو کوئی آیت ایسی معلوم نہیں جس سے یہ پایا جائے کہ فلاں حکم جائز یا ضرور ہے پھر بعینہ اسی حکم کو کہا گیا ہو کہ یہ حکم ممنوع ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ ہمکو ہمارے قرآن نے کہیں نہیں کہا۔ کہ فلاں حکم جو فلاں آیت میں ہے۔ اب قطعاً منسوخ ہو گیا۔ ہمارے ہادی نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے آپ کے پاک جانشینوں ابوبکرؓ و عمرؓ نے جنکی نسبت آلہی حکم ہے۔ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ توبہ) اور ان کے اتباع کو باعث اپنی رضامندی کا فرمایا ہے۔ انہوں نے بھی نہیں فرمایا۔ کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے اسپر بالکل عمل درست نہیں۔ نسخ کے معنی اگر ابطال حکم کے ہیں۔ کہ قرآن میں ایک حکم موجود ہو اور وہ منسوخ کیا گیا ہو تو ایسا حکم بھی مجھے ہرگز معلوم نہیں اگر کسی کو اسکے خلاف دعویٰ ہو تو ثبوت دے۔ قرآن کریم حسب ارشاد آلہی اکمال کے لئے آیا ہے جیسے اوسنے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (پ مائدہ) پس وہ حقایق ثابتہ کے ابطال کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اثبات حقائق کی خاتم الکتب ہے۔

ترک اسلام کے صفحہ ۶۲ کے سوال ۱۱۳ کا ایک طرف سے جواب۔ حکم کبھی بوجہ غلطی اور ناسمجھی حاکم کے بدلا جاتا ہے اور کبھی بوجہ تبدل مصلحت بدلا جاتا ہے طبیب کبھی تشخیص میں غلطی کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے اپنی غلطی پر اطلاع پاکر پہلے نسخہ کو بدل دیتا ہے۔ اور کبھی بوجہ تبدل حالات مریض یا اسلئے کہ پہلی دوائی کا وقت گذر گیا۔ اس پہلی دوائی کو بدل دیتا ہے۔ مثلاً اثناء علاج بخار میں اگر سرسام ہو جاوے۔ تو بوجہ تبدل احوال مریض نسخہ بدلا جاتا ہے۔ مسہل کے بعد جو مقوی نسخہ لکھا جاتا ہے۔ تو یہ تبدیل بوجہ اختتام پہلی دوائی کے وقت کے ہوتی ہے۔ مگر ہرچہ باداباد۔ ان ہر دو صورتوں میں تغییر و تبدیل اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ طبیب نے اپنی غلطی پر اطلاع پائی۔ اسی طرح ہو جو خدا کے احکام تبدل و تغیر بھی اسی دوسری قسم کا ہوا کرتا ہے۔ پہلی قسم کا نہیں ہوتا۔ مگر حضرت معترض کو ان دونوں صورتوں کی خبر ہی نہ ہو تو وہ کیا کریں۔ معذور ہیں۔ (انتصار الاسلام سعیر سیر) للمولوی محمد قاسم

والجواب الثانی۔ اگر حکم خداوندی میں تغییر و تبدیل خلاف عقل ہے۔ تو ارادہ خداوندی میں بھی تغییر و تبدیل خلاف عقل ہی ہوگا۔ حکم کے تبدیل میں اگر یہ خرابی ہے کہ خدا کی طرف غلطفہمی کا الزام آئیگا۔ تو ارادہ کی تغییر و تبدیل میں بھی یہی خرابی ہے کیونکہ ارادہ بھی مثل حکم کے فہم پر موقوف ہے یعنی جس طرح حکم جب دیتے ہیں۔ جب پہلے اپنے دل میں کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ ایسے سمجھ والے ارادہ بھی جب ہی کرتے ہیں۔ جب اس مراد میں کوئی فائدہ خیال کر لیتے ہیں۔ مگر یہ ہے تو پھر پیدا کر نیکے بعد معدوم کر دینا اور جلا نیکے بعد مارنا اور عطائے صحت کے بعد مریض کر دینا۔ اور راحت کے بعد تکلیف میں ڈال دینا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کا اُلٹا بھی خدا سے ممکن نہ ہو سکے کیونکہ یہ سب بارادہ خدا ہوتے ہیں سو ایک ارادہ کے بعد دوسرا ارادہ مخالف اگر خدا کرے۔ تو یوں کہو پہلے بے سوچے سمجھے خدا نے ارادہ کر لیا تھا

(انتصار الاسلام) قاسم العلوم - ۱۲

اور سنو۔ قرآن مجید اور فرقان حمید میں اختلاف نہیں اوّل اس لئے کہ اختلاف کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ سنیوں کا قرآن اور ہو شیعوں کا اور روافض کا اور ہو۔ خوارج کا اور۔ ظاہری لوگوں کا اور قرآن ہو۔ اور اہل تصوف کا اور مقلدوں کا اور۔ غیر مقلدوں کا اور۔ جیسے سناتن اور تمہارا باہم اختلاف ہی۔ کہ وہ برہمنوں اور اپنشدوں کو بھی ویدہی یقین کرتے ہیں۔ اور آریہ سماج صرف منتر بھاگ اور سنگھتا کو۔ قرآن کریم کی محافظت کا ٹھیکیدار خود اللہ رب العالمین ہی فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ۱۴ حجر) اور فرماتا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (پ۲۹۔ قیامۃ) اور فرمایا۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (پ۲۴ فصلت) جیسے میں نے بارہا بیان کیا ہی۔ کہ ایک سلسلہ جسمانی امور کا ہوتا ہے۔ اور دوسرا سلسلہ روحانی امور کا۔ پس اسکے ظاہری سلسلہ کو دیکھو۔ پانچ وقت کے فرض اور آٹھ وقت کے نوافل ہیں۔ قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ کم سے کم چالیس رکعتوں میں اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بلکہ اسّی رکعتوں میں اور حفاظ و علماء اور اہل دل ہر رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتے ہیں۔ یہی تعامل اہل اسلام کا اب تک تیرہ سو سال سے ہی اور اسمیں اصل کتاب کے محفوظ رہنے کا بڑا سِر ہے۔ میں ان نادان۔ ناعاقبت اندیش اور کلام الٰہی کے مزہ سے ناواقف لوگونکو کسی شمار میں نہیں لاسکتا۔ جو تیرہ سو برس کے حقیقی تعامل کے خلاف ترجمہ قرآن کے نماز میں مجوز ہیں گو وہ کئی رنگوں میں رسائل شایع کریں۔ یا کسی سلطانی دورہ کا قرب رکھتے ہوں نماز میں قرآن کریم پڑھنے کا ارشاد ہی۔ اور قرآن بلسان عربی ہے اور قرآن قرآناً عربیاً ہے اور ترجمہ ہمیشہ مترجم کا خیال ہوتا ہے۔ اور مترجم حسب استعداد و علم و فہم و اطلاع و وسعت علم ترجمہ الگ الگ کرتے ہیں۔ دنیا میں کوئی کتاب دیکھو اس کا ترجمہ ایک مذہب و ملک کے چند لوگ کریں سب مختلف ہی ہو گا۔

دوم ضروری ہے۔ کہ مسلمان لوگ قرآن کریم کا تدارس اور دَور کریں اور یہ دَور باہم ملکر پڑھنا قرآن کی حفاظت کا بڑا باعث ہی۔

سوم مریضوں کے سامنے حتی کہ خطرناک حالت میں بھی قرآن کا پڑھنا مسلمانوں میں معمول ہے۔ اور اسے ختم کہتے ہیں۔ اور یٰسین اور تبارک تو عام ملوانے بھی جانتے ہیں۔ یہ عملدرآمد بھی حفظ کا مؤید ہے۔ اور خوب مؤید ہے۔

چہارم ہر سال رمضان شریف میں قرآن کریم بکثرت پڑھا جاتا ہے تم کو تو خبر نہیں کیونکہ تم تو مسلمانوں کی گود میں نہیں پلے اور بعض ناعاقبت اندیشوں نے اسکو ترک کر دیا۔

پنجم حفاظ کے مجمعوں میں قرآن کریم دعویٰ سے یاد سنایا جاتا ہے۔ اور اس سے خوب حفاظت ہوتی ہے۔

ششم۔ ہر روز ہم لوگ خطوط تصانیف اور ہر روزہ بات چیت میں بہت بہت آیات پڑھتے ہیں۔ اور اس قدر پڑھی جاتی ہیں۔ کہ غالباً کل قرآن پڑھا جاتا ہے۔

ہفتم۔ مسلمان اور مخالفان اسلام بھی قرآن پر تفسیریں لکھتے ہیں۔ اور لکھتے آئے۔

ہشتم۔ باہمہ سخت عداوت و مخالفت۔ متکلمان شیعہ و سنی۔ خوارج۔ روافض وغیرہ فرق اسلام ایک ہی قرآن کو پیش کرتے ہیں۔

نہم۔ اسلامی سلطنتیں۔ انجمنیں اور جماعتیں گو اب سب کمزور ہیں۔ پھر باوجود افلاس کے فضول خرچ سست۔ باہم نفاق میں مبتلا مگر پھر بھی ہزاروں ہزار حافظ عورتیں اور مرد اس وقت بھی موجود ہیں۔

اب جب یہ حال ہے تو قوت و شوکت جاہ و جلال کیوقت قرآن کریم کا کیا چرچا ہوگا۔ پھر غور کرو۔ نبی کریم کے وقت جب مذہب اسلام میں نئے نئے جوشیلے داخل ہوئے۔ بااینکہ ان کی قوت حفظ ضرب المثل تھی۔ ان کو تئیس برس میں بتدریج قرآن کریم سنایا گیا۔

نہم ہر ملک و ہر ایک قوم میں بڑوں اور چھوٹوں کا امتیاز ہوتا ہے۔ اور قرآن کی یہ قدر و منزلت اسلام نے کی تھی۔ کہ کہا۔ یوم القوم اقرءھم لکتاب اللہ قوم کا امام وہی ہو۔ جو سب سے بہتر کتاب اللہ کو پڑھ سکتا ہو۔ مطلب یہ کہ تمام محلوں اور جمعہ۔ و عیدین وغیرہ ایام میں پیش نماز سب لوگوں سے آگے وہ کھڑا ہو جو کوئی قرآن کریم زیادہ جانتا ہو۔ پس اب غور کرو۔ اس حکم سے قرآن کریم کی طرف عوام اور خواص کیسے جھکے ہونگے اسی واسطے ہماری تواریخوں میں ہے کہ ایک یمامہ کی لڑائی میں ستّر قاری شہید ہو گئے تھے۔ ادنیٰ درجہ اور قوم کے لوگ اسی واسطے پڑھتے تھے کہ آگے بڑھیں اور اعلیٰ لوگ اس لئے کہ پیچھے نہ رہیں۔

دہم۔ قرآن کریم نزول کے وقت معاً لکھوایا جاتا ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ (پ طور) اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وغیرہ اور لکھا محفوظ رہتا ہے۔

یازدہم۔ یہی قرآن۔ تفاسیر۔ حدیث۔ فقہ و اصول وغیرہ اسلامیہ علوم کی جڑ تھا۔ بلکہ مباحثات میں بھی اول دلیل تھا۔ پھر یہ کیونکر ضایع ہو سکتا۔

دوازدہم۔ وعظوں میں اسی کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ اور مقدمات میں بھی اسی سے اولاً مقدم طور پر استدلال کیا جاتا تھا۔ اور کیا جاتا ہے۔ عبادات خلوت کی ہوں یا جلوت کی سب میں قرآن کریم مقدم تھا اور ہے اور ان میں پڑھا جاتا تھا۔ اور پڑھا جاتا ہے۔

سیزدہم۔ جس قدر لوگ اور قومیں مسلمان ہوتی تھیں ان کے مذہبی رسوم اور مقدمات کے لیے ماہران قرآن کو ان قوموں کے پاس روانہ کیا جاتا تھا۔ اور ان کا امیر بنایا جاتا تھا۔

چہاردہم اسکے لکھنے والے بعض قطعی قرآن کے معزز بنائے گئے تھے۔ جیسے فرمایا۔ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ (پ۳۰ عبس)

پانزدہم۔ ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ پاک میں اسکے نسخے موجود تھے۔ اسی واسطے فرمایا لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پ۲۷ واقعہ) کیسا مشہور قصہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو اسوقت آپ نے اپنی بہن کے پاس سے بیسویں سورۃ کی نقل لینی چاہی۔

ان تمام وجوہ کو جو قرآن کریم کی عصمت اور حفاظت کے ہمنے بیان کئے پڑھ کر اور ان میں غور کرنیکے بعد کون ایسا صاحب دل ہے جو قرآن کریم کی لانظیر عظمت میں شک کر سکتا اور معاً اس نتیجہ صحیحہ پر پہنچنے سے رُک سکتا ہے کہ دنیا میں قدیم سے ابتک کوئی ایسی کتاب نہیں۔ جسے اکرام اور حفاظت کا شرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو۔

سوال نمبر ۱۱۴۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پر اعتراض کیا ہے کہ شکسپیر کے ناٹک۔ مکالے کے مضامین اور لڑکوں کی اونٹ پٹانگ۔ کوّے۔ چیل۔ بندر۔ چڑیوں کی بولیاں بے نظیری میں قرآن کی طرح خدا کا کلام ہوں۔

الجواب۔ اوّل۔ سنو جی۔ شکسپیئر۔ مکالے۔ لڑکے۔ کوے۔ چیلوں۔ بندروں۔ چڑیوں نے کبھی دعویٰ اور تحدی نہیں کی۔ اور قرآن کریم کی بےنظیری کا ایک انسان دعوے کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔

دوم غور کرو **فصاحت بلاغت**۔ پیشگوئیاں اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ کامیابی وغیرہ کا نام نہیں لیا۔ کہ قرآن کریم کی مثل فلاں فلاں بات میں تم پیش کرکے دکھاؤ۔ بلکہ عام دعویٰ بےنظیری کا کیا ہے مخالفان اسلام کو موقع تھا۔ کہ کوئی کلام پیش کر دیتے۔ گو وہ کاگ بھاش ہی ہوتا ...... اور کہدیتے کہ قرآن نے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (پ۱ بقرہ) عام کہا ہے اور تخصیص کی نہیں۔ قران بھی ایک کلام ہے۔ اور جو ہم پیش کرتے ہیں وہ بھی کلام ہے۔ قران عربی ہے تو کیا آخر کلام ہے اور ہمارا پیش کردہ کلام گو مہمل یا کاگ بھاش ہے۔ مگر آخر کلام ہے۔ مگر کسی نے ایسا نہ کیا۔ اور نہ کر سکے یہی تو اعجاز ہے آپ کے بھائی امرتسری مولوی یہاں بھی نہیں چوکے۔ ہمیں تعریض و تمسخر اور طنز سے کہتے ہیں۔ کہ مرزا اپنی کلام کی بےنظیری کا مدعی ہے۔ مگر محدود کیوں کرتا ہے۔ کہ فلاں مدت تک کوئی میرا جیسا کلام بنا کر پیش کرے۔ میں کہتا ہوں۔

اجی مولوی جی۔ مرزا زمانی تحدید بھی کرتا ہے۔ بلکہ کہتا ہے۔ ایسا بینظیر کلام فصیح و بلیغ عربی میں پیش کرو بس دونوں قیود سے قرآن کیطرح تو سیع نہیں کرتا۔ آپ اس نکتہ پر نہیں پہنچے۔ مجھ خادم سے سنئے۔ مرزا حقیقتاً واقعی طور پر عین محمد و احمد نہیں بلکہ **غلام احمد** ہے۔ ے پنجہ در پنجہ خدا دارم من چہ پروائے مصطفےٰ دارم۔ کو کفر اور بے ادبی یقین کرتا اور اسکے خلاف یوں کہتا ہے ے

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ٭ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آقا کی برابری پسند نہیں کرتا۔ اور اسکو بے ادبی جانتا ہے۔ اور تم نے تو مخالفت اور تصنیف کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ تم نے بھی کبھی عربی میں مقابلہ کر کے ہم کو نہ دکھایا۔

دیانند جیسے مہارشی نے بڑی تحقیق و تدقیق سے ملا پیچی کا اکبر کے سمے بنا نقطہ کے قرآن رچا ہوا بتایا ہے حضرت فیضی رحمۃ اللہ نے محمد جلال الدین اکبر رحمۃ اللہ کے زمانہ میں قرآن کریم کی خدمت کے لئے بلا نقط الفاظ میں ایک تفسیر قرآن کی لکھی تھی۔ جسکے ساطعہ نمبر ۲ میں لکھتا ہے۔

العلوم کلها صداع الا علم کلام الله وکل علم سواه عطله واهمله

تمام سر دردی ہیں۔ سوائے علم کلام اللہ کے۔ اس کے سوا سب کو چھوڑ دے اور بیکار کر دے

وکلام الله لا عد لمحامده ولا حد لمكارمه ولا حصر لرسومه

اور کلام اللہ کے محامد کا شمار نہیں اور نہ اسکے مکارم کی حد ہے اسکی بیان کردہ باتوں کا حصر نہیں

ولا احصاء لعلومه وهو امام اهل الاسلام ومدار اصل المرام

اور اسکے علوم کی گنتی نہیں۔ وہ اہل اسلام کا امام ہے۔ اور اصل مطلبوں کا دار و مدار ہے پھر آخر اسی ساطعہ میں لکھا ہے

وما علم علوم كلام الله كلها احد الا الله ورسوله واولوا العلم

کلام الٰہی کے سب علوم کو کسی نے نہ جانا۔ مگر اللہ تعالےٰ اور اُسکے رسول اور اولوالعلم نے۔

فرحمك الله بحد منك القران وتسويد وجه زعيم الاسرية وادحم سلطانك الذى عطاك واكرمك وجعلك من المقربين +

یہ دیانندی تحقیق کا ثمرہ ہوا۔ رہی یہ بات کہ قرآن کریم کی مثل جو طلب کی گئی وہ کس امر میں مثل مطلوب تھی۔ اس پر علماء نے طبع آزمائیاں کی ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے مذاق پر بینظیری کو قائم کیا ہے۔

ا۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم اپنی بینظیر تاثیر میں بے مثل ہے۔ یہ بات بے ریب قابل قدر ہے کیونکہ قرآن کی ہی تاثیر تھی۔ کہ عرب جن پر کبھی کسی کتاب کا اثر نہ ہوا۔ اس کتاب سے مؤثر ہوئے وید کو مدعیو حالانکہ صرف دعویٰ بلا دلیل کوئی چیز ہی نہیں کیا آریہ ورت میں ویدک وحدۃ مذہبی دکھا سکتے ہو۔

کیا جینی وید کے قائل دکھا سکتے ہو کیا بدھ و جینی وید کے قائل ہیں۔ تاثیر کا پتہ مرکز کو دیکھنے سے لگتا ہے
کیا کاشی جی ہری دوار پراگ راج میں ویدک دہرم کا مرکز ہے۔

۲۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم تمام انسانی جماعت کے مشترکہ ضروریات کا جامع ہے۔ علوم الٰہیہ اخلاق معاشرت۔ تمدن اور سیاست کے اصول مسائل کا جامع ہے پھر انسانی عقل کو استنباط و استخراج مسایل کے لئے بیکار نہیں کرتا۔ حوادث جدیدہ کے واسطے استنباط مسائل کی اجازت دیتا ہے۔

۳۔ کسی نے کہا ہے تمام کتب الٰہیہ دعاوی ہیں۔ مگر دلائل سے ساکت ہیں۔ بخلاف اسکے قرآن کریم الٰہیات میں دعاوی کے دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ اور اسی لئے مجھے امام غزالی کا یہ قول ہمیشہ ناپسند ہے۔ جو انہوں نے فرمایا ہے۔ تحقیقات میں میرا مذہب برہان ہے اور سمعیات میں قرآن۔ مگر میرا ایمان ہے۔ کہ سمعیات کو عقلی بنا دینا اور تحقیقات کو برہان وجدان اور سنن الٰہیہ سے ثابت کر دینا قرآن کا کام ہے موضوع کتاب سے بات باہر نکل جاتی ہے ورنہ میں بیان کرتا کہ کس طرح مینے سوفسطائیوں۔ دہریوں۔ برہموں عیسائیوں۔ آریہ۔ سکھ۔ شیعہ۔ خوارج۔ زمانہ کے عوام متصوفین۔ جہلا اور جامد مقلدین سے قرآن سے مباحثہ کئے ہیں۔ اور ہر ایک پر حجت پوری کی ہے۔

۴۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم واقعات کو قبل از وقوع بیان کرنے میں بینظیر ہے اسنے اتباع قران کی کامیابی اور منکرین کی ناکامی کو پکار پکار کر بیان کیا ہے۔ اور آخر دیکھ لو۔ بلاد عرب۔ عراق عرب۔ عراق عجم۔ خراسان اور ہندوشام۔ روم۔ مصر و بربر اور بلاد مغرب گواہی دیتے ہیں۔ کہ اسکے یہ دعاوی سچ ہیں مثلاً یہ خبر کہ مکہ معظمہ معظم و مکرم رہیگا۔ اور مدینہ طیبہ کے فتن دجال سے مصئون و مامون رہیگا اب دیکھ لو فتن دجال سے تمام بلاد سوائے مکہ و مدینہ کے پامال ہوگئے ہیں۔

(۵) کسی نے کہا عرب کے قلوب نے معارضہ سے اعراض کیا۔

(۶) کسی نے کہا قرآن کریم تمام کتب سماویہ کی اصل تعلیم کا جامع ہے اس کا دعویٰ ہے فِیۡهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ

(۷) کسی نے کہا قرآن کریم فصاحت و بلاغت میں بینظیر ہے۔ یہ وجہ اس وقت کے لحاظ سے جب مکہ معظمہ میں بینظیری کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ قوی ہے کیونکہ اس وقت تاثیرات و جامعیت وغیرہ کے بیان کا کامل وجود نہ تھا۔ جیسے پیچھے ظاہر ہوا۔ کیونکہ یہ دعویٰ مختلف سورتوں میں کیا گیا ہے۔ بقرہ۔ یونس۔ ہود۔ بنی اسرائیل میں اور ہومر۔ ملٹن۔ شکسپیر۔ مکالے۔ کالیداس۔ بالمیک۔ وارث نے کب دعویٰ کیا کہ ہمارا کلام بینظیر ہے۔ کہ انسانی کلام نہیں۔ بلکہ الٰہی کلام ہے پس بات یہی صحیح ہے کہ مثل کی کوئی قید نہیں کی مطلق مثل قران کریم طلب کیگئی تھی۔ اور مخالف نہ لا سکے۔

سوال نمبر ۱۱۵۔ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا پر اعتراض کیا ہے
چھ دن میں آسمان و زمین بنائی۔ ماں باپ سے انسانی نطفہ کی پیدائش۔ پھر آدم و مسیح کی پیدائش۔ سونٹے کا سانپ۔ پتھر سے اونٹنی۔ خدا مکار۔ فریبی۔ ان باتوں پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب۔ چھ دن کا جواب دیکھو سوال نمبر ۱۵ میں اور ستیارتھ ۲۹۰ میں انسانی پیدائش کو دو طرح بتایا ہے۔ ایک کو ایشری سرشٹی کہا ہے۔ آلہی پیدائش اور اسکو بلا نطفہ مانا ہے اور دوسری میتھنی سرشٹی کیا معنی جماع سے بال بچہ کا پیدا ہونا۔ جب کئی قسم کی پیدائش دیانند کے نزدیک مسلّم ہے تو پیدائش آدم اور پیدائش مسیح پر اعتراض ہی کیا رہا۔ آدم بلا ماں باپ اور مسیح بلا باپ پیدا ہوئے۔ اقسام سرشٹی میں یہ بھی ایک سرشٹی ہے۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲ و ۲۳۔ اور پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا میں نے قرآن وحدیث آثار صحابہ اور اقوال ائمہ اربعہ میں ہرگز نہیں دیکھا۔ سانپ کا سونٹا دیکھو جواب نمبر ۴۸ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳۔ اعلیٰ ستوگنیوں کا حال کروہ آویکت (لطیف ترین مادہ کو) کو شکل میں لانے اور پرکرتی (علہ مادہ) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ پس معجزات کے ماننے میں تم لوگ کیونکر انکار کرسکتے ہو۔

لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (پ نساء) کے معنی ہیں اگر قرآن جناب الٰہی کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔ بات یہ ہے کہ لمبے چوڑے دعویٰ کرنیوالے کئی قسم کے ہوتے ہیں اول پاگل۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ان کے تمام دعاوی صرف مہمل اور نقش برآب ہوتے ہیں۔ انکی دشمنی اور دوستی کچھ بھی قابل اعتماد نہیں ہوتی قرآن کریم نے نبی کریم کو اس اتہام سے یوں بری کیا۔ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (پ۲۹- ن) اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اپنے رب کے فضل سے تو مجنون نہیں کیونکہ تو اعلیٰ اخلاق پر ہے اور مجنوں کے اخلاق وفضائل اعلیٰ کیا ادنیٰ درجہ پر بھی نہیں ہوتے۔ پھر مجنوں تمام دن اور رات میں کوئی کام کرے اسکے کاموں پر کچھ نتایج وثمرات صحیحہ واقعیہ مرتب نہیں ہوا کرتے۔ اور جو تو نے کام کئے ہیں ان کے نتایج تو بھی دیکھ لیگا۔ اور تیرے مخالف بھی دیکھ لینگے۔ کہ مجنوں کون ہے۔

اب غور کرو کہ جا بجا قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رسولوں اور انکے ساتھ والوں کی نصرت وتائید کرتے ہیں۔ اور یہ گروہ ہمیشہ مظفر ومنصور ہوتا ہے۔ غور کرو۔ جب رسول آئے وہ آخر ہمیشہ منصور اور انکے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (پ۲۴ مومن) بے ریب ہم (اللہ تعالیٰ اور اسکے ملائکہ) نصرت دیتے ہیں اپنے مرسلوں کو اور ان کو جو ایمان

لائے (مانا ان رسولوں کو) اسی ورلی زندگی میں اور فرمایا فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پ منافقون)
اور اللہ ہی کے لئے عزت ہی اور اسکے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے اور فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ بقرہ) وہی ہدایت پر ہیں اور وہی مظفر و منصور اور بامراد
ہیں۔ دیکھ! فرمایا سو تفاوت اسمیں نہ ہوا۔ نبی کریم اور آپکے جان نثار صحابہ کرام تمام مخالفوں کے
سامنے مظفر منصور بامراد رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات نہ ہوتی۔ تو اسکے خلاف ہوتا اور یہ بات
مجنون کی بڑ بن جاتی۔ مخالفوں کے حق میں فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ
الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ مجادلہ) یہ مخالف شیطانی گروہ ہی خبردار رہو۔ بے ریب شیطانی
گروہ ناکام رہیگا۔ اور فرمایا۔ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (پ
انفال) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کرینگے۔ پھر ان پر افسوس ہوگا۔ اور مغلوب ہونگے (اب
ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہی) پھر بار بار بتایا
کہ منکروں پر عذاب عظیم ہوگا۔ پھر دیکھ تمام عرب و عراق...... عجم شام و روم و مصر و بربر
کے مخالفوں پر کیسے کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے خشن پوش کھجور پر زندگی بسر
کرتے تھے۔ ان کے لئے کہا گیا۔

بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پ بقرہ)
پھر دیکھا اب تک ہم لوگ۔ قریش اس جنت کے مالک ہیں۔ وہ بصیرت تو تم کو نہیں کہ اتباع نبی کریم کو
حقیقی جنتوں کے بھی وارث ہوئے دیکھے۔ مگر ظاہری جنت کی وراثت سے تم بے خبر نہیں ہوسکتے جناب
الٰہی نے آپکے مخالف منافقوں کے لئے خبر دی اور فرمایا۔ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا انہوں نے بڑی بڑی
ارادے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم اللہ
القادر اور العالم کی طرف سے نہوتا تو اسکی کوئی تعلیم تو سنن الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی کیونکہ تم جانتے
ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ رسول تھے۔ عرب میں کوئی کتاب۔ مدرسہ۔ یونیورسٹی قرآن کے لئے
نہ تھی۔ وہاں اگر یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ تو تیرہ سو برس کی تحقیقات یورپ نے کوئی امر قرآن
کریم کا خلاف سائنس ثابت کردیا ہوتا مگر میں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ ایسا نہیں ہوسکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم

مشترکہ تعلیم انبیاء و رسل کے خلاف نہیں۔ اٹکل پچو باتیں کرنیوالے کی باتیں اکثر غلط نکلتی ہیں۔
پس اگر قرآن کریم اللہ کیطرف سے نہ ہوتا تو اسکی اکثر باتیں غلط نکلتیں۔

(یہ سوال کسی باعث سے اپنے موقع سے ٹل گیا ہے فہرست میں اصلاح کردی ہے)

سوال نمبر ۷۰ ایک شخص کو قیامت کا یقین دلانیکے لئے مار دیا۔ سو سال بعد زندہ کیا گدھے کی ہڈیاں بوسیدہ ہیں۔ پھر گدھا زندہ اور اس کا کھانا بھی سو سال تک نہ سڑا۔ خواب ہوگا۔

الجواب ۔ تم نے پہلا جھوٹ اس سوال میں یہ بولا ہے کہ قیامت کا یقین دلانے کو ایسا کیا گیا حالانکہ یہ بات قرآن مجید میں نہیں۔ دوسرا جھوٹ تم نے بولا ہے کہ گدھے کی ہڈیاں بوسیدہ ہیں۔ تیسرا جھوٹ تمہارا یہ ہے۔ پھر گدھا زندہ کیا گیا۔ اڑہائی تین سطر میں تین۔ یہ ہوا تمہارا ست کا لینا اور راست کا ترک کرنا۔ میں نے جو جھوٹ ثابت کئے ہیں۔ اگر شریف ہو۔ تو ایک کو قرآن و احادیث صحیحہ سے یا عقل سے ثابت کرکے دکھاؤ۔ اگر عام کتب سے دکھاؤ۔ تو ہم وید کی تفاسیر سے وہ کچھ عجائبات تمکو ثابت کرکے دکھائیں گے۔ جو کم سے کم غیرت مند کے لئے شرم کا موجب ہوں۔

او زہریلے سانپو! تم کو کیوں اور کس وجہ سے یقین ہوا۔ کہ تم ان بہانوں سے آنیوالے غضب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ کے راستبازوں سے اور راستبازی سے عداوت کرنا اور ابطال حق کے لئے یہ شوخی اور حیلہ بازی اللہ تعالےٰ جانے تمہیں کہاں پہنچائے گی۔ مانا کہ کسی باعث گورنمنٹ تم کو اعلےٰ عہدہ نہ دیتی۔ مگر ان شرارتوں سے تمکو حقیقی کامیابی کا کیوں یقین ہوا۔ ہم تمہارے آریہ سماج میں جانے سے ناراض نہیں۔ کیونکہ ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ایسے ارتداد اور مرتدوں کے بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (پ۶- مائدہ) **سنو!** قصہ تو بہت ہی صاف تھا۔ جسپر اعتراض ہے۔

۱- ایک شخص کی نسبت قرآن مجید میں ہے۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے سو برس مار دیا اللہ تعالیٰ سچا اور اس کا کہنا سچ ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (پ۵- نسا)

۲- وہ شخص کہتا ہے۔ کہ میں ٹھیرا ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ ممکن تھا۔ کہ اس شخص کا کہا بمقابلہ فرمان الٰہی غلط مانا جاتا۔ مگر حضرت حق نے اسکے قول کی بھی تصدیق کردی۔ جبکہ فرمایا دیکھ تیرے کھانے اور پینے پر برس نہیں گذرے اور نہ سڑا نہ بسا۔ اور گدھے کو دیکھ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ سو برس کھانے پینے اور گدھے پر تو نہیں گذرا۔ والا وہ رہتے ہی نہ۔ پس دونوں باتیں سچ ہوئیں۔

۳- سو برس گذرا اور یوم یا بعض یوم بھی۔ سو ایسا واقعہ عالم رویا میں ممکن ہے۔ نہ اس کے سوا۔ اور اسکی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔ سورہ یوسف میں ہے کہ ایک بادشاہ نے سات برس کا قحط اور سات برس کا سما اسی ایک یوم اور بعض یوم میں دیکھا۔ اور اکثر لوگ طول مدت کو رویا میں چھوٹے سے وقت میں دیکھتے ہیں۔

۴- ہڈیوں پر گوشت کا چڑھنا اول تو عام نظارہ قدرت ہے۔ جسکا ذکر قرآن فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا (پ۱۸- مومنون) کے کلمات میں فرماتا ہے۔

۵- اس واقعہ کا مختصر بیان کتاب حزقیل میں موجود ہے۔ اور حزقیل کی کتاب آجکل میسر ہے کیوں کہ بائبل کی جزو قرار دی گئی ہے۔ دیکھو حزقیل ۳۷ باب ایک آیت سے ۱۴ تک۔

خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا۔ اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اُٹھا لیا۔ اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی۔ مجھے اُتار دیا۔ اور مجھے ان کے آس پاس چوگرد پھرایا۔ اور دیکھ وے وادی کے میدان میں بہت تھیں اور دیکھ وے نہایت سوکھی تھیں اور اُس نے مجھے کہا۔ کہ اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں۔ مَیں نے جواب میں کہا۔ کہ اے خداوند یہوداہ تو ہی جانتا ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا۔ کہ تو ان ہڈیوں کے اوپر نبوت کر اسی نبوت سے وہ (آیت ہوئی) اور ان سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوداہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھو تمہارے اندر مَیں روح داخل کرونگا۔ اور تم جیو گے۔ اور تم پر نسیں بٹھلاؤنگا۔ اور گوشت چڑھاؤنگا۔ اور تمہیں چمڑے سے مڑھونگا اور تم میں روح ڈالونگا۔ اور تم جیو گے اور جانو گے۔ کہ مَیں خداوند ہوں۔ سو مَیں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور جب میں نبوت کرتا تھا۔ تو ایک شور ہوا۔ اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے۔ اور جو مَیں نے نگاہ کی۔ تو دیکھ نسیں اور گوشت اِن پر چڑھ آئے اور چمڑے کی ان پر پوشش ہو گئی۔ پر ان میں روح نہ تھی۔ تب اُس نے مجھے کہا۔ کہ نبوت کر تو ہوا سے نبوت کر۔ اے آدمزاد اور ہوا سے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے۔ کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وے جئیں۔ سو مَیں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور اس میں روح آئی۔ اور وے جی اُٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اُسنے مجھے کہا۔ کہ اے آدمزاد یے ہڈیاں۔ ساری اسرائیل ہیں۔ دیکھ یے کہتے ہیں۔ کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں۔ اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور ان سے کہو کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میری لوگ میں تمہاری قبروں کو کھولونگا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالونگا۔ اور

اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا - آہ اب غور کرو - کہ یہاں اسرائیلی لوگوں کی تباہی اور پھر ان کی آبادی کی پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ کامل تکلیف بدحالی کے بعد اپنے ملک میں آباد ہو جائینگے - یہاں قرآن میں بھی سورہ بقرہ میں صحابہ کو جو تکالیف مکہ میں پہنچیں اور وطن سے بے وطن ہو کر کہیں حبش میں اور کہیں مدینہ طیبہ میں حیران ہوتے تھے - ان کو تسلی دی جاتی ہے - کسی کا زندہ و آباد کرنا - کسی کو ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے - اسے تھوڑے فاصلہ پہ پہلے فرمایا جالوت کو - طالوت نے ہلاک کر دیا حالانکہ وہ غریب اور بنی اسرائیل کی نظر میں ذلیل تھا - اور پھر داؤد علیہ السلام نے کس طرح ایک اور جالوت کو تباہ کیا - حالانکہ حضرت داؤد اس وقت تک بچے اور بہت غریب تھے اور جالوت بڑا زبردست اور چالاک تھا - قتل کا وقوعہ تو لابد ہے - مگر تم تسلی رکھو - تمہارا ہی رب القادر جو زندہ کرتا ہے اور وہی تمہیں طیبہ زندگی عطا کریگا - جس طرح اُسنے بنی اسرائیل کو زندہ کیا جب بابلیوں نے انہیں خاک میں ملایا تھا - ان کا بیت المقدس آخر ستر برس کے عرصہ میں آباد ہو ہی گیا -

سوال نمبر ۱۱۶ - قرآن ہدایت کے لئے ہے مگر اس میں معمولی عبارتوں کا کیا مطلب - حروف مقطعات کا اصل کسی کی سمجھ میں نہیں آیا - اصحاب بھی زور لگا چکے - پھر قصہ اصحاب الفیل کا ذکر کیا ہے - اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (پ کوثر) کا ترجمہ کیا ہے - تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے اور قرآنی خدا اور شیطان کے جھگڑے - آدم و حوا کے فسانے - گمناؤنی بہشت - ڈراونے دوزخ - توبہ و استغفار - شفاعت حشر و نشر - حساب و کتاب - ترازو - پلڑا - فرشتہ - جن - گوشت خوری - حیوانی قربانی - پتھروں کے چومنے مکان کے ارد گرد گھومنے - دن کو بھوکا رکھنے - رات کو خلاف قاعدہ کھانے - عبادت میں ٹانگ ہاتھ ہلانے - اٹھنے - بیٹھنے - عورتوں پر جبر - لایعنی باتوں کو نہ ماننے والے مگر اعلیٰ زندگی رکھنے والوں کو کافر کہنے - ان سے نفرت - لڑنے - بھڑنے - لوٹنے - گھسوٹنے - قید کرنے - قتل کرنے - خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنیکی باتیں قرآن میں ہیں -

نیوگ زنا کا بچلن ہے - عورت کو بجائے کھیتی اور غلام کہنے کے اردہ انگنی اور اولاد کے لئے بتایا گیا ہے - مگر عورت کو اسلام نے گائے بکری سمجھا ہے - جب چاہا رکھ لی - اور جب چاہا نکالدی ہاں برہم چاریہ دیانند تھے -

الجواب - منصف ناظرین ذرا سوال کو دیکھیں کہنے کو تو ایک سوال ہے اور لکھنے کو چھتیس بلکہ چالیس سوال ہیں - ان میں جتنی گندی باتیں ہیں - اور جتنی اچھی ہیں - سب ہی ویدک دھرم میں موجود ہیں - مگر اتنی بات بینا ہے کہ اسلام ان میں سے سچی اور صحیح باتوں کا قائل ہے - اور تمام گندی اور قابل نفرت باتوں

سے پاک ہے۔ علاوہ بریں قرآن کریم تمام خوبیوں سے موصوف ہے اور ہماری گواہی تو سچ ہے۔ کیونکہ ہمنے اسلام کے اندرونی اور بیرونی حالات سے پوری آگہی کے بعد لکھا ہے اور تمہاری گواہی غلط ہے۔ کیونکہ تم قرآن و وید دونوں میں سے بیخبر ہو۔ قرآن مجید سے بیخبری کا ثبوت تمہارا رسالہ ترک اسلام ہے اور ویدوں میں سے بیخبری یہ ہے۔ کہ تم جس روز یہ لیکچر دیتے ہو۔ اس روز تم آریہ سماجی ہوئے۔ کے آمدی وکے پیر شدی۔

بہرحال سنئیے۔ ہمنے مقطعات کا جواب کچھ تو پہلے ہی سوال کے جواب میں صفحہ نمبر ۲۴ میں دیا ہے مگر شاید کسی سلیم الفطرت کو فائدہ ہو اسلئے تفصیل کیساتھ جواب لکھتے ہیں۔ ہمارا جواب الزامی بھی ہوگا اور نقلی بھی۔ مگر آخر عقلی بھی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ پھر الزامی جواب کی تین قسمیں ہونگی۔ ایک خود تمہارے ساتھ خاص ہوگا۔ اور دوسرا تم سے علاوہ مناظر قدرت میں دکھائینگے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اسلام کی کس قدر خاطر منظور ہے کہ جو سوال مخالفوں نے اسلام پر کیا ہے۔ خود اس اعتراض کے ہدف ہیں اور محض ہٹ دھرمی سے اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (پ۱۰۔ انفال) اور تیسرا جواب خود وید سے اور آریہ کی مسلّم کتب سے دینگے۔

ہمارا نقلی جواب بھی تین ہی حصوں پر منقسم ہوگا۔ اول اقوال صحابہ کرام سے دوم تابعین صحابہ کے کلمات صحیحہ سے اور علماء سے اور دکھائینگے۔ کہ ہمارے ائمہ میں اختلاف و تضاد ان کے معانی میں تھا بلکہ عربی علوم میں یہ عام رواج ہے۔ پھر ساتواں جواب عقلی ہوگا۔ کیونکہ سات کا عدد کامل عدد ہے۔ اسی واسطے سات طبقات پر زمین۔ بحار اور آسمانوں کا قیام ہے دیکھو بھومکا رگوید کا ترجمہ صفحہ ۱۸

اول اگر مقطعات کا استعمال معمہ و چیستان اور پہیلی ہے اور اس لئے تمکو اس سے تنفر ہے تو ایف اے اور پھر بی۔ اے کیوں ہوئے۔ اور اس پر تمہارا فخر کیوں ہے کتنے بی۔ اے ہونے سے دکھایا ہے کہ تمنے دھوکا نہیں کھایا اور بی۔ اے وغیرہ تو مقطعات ہیں۔ مطلب تم نے خوب سمجھ لیا۔ کہ بی اے اگر معما نہیں تو الم کیوں معما ہے[1]۔ دوم تمہارا منہ کالا کرنے کو اس وقت تمام دنیا کے مہذب بلاد اور تعلیمیافتہ قوموں کی دوکانوں۔ مکانوں۔ چیزوں۔ ناموں۔ عہدوں۔ ڈگریوں۔ اور اعلیٰ عزت و عظمت کے خطابوں میں انہی معمے و پہیلی و مقطعات کا استعمال ہو رہا ہے۔ لوگوں نے ہی عام طور پر اسکو قبول نہیں کیا بلکہ گورنمنٹ نے اپنے محکموں۔ ریلوں۔ سٹیشنوں کو بھی یہی ٹیکا لگایا ہے۔ فارن آفس کی تمام تحریروں کا انہیں پر مدار ہے۔ جو حکومت کی اصل کل ہے۔ ڈی۔ اے۔ وی۔ دیانندی کالج اسی پہیلی سے زینت یافتہ ہے یونانی

(۲) انطس۔ اگست۔ ایلوس۔ پیرس۔ سال۔ اینگو۔ ٹپالرڈ وغیرہ ہزارہا کلمات کے اختصار ہیں ۱۲ منہ

[1] بی۔ اے کو بھی کوئی کوئی سمجھتا ہے۔ اور الم کو بھی کوئی کوئی ۱۲ منہ

کرتے تھے (ل) لوتیں۔ لوکس۔ جگہ کے معنی میں (م) مجسٹریٹ۔ مانومنٹ۔ یعنی یادگار پر بولتے ہیں۔

سوم تمہارے کیا تم تو غالباً دہریہ ہو بلکہ آریہ کے وید کے سر پر اور اسکے اندر اور تمہاری سندھیا ودھی کے سر پر اور اسکے اندر تمہارے منوشاستر کے ادھیاء ۲ شلوک ۷۵۔ تمہاری گایتری کے سر پر تمہارے لکچر کے ابتدا میں تمہاری عام لکچروں کے ابتدا میں تمہاری ویاکھیانوں کتابوں کے سر پر۔ قرآنی صداقت کے لئے **اوم** کا لفظ جو آ۔ اُ۔ م کے مقطعات سے بنا ہے زور سے گواہی دیتا ہے کہ خبردار قرآن کریم پر ایسا اعتراض مت کرنا۔ میرا لحاظ تو کرنا مگر اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ (پ۱۷ انبیا) تم اسکے شنوا نہ ہوئے۔ تمہاری ستیارتھ کا پہلا صفحہ اسی مقطعات کی تشریح میں سیاہ کیا گیا۔ مگر حیف کہ تم شنوا اور بینا نہ ہوئے۔ تمہاری منوجی ادھیاء ۲ کے شلوک ۷۶ میں بول اُٹھے۔ کہ (ا) کار (اُ) اُ کار (م) مکار ان تین الگ الگ اکھروں کو اور بھو۔ بھواہ۔ سواہ ان کو بھی برہما جی نے بیدوں سے نکالا۔ مگر تم نے بجائے اسکے کہ اس سے سبق لیتے اُلٹا اس میں شرارت سے کام لیا اور جن کو ملیچھ کہتے تھے۔ اُن کی اتباع کی۔ یہ ہیں آلہی آیات اور معجزات اور یہ ہیں ثبوت تمہاری شرارت اور بے ایمانی کے۔

لطیفہ۔ اوم کے تیسرے حرف کا نام مکار کے بدلہ میں آریہ نے اپنی سندھیا ودھی میں ما کا لفظ رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی زبان میں ما کا لفظ نہیں اور ستیارتھ پرکاش کے ترجمہ پرتی ندھی میں (م) رکھا ہے۔ جو اسلامی طرز کا لفظ ہے یہ ہے روزانہ مذہبی اصلاح جسکو تم ہر روز کرتے ہو۔ دوسرا لطیفہ اوم کا پہلا لفظ اصل میں الف ہے اور آخری لفظ میم ہے پس اوم کا سارا لفظ اپنے ابتدا اور انتہا سے قرآن کے مقطع الٓمٓ کے الف پہلے حرف اور میم آخری کا حرف شاہد ہے۔ اس شہادت پر بھی تم معترض ہی رہے۔ افسوس۔

نقلی جواب

صحابہ کرام نے فرمایا ہے دیکھ یہ وہی اصحاب الرسل ہیں۔ جنکی نسبت تو نے بکواس کی ہے کہ اصحاب الرسل بھی زور لگا بیٹھے مگر ..... ابن جریر۔ معالم التنزیل۔ ابن کثیر۔ تفسیر کبیر۔ درمنثور وغیرہ میں لکھا ہے علی المرتضیٰ ابن مسعود اور ناس من اکثر اصحاب النبی اور ابن عباس کے نزدیک یہ تمام حروف جو سورتوں کے ابتداء میں آئے ہیں۔ اسماء الٰہیہ کے پہلے اجزاء ہیں۔ ابن جریر نے بہت بسط سے اس بحث کو بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ قرآن کریم کملی عربی میں ہے پس ممکن نہیں کہ اسمیں ایسے الفاظ ہوں جو ہدایت

عامہ کے لئے نہ ہوں۔ پھر صحابہ و تابعین کی روایات کا بسط کیا ہے۔ آخر کہا ہے کہ ان مقطعات کو صحابہ کرام نے اسماء الٰہیہ کا جزو مانا ہے اور بعض نے ان پر اسماء الٰہیہ کا اطلاق کیا ہے اور بعض نے کہا ہے۔ کہ ان سے قسم لیگئی ہے ان کو اسماء السور۔ اسماء القرآن۔ مفاتح القرآن بھی کہتے ہیں۔ آخر مجاہد کی روایت لی ہے۔ کہ یہ بامعنی الفاظ ہیں۔ اور الربیع بن انس تابعی کا قول نقل کیا ہے کہ ان کے بہت معنی لینے چاہئے۔ اور یہہ بھی کہا ہے کہ یہ اسماء و افعال کے اجزاء ہیں۔

بالآخر الربیع بن انس کی روایت پر لکھا ہے کہ یہ سب معانی صحیح ہیں اور ان میں تطبیق دی ہے۔ میں کہتا ہوں بات کیسی آسان ہے کیونکہ ان حروف کا اسماء الٰہیہ کی جزو ہونا تو قول حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ہے اور ابن مسعود اور بہت صحابہ اور ابن عباس کا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس یہ معنی اصل ہوئے اور جن لوگوں نے کہا کہ یہ اسماء الٰہیہ ہیں انہوں نے اصل بات بیان کر دی کیونکہ آخر ان اسماء سے اسماء الٰہیہ ہی لئے گئے۔ اور چونکہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ قسم بھی ہوتی ہے۔ اسلئے یہ تیسرا قول بھی پہلا قول ہی ہوا پھر چونکہ سورتوں کے نام ان کے ابتدائی کلمات سے ہی لئے جاتے ہیں۔ اسی واسطے فاتحۃ الکتاب کو الحمد للہ رب العالمین اور سورۂ اخلاص کو قل ھو اللہ احد کہتے ہیں۔ اور اسی لئے یہ حرف مفاتح السور اور اسماء السور ہوئے اور چونکہ ہر ایک سورۃ کو قرآن کہتے ہیں۔ جیسے آیا ہے۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا اور فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اس سے بعض نے ان کو اسماء القرآن بھی کہا ہے پس مجاہد کا قول کہ یہ حروف موضوع ہیں معانی کے لئے اور ربیع بن انس کا یہ قول کہ انکے بہت معانی ہیں۔ درست و صحیح ہے اور یہ تمام اقوال پہلے قول کے مؤید ہیں اور انہیں معنوں کے قریب بلکہ عین ہے وہ قول جو ابن جریر میں ہے۔ کہ الٓمّ کے معنی انا اللہ اعلم ہیں۔ پس جو معانی صحابہ کرام نے کئے ہیں۔ وہ بالکل صحیح ہوئے اول تو اسلئے کسی نے ان صحابہ کرام پر اعتراض نہیں کیا۔ نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے نہ پچھلے علماء نے۔ اور اگر کسی نے انکے علاوہ کہا ہے۔ تو اس کا کہنا صحیح ہے۔ جیسا ہمنے دکھایا ہے ابن جریر نے ان کل معانی بلکہ ان کے سوا اور معانی لیکر سب کو جمع کرنے کو بہت پسند کیا ہے اور اپنے طور پر انکو جمع کر کے بھی دکھایا ہے ابن جریر کی یہ عبارت بڑی قابل قدر ہے جو آخر مقطعات پر لکھی ہے :۔ انه عز ذکرہ اراد بلفظه الدلالة بکل حرف منه علی معان کثیرة لا معنی واحد کما قال الربیع بن انس وان کان الربیع قد اقتصر علی معان ثلثة دون ما زاد علیها ـ والصواب فی ذلك عندی ان کل حرف منه یحوی ما قاله الربیع وما قاله سائر المفسرین واستثنیٰ شیئا۔ ربیع کے تین معنی یہ ہیں۔ اول الٓمّ میں الف سے اللہ۔ لام سے لطیف اور میم سے مجید دوم

الف سے اللہ تعالیٰ کے آلاء و انعامات اور لام سے اس کا لطف اور میم سے اس کا مجد۔ پھر الف سے ایک لام سے تیس میم سے چالیس عدد۔ ابن جریر کا منشا یہہ ہے کہ اگر کوئی اور معانی بھی لے لے (جیسے کہا گیا ہے۔ کہ الف سے قصہ آدم۔ اور لام سے حالات بنی اسرائیل اور میم سے قصہ ابراہیم مراد ہی) جب بھی درست ہی۔ زمخشری اور بیضاوی نے علوم قرأت و صرف کے بڑے بڑے ابواب کا پتہ ان سے لگایا ہی اور شاہ ولی اللہ نے غیب غیر متعین کو متعین اس عالم میں مانا ہے اور مبرد اور دیگر محققین۔ فرا و قطرب و شیخ الاسلام الامام العلامۃ ابوالعباس ابن تیمیہ اور الشیخ الحافظ المجتہد ابوالحجاج المزی اور زمخشری کا قول ہے۔ کہ یہ منکروں کو ملزم کرنے کے لئے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً مخالفوں کو تحدی سے کہا گیا۔ کہ الف حرف ہی جو گلے سے نکلتا ہی۔ اور لام درمیانی مخارج سے اور میم آخری مخرج ہونٹھ سے ہی پس جبکہ ان معمولی لفظوں سے قرآن کریم بنا ہوا ہے۔ تو تم اسکی مثل کیوں نہیں بنا سکتے۔

ف معجزہ

اب ہم تینوں الزامی اور تینوں نقلی جواب سے فارغ ہو کر عقلی جواب دیتے ہیں۔ ناظرین! کیا معجزہ قرآنی نہیں۔ کہ مقطعات قرآن کریم پر مخالفان اسلام کا اعتراض ہو۔ اور تمام دنیا کے مخالفان اسلام اسلامیوں سے بڑھ چڑھ کر ان حروف مقطعہ کے استعمال میں مبتلا دکھائے جائیں۔ اور ہمنے تو صحابہ کرام کے اقوال سے انکے معانی کو ثابت کیا ہی۔ مگر معترض لوگ۔ ا۔ اُم کے معنی ملہمان وید کے صحابہ سے بتائیں تو سہی۔ دو ارب برس کی تصنیف کتاب کونسی ہی جسمیں یہ معانی لکھے ہوئے ہیں۔ جو سندھیا ودی بلکہ ستیارتھ کے پہلے ہی صفحہ میں لکھے ہیں۔ اور پھر جب اسلام کی کتب میں یہ معانی موجود ہیں تو ان پر اعتراض کیوں ہے اور اس طرح اختصار سے کلام کرنا تو عربی علوم میں عام مروج ہے۔ بلکہ اسکے علاوہ کئی طرق سے اختصار کیا جاتا ہی۔ مثلاً بَسْمَلَ۔ حَمْدَلَ۔ حَوْقَلَ۔ دَمْعَ۔ هَلَّلَ۔ اور مثلاً خود قرآن کریم کے آیات کے نشان پر ط مطلق اور ج جائز۔ ص صلی کا اختصار ہی اور قرآنوں کے اوپر ع رکوع کا چنانچہ ع اس طرح کے نشانوں میں اوپر کا نشان پارہ کا یا سورۃ کا اور اوپر والا اگر پارہ کا نشان ہی تو نیچے والا سورۃ کا۔ اور اگر اوپر والا سورۃ کا ہی تو نیچے والا پارہ کا۔ درمیانی ہندسہ آیات رکوع کا نشان ہی۔

علم قرایت میں فمی بشوق کے مقطعات سات منازل قرایت کا نشان ہی۔

علم حدیث میں نا۔ انا۔ ح۔ ت۔ ن۔ د۔ ق۔ م۔ خ۔ حدثنا۔ اخبرنا۔ حول السند۔ ترمذی نسائی۔ ابوداؤد۔ متفق علیہ مسلم و بخاری کے نشان ہوا کرتے ہیں۔

علم فقہ میں صدہا علامات ہوتی ہیں۔ ان کا ایک فقرہ ہی مسئلہ البئر جحط کنوئیں کے پانی میں ایک خاص امر میں اختلاف پر لکھا ہی کہ اس وقت پانی نجس ہوا ہے یا بر حال رہتا ہی یا طاہر و پاک رہتا ہے۔

علم صرف میں س سمع یسمع کا نشان ک کرم ن نصر ض نصر ضرب کا ف فتح یفتح کا۔
نحو میں ط عطف کا نشان مد تعلق کا۔ مف مفعول کا وغیرہ۔
لغت میں ۃ بلدۃ کا ج جمع کا۔ کافہ کسرہ عین ماضی فتح عین مضارع کا نشان ہے۔
طب میں مکد من کل واحد کا نشان ہے جسکے معنی ہیں ہر ایک سے۔

عقلی جواب

قبل اسکے کہ عقلی جواب بیان ہو ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقلا کی بعض اصطلاحات بیان کی جاویں اور اسوقت ہم صرف ویدک مقصدوں اور اسلامی فلسفوں کے اصطلاحات پر اکتفا کرتے ہیں۔ علۃ فاعلیہ یا فاعل کام کرنیوالے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت اس کا نام نمت کارن ہے۔ علۃ مادیہ۔ مادہ جس سے کوئی چیز بنتی ہے۔ اس کو اپادان کہتے ہیں۔ علۃ صوریہ صورت شکل اور آلات وغیرہ کو ساد ہارن کارن کہتے ہیں۔ علۃ غائیۃ اصل مقصود کو پریوجن کہتے ہیں۔
مثلاً اس کتاب کا مصنف و متکلم فاعل ہے۔ اور اس کا نمت کارن مصنف کے علوم وغیرہ اوپادان کارن ہے۔ اور اسکے آلات و اسباب مثلاً قلم و سیاہی کاغذ وغیرہ ساد ہارن کارن ہیں۔ اس کا اصل مقصود یعنی نافہموں کے سامنے صداقتوں کا اظہار اس کا پریوجن ہے۔

دلائل کی چند اور اصطلاحیں

۱۔ آپی اقوال یا اچھے لوگوں کی بات سے سند لینا ہمیں دلیل ہے اور اسکو سنسکرت میں شبد کہتے ہیں۔
۲۔ تشبیہ کو اپمان کہتے ہیں۔ علۃ سے معلول کو سمجھنا لم کہلاتا ہے اور معلول سے علت کو سمجھنا انی ہے۔
۳۔ اور استقراء سے پتہ لگانا تمثیل ہے اور ان سب کو انومان کہتے ہیں۔
۴۔ مشاہدات سے استدلال سنسکرت میں پرتیکش ہے۔ حواس ظاہرہ سے استدلال ہو یا حواس باطنہ سے۔

دلائل میں پہلی دلیل شبد ہے اس سے ہمنے استدلال نقلی دلائل میں کیا ہے۔
دوسری دلیل اپمان یا تشبیہ ہے اس دلیل سے ہم نے یوں کام لیا ہے کہ جس طرح مقطعات تمہارے مقدس وید میں ہیں۔ اسی طرح ہماری مقدس کتاب میں ہیں۔ جس طرح وہاں اسماء الٰہیہ لئے گئے ہیں اسی طرح یہاں لئے گئے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اسلامیوں کے پاس ایک قاعدہ ہے۔ اور تمہارے یہاں دھینگا دھانگی ہے کہ آ سے یہ لو اور اُ سے یہ اور م سے یہ مراد لو۔
تیسری دلیل انومان سے ہم نے یوں کام لیا ہے کہ ہمنے استقرا کیا ہے کہ ہندو۔ سناتن۔ آریہ۔ یورپ۔ امریکہ کے لوگ مقطعات کو اجزاء کلمات تجویز کرتے ہیں۔ تو ہمنے اسی استقراء سے مقطعات

قرآنیہ کو اجزاء کلمات طیبات لیا ہے۔

اب چوتھی دلیل پر تیکش یوں ہے۔ کہ کلمہ طیبہ۔ الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الكِتٰبُ۔ لَا رَیْبَ فِیهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ چار جملے ہیں۔ چوتھا جملہ مطلب وغائت کو ادا کرتا ہے۔ اور تیسرا جملہ سروپ کو دوسرا جملہ مادہ کتاب کو تو ان مشاہدات ثلثہ سے یہ پتہ لگا کہ پہلا جملہ اس کتاب کے متکلم ومصنف کا پتہ دیتا ہے۔

جواب سوال نمبر ۱۱۶ کا بقیہ کچھ تو صفحات ذیل میں ہے

نمبر شمار	جواب	صفحہ	نمبر شمار	جواب	صفحہ
۱	مقطعات پر	۲۴۳ و ۲۴۸	۱۵	پتھر چومنا	۳۸ دیباچہ
۲	اصحاب الفیل وابابیل	۱۶۰ و ۱۶۲	۱۶	روزہ	۲۰۲ و ۰۳
۳	ہوالابتر	۵ و ۶ دیباچہ	۱۷	رات کو کھانا	″ ″
۴	شیطان کا جھگڑا	۸۱ و ۸۵	۱۸	جبر عورتوں پر	۴۳ - ۴۹ دیباچہ
۵	آدم وحوا	۱۱۰ و ۱۱۱	۱۹	کافر کہنا	۳۵
۶	بہشت	۱۳۴	۲۰	کافر سے نفرت	″ ″
۷	توبہ	۱۷	۲۱	لڑائی	۴۰ - ۴۴ دیباچہ
۸	استغفار	۱۷	۲۲	لوٹ کھسوٹ	۲۱۲
۹	شفاعت	۱۱۰ - ۱۱۱	۲۳	قید	۴۰ دیباچہ
۱۰	حشر وقیامت	۱۱۵	۲۴	قتل	″ دیباچہ
۱۱	ترازو باٹ	۱۱۴	۲۵	شرک	۹۹ - ۱۰۷
۱۲	فرشتہ	۱۱۳	۲۶	عورت کو کھیت کہنا	۲۱۷ - ۲۱۸
۱۳	گوشت خوری	۱۴۶ - ۱۵۹	۲۷	گویا عورت گائی بکری ہے	۴۳ دیباچہ ۴۶ دیباچہ
۱۴	قربانی				

اور بقیہ کو ذیل میں مختصر ظاہر کرتے ہیں اور مفصل انشاء اللہ تعالیٰ دیانند کی ستیارتھ پرکاش کے جواب میں لکھینگے۔ ۱۔ طواف پر مختصر سا نوٹ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مسجد کی تعمیر کے وقت سات دعائیں کی ہیں۔

(۱) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا (پ بقرہ) ای ہمارے رب قبول ہی کرلے ہم سے۔

(۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا (پ بقرہ)

ای ہمارے رب اپنا ہی ہمیں فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد سے ایک گروہ معلم الخیر تیرا فرمانبردار ہو۔ اور دکھا ہمیں اپنی عبادتگاہیں اور طریق عبادت۔

(۳) وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (پ۱۳ ابراھیم) بچالے مجھے اور میری اولاد کو اس سے کہ بت پرستی کریں۔

(۴) وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ (پ۱ بقرہ) اور رزق دے مکہ والوں کو پھلوں سے

(۵) وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ (پ۱۳ ابراھیم) کچھ لوگوں کے دل اس شہر والوں کی طرف جھکا دے۔

(۶) وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (پ۱ بقرہ) ان میں عظیم الشان رسول بھیج۔

(۷) اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (پ۱۳ ابراھیم) اس شہر کو امن والا بنا۔

اور قرآن کریم میں ان دعاؤں کے قبول ہونے کا ذکر آیات ذیل میں ہے جو سات ہیں۔

اوّل۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ (پ۷ مائدہ) اللہ نے کعبہ کو عزت والا اور حرمت والا گھر بنایا۔

دوم ۔ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (پ۱ بقرہ) اور بے ریب برگزیدہ کیا ہمنے اسے اس دنیا میں اور بے ریب آخرۃ میں سنوار والوں سے ہے۔

سیوم۔ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پ۱ بقرہ) ستھرا رکھو اس میرے گھر کو طواف کرنے والوں۔ اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنیوالوں کے لئے۔

اور فرمایا وَهُدًى لِّلنَّاسِ ہدایت کا مقام ہے لوگوں کے لئے۔

چہارم۔ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ (پ۳۰ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک کے بعد۔

پنجم۔ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (پ۱ بقرہ) بیت اللہ کو لوگوں کے لئے جھنڈ در جھنڈ آنیکی جگہ بنایا۔

ششم۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ پ۲۸ جمعہ اللہ وہ ہے جسنے بھیجا مکہ والوں میں رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے۔ انپر اللہ کی آیتیں پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت

ہفتم۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا پ۴ آل عمران اور جو داخل ہو گیا اس [illegible]

سات دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام و برکاتہ نے مانگیں - اور ساتوں قبول ہوئیں - اسی طرح جناب ہاجرہ علیہا السلام کو ایک بڑا ابتلا پیش آیا - جس کا اشارہ ان باتوں سے ہوا - وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ (پ۲ بقرہ) اور انعام دینگے - ہم تمکو بدلامیں تہوڑے سے خوف اور بھوک اور مالونکی اور جانونکے اور پہلونکے نقصان کے - اور ان پانچوں پر اُمنا ہاجرہ نے إِنَّا لِلَّهِ اور إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا ہم سب اللہ کے ہیں اور اسیکی طرف جانا ہے - پس اپنے دو اقوال سے صبر و استقلال اور ایمان کا اظہار فرمایا اس واسطے اللہ تعالیٰ کریم و رحیم نے اوسکی اولاد کو آمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ امن دیا ان کو عظیم الشان ڈر سے أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ (پ۳۰ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک سے اور بلدہ کو بلدہ مبارک فرماکر کثرۃ اموال و انفس و ثمرات اور الصبر کا نعم الاجر صلوات و رحمت عطا فرماکر اسکی اولاد کو ہدایت یافتہ فرمایا - اور اسیواسطے اس قصہ کے بعد ان الصفا والمروۃ کے طواف کا ارشاد فرمایا - جن پر اُمنا ہاجرہ بار بار غرض سات بار پھرتی رہیں توکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا نشان ہو - یہ اصل بھید کی راہ ہے کہ جامع کمالات عمارت جو انبیا علیہم السلام کے متفرق کمالات کے جامع خاتم النبیین کی جگہ اور مسجد ہے اور جسجگہ کی کتاب جامع و مہیمن اور فیہا کتب قیمہ ہے - اس عمارت کو ظاہری آنکھ سے مطالعہ کرکے اس جامع تعلیم کا دل میں ہر پہلو سے مطالعہ کرو - اور ہاجرہ کی تکالیف کے موقع پر اس فضل و انعام کا مطالعہ کرو جو اسپر اور اسکی اولاد پر اللہ تعالیٰ سے ہوا -

۲ - دوزخ کے وجود پر اعتراض کیا ہے - دوزخ پر اعتراض کرنیوالو! دوزخ کا نمونہ اس دنیا میں جذام گلت کوڑھ - محرقہ تپ - طاعون کالرہ - اور ہموم و غموم اور افکار مخلوق میں موجود ہیں - کیا آخر آتشک اس آتش کا یاد دہندہ اور سوزاک اس سوزش کا نمونہ نہیں کیا یہاں اس دنیا میں بدکاریوں کے بدنتائج دوزخ کے انگیٹی بہٹین نہیں ہیں - اور ضرور ہیں - پھر تعجب ہے تم منکر کیوں

۳ - اور حساب و کتاب پر اعتراض کیا ہے - حالانکہ جیسا کوئی کرے ویسا پاتا ہے - سچا مسئلہ ہے کیا تم نے کسی سچے مذہب میں نہیں سنا - کہ خدا تعالیٰ کے یہاں جزا و سزا ضروری ہے - اگر مذہب سے ناواقف ہو تو دیکھ لو - آتشک والوں سے پوچھو کیا ان کو بے وجہ عذاب ہوتا ہے - خاص سوزاک والے بدون خاص بدی کے مبتلا ہیں - مضامین کو صاف نہ لکھنے والے دماغ کے وہ کمزور - جو اچھے بھلے چنگے تھے بدیوں اور بدکاریوں سے تباہ حال نہیں -

۴ - نماز پر اعتراض کیا ہے مگر نماز میں کمربستہ حاضر ہونا خدا ماننے والیکی فطرۃ کا تقاضا ہے اور

فرمانبرداری کے لئے جھکنا ایک تواضع ہے۔ اور سجدہ میں گرنا کمال عبودیت کا اظہار ہے۔

۵۔ جن کے وجود پر اعتراض کا جواب:۔ جن مخفی در مخفی ارواح خبیثہ کا نام ہے اس زمانہ میں جب سے ارواح کا انکار ہونے لگا ہے۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ نے مائکرس کوپ کی ایجاد کی راہ نکالی ہے۔ پھر آخراب اشیاء کی تحقیق پر توجہ دی ہے اور ہزاروں باریک اجسام ارواح خبیثہ کے نظر آنے لگے ہیں۔ اور اس علم کا نام بکٹریالوجی ہے۔ جس میں ان ارواح کے اجسام لطیفہ دکھائے جاتے ہیں۔

۶۔ اسلام تمہاری بیجا کوششوں کے ذریعہ دُنیا سے اُٹھ جاوے۔ ایں خیالست و محال است وجنوں اسلام پر خطرناک حملہ ترکوں کا تھا۔ مگر تم نے نہیں دیکھا۔ کہ آخر ترک ہی مسلمان اور خادم اسلام بن گئے۔

عیسائیوں سے زیادہ تم طاقتور نہیں ہو سکتے۔ وہ بھی اسلام کے معدوم کرنے میں ناکام ہیں۔ جن تدابیر پر تم چل رہے ہو۔ اور تمہارے چھوٹے بڑے دھرماتما پارٹی اور گریجوئیٹ جج وکیل وغیرہ جس راہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ یہ راہ کامیابی کے نہیں۔ تم سے بہت پہلے مدینہ کے یہود نے اسی راہ کو اختیار کیا تھا۔ اور ان کی مخفی کمیٹیاں۔ استیصال اسلام کے لئے جان توڑ کوشش کر رہی تھیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب میں یوں آیا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ۔ ترجمہ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف کہ منع کئے گئے مخفی کانا پھوسی سے پھر باز نہیں آتے۔ اور کمیٹیاں کئے جاتے ہیں۔ اور فرمایا اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا۔ یہ کانا پھوسی اور مشورہ اللہ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روح شیطان سے ہے۔ کہ غم میں ڈالے۔ مومنوں کو اور یہ لوگ کچھ بھی مومنوں کو ضرر نہیں دے سکیں گے پہلے سپارے میں بھی ایسی مخفی مجالس کا ذکر ہے۔ مگر دیکھ لو وہ تمام ممبران اور گرینڈ ماسٹر خائب وخاسر ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ سمیع بصیر علیم وخبیر ہے۔ اپنی مخلوق کی حرکت وسکون جانتا ہے۔

آج ہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تارک اسلام کے جوابات سے فارغ

ہوتے ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسے اس نے ہمسے وعدہ فرمایا ہے۔
مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ
(پ ۶ مائدہ) یعنی اگر تم میں سے کوئی ایک مرتد ہو جاوے تو اسکے بدلہ اللہ تعالےٰ ایک بڑی قوم لائیگا۔ جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنے والا ہوگا۔ اس تارک اور اسکے اور مرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الٰہی ہونگے۔ عطا کریگا۔ اور ضرور عطا کریگا فالحمد للہ رب العالمین۔

ان جوابات میں ہمنے علم معانی۔ بیان۔ بدیع۔ غرض علم فصاحت و بلاغت سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کوئی اور دقیق راہ جوابوں میں اختیار کی ہے۔ جسکو وقت اور نازک خیال لوگ پسند کرتے ہیں۔ اور اردو تو پنجابیوں کی خود نرالی اردو ہوا کرتی ہے۔ دہلی۔ لکھنؤ کے اہل لسان شاید بعض مقامات کو سمجھیں بھی نہیں تو ممکن ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ صرف اللہ تعالےٰ کے نام پر ڈیڈیکیٹ کیا گیا ہے صرف اسی کی رضامندی اصل غرض ہے۔ اسی نے فرمایا۔ کہ حق کا اظہار کرو۔ پس جسکو میں نے حق یقین کیا۔ اسکو مختصر لفظوں میں پیش کیا۔ وانما لامرءٍ ما نوے۔

نیز ہمیں اول تو آریہ سماج کا عام مذاق معلوم ہے اور انصاف یہی ہے کہ یہ لوگ معذور ہیں اپنے ہی علوم سے ناواقفی ہے۔ دوسرے کے علوم تو دوسرے کے ہیں۔ پھر مسلمان ان کے نزدیک جیسے ہیں۔ اس کا پتہ ان کی عملی کارروائیوں سے جو یہ لوگ محکموں میں۔ معاملات میں اپنی مقدرت کے موافق کرتے ہیں ظاہر و عیان ہے۔ پس مسلمانوں کے علوم سے آگہی کیونکر کریں۔ دھرم پال نے جو دھرم پالنا کی ہے۔ اس کا نمونہ دیکھو دیباچہ کے صفحہ ۵۹ تا ۶۲ میں۔

دوم آریہ کی کثیر التعداد اور دھرماتما پارٹی کے مہابیر۔ قومی شہید۔ قوم جان نثار۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کیسے پنڈت تھے۔ بلکہ منشی رام جگیاسو نے تو اپنے ترجمہ رگوید آدی بھاش بھومکا کے ابتدا میں ظاہر فرمایا ہے۔ کہ دیانندی وید بھاش کی غلطیاں بھی انہوں ہی نے ثابت کرکے دکھائیں۔ اور اس پارٹی بلکہ عام آریہ

سماج کے مذہب کا تمام دار و مدار بیشغلتی اور صرف مخالف کو دکھ پہنچانا اور اپنے خیال میں مسلمانوں سے عالمگیر کا بیجا بدلہ لینا ہے حالانکہ اس نیک بادشاہ نے ان کو حقیقةً کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ اور نہ یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہم لوگ عالمگیر کے ساتھ تھے۔ نہ یہ دکھا سکتے ہیں۔ کہ عالمگیری محاصل انگریزوں کے محصولات سے زیادہ تھے۔ یہ ہے نیکی اور اس پارٹی کا خاص الخاص اصل۔ عام خوش کن بنانے کے لئے صرف گوشت خوری کا مسئلہ ہے اور گوشت خوری ہی مہان پاپ ہے۔ اور اس کا ترک ہی دھرم کی جڑ ہے۔ حالانکہ نہیں جانتے۔ کہ قانونِ قدرت میں ماں کے پیٹ میں کیا کھا کر بچہ باہر آئے ہیں۔ اور دودھ پینے میں گائے کے بچے کو دھوکا دے کر دودھ لیا جاتا ہے یا نہیں۔ اور کھیتی وغیرہ میں جانوروں سے کیا جا سکتا ہے۔

سوم۔ **لطیفہ**۔ اور آریہ سماج کا معقول عذر اور ان پر اتمام حجت بھی۔ دھرمپال نے اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام میں کافر کون ہے۔ دیکھو اعتراض نمبر ۹۳۔ اس لئے بھی اس کو ہم بتاتے ہیں۔ کہ کافر کون ہے۔ اور حوالہ بھی عظیم الشان دیتے ہیں۔ منو ۲-۱۱۔

جو شخص وید کے احکام کو بذریعہ علم منطق غلط سمجھ کر وید شاستر کی توہین کرتا ہے۔ وہ ناستک یعنی کافر ہے۔ اس کو سادہ لوگ اپنی منڈلی سے باہر کر دیں منو صفحہ نمبر ۲۳ کافر کون ہے۔ اور اس کا حکم کیا ہے۔ اس کا خوب پتہ لگتا ہے۔ اور کیا ان کی بزرگ رشی منوجی معقول پسند تھے۔

ہمارے پیارے دوست سردار فضل حق صاحب سابق سردار سندر سنگھ ساکن دھرم کوٹ بگہ نے اتفاقاً پرو فون کا مجموعہ پڑھا اور کہا کہ اگر دھرم پال کی فطرت باقی ہے۔ اور اوسکو اس کتاب کے پڑھنے کا اسکی کسی سعادت کے باعث موقع ہوا تو وہ یہاں آ جائیگا۔ میں نے عرض کیا۔ یہ گالیاں اور راہ راست کی کامیابی۔ عجب عجب سردار صاحب نے مجھے یہ بھی کہا ہے۔ کہ بعض جواب بہت اختصار سے دئے گئے ہیں۔ اور الزامی جواب بکثرت نہیں۔ مثلاً سوال نمبر ۱۰ مسئلہ طلاق میں تارک اسلام نے لکھا ہے۔ کہ بدشکل لڑکیاں پیدا کرنے والی کو طلاق دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن کریم میں کہیں نہیں۔ قرآن کریم نے نہیں فرمایا کہ ایسی عورت

کو طلاق دی جاوے۔ ہاں آریہ سماج نے نیوگ کے ذکر میں اس بات کو لکھا ہے۔ اسی طرح سوال نمبر ۱۰۵ میں قریب رشتہ میں شادی کرنے پر جو اعتراض ہے۔ اس پر اتنا بھی نہیں بتایا گیا۔ کہ جب آریہ دھرم اپنے معراج پر تھا۔ اسوقت سری کرشن جی کی بہن کی شادی ارجن جی کے ساتھ کی گئی۔ حالانکہ وہ پھوپھی کی لڑکی تھی۔ نیز تارک اسلام نے اسلام پر ہنسی کی ہے۔ اسلام پر نہیں۔ بلکہ دیانند جی پر کی ہے۔ جہاں کہا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۳۹ سوال نمبر ۱۰۴ جہاں کہا ہے اسلام نے نکاح کو دولت کمانے کا نسخہ بتایا ہے۔ کیونکہ رگوید آدی بھاشی بھومکا ترجمہ نہال سنگھ کرنالی صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے۔

گرہ اشرم (نکاح کرنے) میں داخل ہونے پر خوف مت کرو۔ اور اس سے مت کانپو۔ تم کو قوت اور حوصلہ کے ساتھ یہ ارادہ رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم جملہ سامان راحت حاصل کریں۔ میں تم کو کل سامانِ راحت عطا کرونگا۔" لاکن میں نے عرض کیا۔ کہ اس کتاب کو سردست شایع ہونے دو۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے امیدوار ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اس محنت کو مثمر ثمرات خیر فرماوے۔ نقص سے میرے جیسے انسان کا کلام محفوظ ہو۔ یہہ خیال صحیح نہیں۔ ہاں طبایع مختلف ہیں۔ بعض لوگ گمس طینت بھی ہوتے ہیں۔ جو صرف غلطی پر ان کی نگاہ پڑتی ہے۔ اور عیب دار حصہ کو ہی لیتے ہیں۔ گو آخر لوگوں میں حق پسند بھی ضرور ہیں۔ جو سعید و سلیم الفطرت ہیں۔ ہماری یہہ کتاب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو ان کے لئے بابرکت ہوگی۔ اور اس کا وہ ان کا انجام و آخر بخیر ہوگا۔

نُورُ الدِّین

نظم مولانا مولوی عبید اللہ صاحب احمدی تخلص بسمل مدرس فارسی کالج مدرسہ تعلیم الاسلام دارالامان قادیان

خرد دادہ زان بندہ را کبریا | کہ تا سازد از نیک بد را جدا
کند میل از دل سوی راستی | بتابد رخ خویش از کاستی
منور کند جان خود از یقین | شود رستہ از بند دیو لعین
اگر خود نہ میدارد این منزلت | ز ارباب معنی کند مسئلت
بسے ملت و مذہب و کیش و دین | زند لاف ہا زیر چرخ برین
ولے زندگی دارد آن دین پاک | کہ باشد ز روحانیت تابناک
ز روحانیت نیست گر بہرہ ور | بود جسم بیجان مثل حجر
وزان کیش امید بہبود نیست | کہ راہش بدرگاہ معبود نیست
بہ قومیکہ نیکی پسند د خدا | فرستد ز افضال خود انبیا
بدایشان تکلم کند از کرم | بیاموزد از علم فضل و حکم
شود ختم چون دورۂ انبیا | فرستد بتائید شان اولیا
بہر قرن از بہر تجدید دین | چراغے فروزد ز نور یقین
کہ یابد ازان خلق راہ خدا | گر آید ز دل سوئے علم الہدا
ولے ہر کرا بہرہ نبود ز نور | چو خفاش زان نور باشد نفور

پذیرد ہمے طبع او انقباض ‌‌ کند از سر ہرزگی اعتراض

بداں سال کہ اکنوں یکے تیرہ ہوش ‌‌ بر آورد از خبث باطن خروش

زنا بخردی ترک اسلام گفت ‌‌ رُخِ خویش از دین و دانش نہفت

چو در دہر شد رازِ او آشکار ‌‌ بہ پیچید بر خود یکے نامدار

خطیبے کہ او مصقع امت است ‌‌ ادیبے کہ مصطلع دریں ملت است

محقق سمیدع باحکام نص ‌‌ مدقق ہمیسع بکہنہ قصص

بعلم و عمل صلح و بلغ البیان ‌‌ بہ فضل و ہنر شرح و فصیح اللسان

ادیب است و تفسیر و شیخِ جلیل ‌‌ لبیب است تحریر و شہم نبیل

باخبار و آثار ندس الفطن ‌‌ بعلم و عمل رہبرِ ذی اللقن

درخشندہ نبراس حق نور دین ‌‌ ز فضلِ خدا حجتے بر زمیں

قوی پایہ شد علم زیں لوذعی ‌‌ سنن تازہ گردید زیں یلمعی

جز او کیست در فقہ ناطور شرع ‌‌ جز او کیست در دیں رموزِ ورع

چنوئے دریں دہر عتریف نیست ‌‌ چنوئے خردمند عریف نیست

چنوں کیست ناقد بصر در کلام ‌‌ بشرعِ محمد علیہ السلام

بپاسخ زبانِ بلاغت کشود ‌‌ مر او را طریقِ ہدایت نمود

براہینِ قاطع لبوئش نوشت ‌‌ کہ تا پائے خود پیچد از راہِ زشت

الا ایکہ آریہ گردیدۂ — جز از نیوگ در وے چہا دیدۂ

ز قومیکہ غیرت ندارد وزن — بہ بیہودگی لاف مردی مزن

تو صانع شماری نہ خالق خدا — ازاں ماندۂ از ہدایت جدا

بہ نزدِ تو خلاق اشباح نیست — بہ کیشِ تو خلاق ارواح نیست

ہیولا، و روح و خدا پیشِ تو — قدیم اند افسوس بر کیشِ تو

چہ خندی بہ تثلیث عیسائیاں — چو خود گشتۂ منہمک اندراں

دریغا کہ نفست ملامت نکرد — ترا مطلعِ بر عسامت نکرد

بود ترکِ اسلام رو تافتن — ز درگاہِ خلاق سرِ علن

چشم سرِ ادراکِ تو دوخت است — ازاں رختِ انصافِ تو سوخت است

جنوں بر دماغِ تو پیچیدہ است — ز سر عقل و ہوشِ تو دزدیدہ است

چہ بر تافتی رُخ ز ربِ غفور — کہ گشتت کہ گشتی ز غفراں نفور

چرا رختِ ہوش و خرد سوختی — کہ از بہرِ خود حسرت اندوختی

بہش باش و فرزانگی پیشہ کن — ز روزِ پسیں یکرہ اندیشہ کن

بیا راستی پیشہ کن حق شنو

تمام شد

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا.

مولوی نور الدین صاحب بھیروی

نور الدین بجواب ترک اسلام